حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی

کے دو بیانات

دعوت اور اس کے انعامات

مع

- حضرت شیخ الحدیثؒ کے نام خط سے اقتباسات
- چند انمول ہدایات
- مشورہ کے آداب اور اہمیت
- تاجران حرمین سے معروض
  ”دنیاوی تجارت سے پہلے دینی تجارت ضروری ہے“
- چند پاکیزہ اشعار
- دُعا

ملنے کا پتہ

حافظ فیروز الدین

34-C, Block-6, P.E.C.H.S., Karachi.

بسم الله الرحمن الرحيم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱
۲	اجتماع رائیونڈ	۵
۳	اجتماع کا مقصد	۵
۴	زندگی کی تین اقسام	۶
۵	دعوت کا خاصہ اور انعام	۷
۶	نبی کا راستہ دعوت امت کا راستہ بھی دعوت	۸
۷	حضور کی لائی ہوئی دعوت بھی رحمۃ اللعالمین ہے	۹
۸	اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت دعوت کے ساتھ ہے	۱۰
۹	حق و باطل کی مثال	۱۰
۱۰	حق لاؤ تو باطل بھاگ جائے گا	۱۲
۱۱	سب سے بڑا حق کلمہ شہادت ہے	۱۲
۱۲	حق تو وہ ایمان ہے جو دل و دماغ میں بس جائے	۱۳
۱۳	ہدایت کے لئے محنت ضروری ہے	۱۴
۱۴	جاہدو فینا کیا ہے	۱۴
۱۵	دعوت کے میدان میں امتحان آئے گا	۱۵
۱۶	جنت کا راستہ یا دوزخ کا راستہ	۱۵
۱۷	مال کا تصرف	۱۸
۱۸	زکوٰۃ کا مصرف	۱۹
۱۹	جو جنت کے راستے پر چلنا چاہے تو جنت کا راستہ اس کیلئے آسان	۱۹
۲۰	جو جہنم کے راستے پر چلنا چاہے تو جہنم کا راستہ اس کیلئے آسان	۲۰
۲۱	تین بے ایمانوں کا قصہ	۲۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۲	کلمے کی حقیقت	۲۴
۲۳	صحابہ کرام کا مصیبتوں اور شدائد کے دور ہونے کی دعاء پر حضور کا جواب	۲۶
۲۴	جنت سستی نہیں ہے	۳۱
۲۵	دعوت ہماری اصلاح اور تربیت کا سبب ہے	۳۱
۲۶	ا۔ جہالت کا نشہ۔ ۲۔ مالداری کا نشہ۔	۳۳
۲۷	خدا کی سنت	۳۴
۲۸	جب دعوت چھوٹ جاتی ہے تو اعمال بھی چھوٹ جاتے ہیں	۳۵
۲۹	حضور ﷺ اپنی امت کو داعی بنا کر گئے	۳۶
۳۰	باطل طاقتیں اعمال سے نہیں دعوت سے ڈرتی ہیں	۳۷
۳۱	ہم دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں	۴۰
۳۲	ہرنی کی سچائی کا واقعہ	۴۱
۳۳	بڑا باطل چھوٹے باطل پر غالب آجاتا ہے	۴۵
۳۴	خالص ایمان والے دجال کے باطل سے بچیں گے	۴۶
۳۵	یاجوج ماجوج کا باطل دجال کے باطل سے بڑا ہوگا	۴۶
۳۶	تسبیح و تہلیل و تکبیر سے ایمان والوں کا پیٹ بھرے گا	۴۷
۳۷	حق دعوت سے غالب آتا ہے	۴۸
۳۸	آج دین والوں کا دین بھی نیچے اور دنیا اوپر ہے	۴۹
۳۹	اللہ چاہتے ہیں دین اوپر آجائے اور دنیا اس کے تابع ہو جائے	۵۱
۴۰	صحابہؓ کے ہاں دین مقدم تھا اور دنیا اور اس کے تابع تھی	۵۱
۴۱	حضور نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم والا ایمان سکھایا	۵۲
۴۲	بچوں کو بھی ایمان سکھلایا گیا	۵۲

دعوت اور اسکے انعامات
فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۳	اللہ کی راہ میں نکل کر ایمان بنائیں اور ہدایت لیں	۵۴
۴۴	ہدایت آئے گی تو دل کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف پھر جائے گا	۵۴
۴۵	اللہ کے راستے میں نکل کر دل کو دنیا سے آخرت کی طرف پھیرنا ہے	۵۵
۴۶	جو مشاہدہ پر چلتے ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں	۵۵
۴۷	اللہ کے راستے میں نکل کر پہلے ہدایت لو	۵۷
۴۸	حضور نے صحابہؓ کا یقین بنایا اور توکل سکھایا	۵۷
۴۹	ضابطہ نبی پاک ﷺ کے طریقے ہیں	۵۸
۵۰	نبی پاک ﷺ کے طریقوں پر چلنا قربانی چاہے گا اور آزمائش ہوگی	۵۸
۵۱	اللہ کے راستے میں نکال کر مجاہدے کی مشق کرائی جاتی ہے	۵۹
۵۲	دعوت اعمال میں یقین پیدا کرتی ہے	۶۰
۵۳	دعوت کے ذریعے ہدایت آئے گی	۶۰
۵۴	قیامت کے دن پردہ ہٹا دیا جائے گا	۶۱
۵۵	دعوت ہمارے یقین کو اللہ کی ذات پر اور ہمارے اعمال کو حضور کے طریقے پر لائیگی	۶۲
۵۶	حضور ﷺ کی دعائیں پریشانیوں کا حل ہیں	۶۳
۵۷	حضور ﷺ کی دعائیں حفاظت کا ذریعہ ہیں	۶۴
۵۸	آج ہم نے اسباب ہی کو ارباب بنالیا	۶۴
۵۹	اعمال نبی علیہ السلام میں عزت حقیقی ہے	۶۵
۶۰	اللہ اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہیں	۶۶
۶۱	دعوت یقین کو صحیح اور اعمال نبی کو محبوب بنادے گی	۶۶
۶۲	دعوت دلوں کو جوڑتی ہے	۶۶
۶۳	دعوت اللہ کی طرف بلانا ہے۔ ہم نے دعوت کی طاقت کو دیکھا نہیں	۶۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۴	نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہر امتی کو اپنا کام (دعوت) سکھایا	۶۷
۶۵	آپ ﷺ کا میدان دعوت سارا عالم ہے	۶۸
۶۶	آج امت نے حضور ﷺ کے کام کو سمجھا نہیں اور قدر نہیں کی	۶۹
۶۷	دعوت رحمۃ اللعالمین کا رحمت والا کام ہے	۶۹
۶۸	دعوت کے ذریعہ تمام بگاڑ ختم ہو جائے گا	۷۱
۶۹	ایک نصرانی کی شہادت	۷۱
۷۰	دعوت کو مقصد زندگی بنایا جائے	۷۲
۷۱	ہم نے استقامت کے ساتھ ساری عمر دعوت کے کام کو کرنا ہے	۷۳
۷۲	حضو ﷺ سے سچی محبت کرنے والا وہ ہے جو حضور کے طریقے کو زندہ کرے	۷۳
۷۳	دعوت خواہشات کے طریقوں سے ہٹا کر نبی پاک ﷺ کے طریقہ پر ڈالتی ہے	۷۴
۷۴	جس نے حضور ﷺ کے طریقے سے اعراض کیا وہ امت میں سے نہیں	۷۵
۷۵	دعوت کے ذریعے پریشانیاں ختم ہونگی اور حیات طیبہ نصیب ہوگی	۷۶
۷۶	ہم دعوت کے ذریعہ حضور ﷺ کے طریقوں پر لانا چاہتے ہیں تاکہ اللہ پاک کا پیار آجائے	۷۶
۷۷	خود بھی داعی بنیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی داعی بنائیں	۷۷
۷۸	ہر مسلمان کو داعی بناؤ	۷۷
۷۹	ایک نوجوان بچے نے پوری حکومت کی رعیت کو اسلام میں داخل کر دیا	۷۸
۸۰	ایک وقت تھا کہ ہمارے بڑے چھوٹے سب داعی تھے	۷۸
۸۱	دعوت ہماری زندگی کے سارے طور واطوار کو حضور ﷺ کے طریقے پر لائے گی	۷۸
۸۲	دعوت کے ذریعے ہم بھی اللہ پاک کے محبوب بن جائیں گے	۷۹
۸۳	جہاں بھی جائیں داعی بن کر جائیں	۷۹

دعوت اوراسکے انعامات فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۸۴	مہاجرین کے درجے بہت اونچے ہیں	۸۰
۸۵	اجتماع کراچی	۸۱
۸۶	غار حرا میں اللہ تعالیٰ کا تعارف	۸۱
۸۷	تعارف کے بعد عمل کی آیت نازل ہوئی	۸۳
۸۸	اکیلے کو دعوت کا حکم ملتا ہے	۸۳
۸۹	اس کلمے کی دعوت ہر مسلمان دے سکتا ہے	۸۴
۹۰	داعی کے ساتھ اللہ کی مدد ہے	۸۴
۹۱	حضور ﷺ کے ہاتھ پر جو اسلام لاتا تھا کلمے کی دعوت دیتا تھا	۸۵
۹۲	اسلام میں مرد بھی داعی، عورتیں بھی داعی	۸۶
۹۳	دعوت دیتے ہوئے صفات کو سیکھنا	۸۷
۹۴	دعوت کیلئے جان سے محنت کرنا	۸۸
۹۵	جیسے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہیں یہ امت بھی مبعوث ہے	۸۸
۹۶	دعوت کے ذریعہ سچ آئے گا، جھوٹ ختم ہو جائے گا	۹۰
۹۷	دعوت کے ذریعہ سے امانت قائم ہوگی خیانت ختم ہوگی	۹۰
۹۸	دعوت ظلمات سے نکالے گی	۹۱
۹۹	ذکر کی تاثیر دعوت سے ظاہر ہوگی	۹۱
۱۰۰	سارے انسان حضور کی امت ہیں	۹۲
۱۰۱	دعوت ہمارا بچہ بھی دے سکتا ہے	۹۴
۱۰۲	دعوت پر مال لگ رہا ہو	۹۴
۱۰۳	دعوت پر دل بھی لگ رہا ہو	۹۴
۱۰۴	دماغ سے دعوت کی تشکیلیں سوچنا	۹۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۰۵	دعوت کا یہ کام شعبوں کو چھڑانے کیلئے نہیں ان کی درستگی کیلئے ہے	۹۶
۱۰۶	یہ بات دل میں بس جائے کہ اللہ تعالیٰ داعی کے ساتھ ہیں	۹۷
۱۰۷	جس کا کلام محبوب ہو وہ کتنا محبوب ہوگا	۹۸
۱۰۸	کلمہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے	۹۹
۱۰۹	دعوت کے ذریعے عمل سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا ہوگا	۱۰۰
۱۱۰	دعوت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کے سارے طریقے زندہ ہوتے ہیں	۱۰۱
۱۱۱	ایمان کا خاصہ حضور ﷺ کے طریقے پر چلنا	۱۰۱
۱۱۲	امت کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ دین کو دنیا میں نہیں پھیلا رہی	۱۰۱
۱۱۳	دعوت چھوڑنے کی وجہ سے اللہ کا عذاب اتر رہا ہے	۱۰۲
۱۱۴	دعوت اتنی آسان ہے کہ سات سالہ بچہ بھی دے سکتا ہے	۱۰۳
۱۱۵	ایک بچہ کیسے دعوت دے سکتا ہے	۱۰۳
۱۱۶	اللہ پاک کی سنت ہے کہ ایمان والوں کا امتحان ہوتا ہے	۱۰۵
۱۱۷	آج بھی اللہ کی قدرت اور سنت داعی کے ساتھ ہے	۱۰۸
۱۱۸	دعوت پورے عالم کیلئے رحمت ہے	۱۰۹
۱۱۹	دعوت کے ذریعے صفات پیدا ہونگی	۱۱۱
۱۲۰	دعوت ایفائے عہد سکھائے گی	۱۱۲
۱۲۱	دعوت تمہیں تقویٰ سکھائے گی	۱۱۲
۱۲۲	تقویٰ اور توکل ایمان کے لازمی جز ہیں	۱۱۳
۱۲۳	نیت اور ارادہ کرو کہ ساری دنیا میں دعوت کو لے کر پھرنا ہے	۱۱۴
۱۲۴	حضرت شیخ الحدیثؒ کے نام خط سے اقتباسات	۱۱۶
۱۲۵	چند انمول ہدایات	۱۱۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۶	مشورہ	۱۱۹
۱۲۷	مشورہ کی اہمیت	۱۱۹
۱۲۸	مشورہ کرنے کا طریقہ اور سلیقہ	۱۲۰
۱۲۹	مشورہ کے ذریعے دعوت کو زندہ کرنا ہے	۱۲۱
۱۳۰	تاجران حرمین سے معروض	۱۲۲
۱۳۱	دنیاوی تجارت سے پہلے دینی تجارت ضروری ہے	۱۲۳
۱۳۲	سیدالکونین ﷺ کے حضور چند پاکیزہ اشعار	۱۲۶
۱۳۳	نعت	۱۲۷
۱۳۴	دعا	۱۲۸

پیش لفظ

۱۵نومبر ۱۹۹۸ء اتوار کی صبح فجر کے بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے ونڈ میں بیان کے لئے منبر پر بیٹھے۔اور موت پر بیان فرمایا، شروع یہاں سے کیا کہ ایک دیہاتی حضورﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کہ مجھے کچھ مختصر نصیحت فرمادیجئے۔ارشاد ہوا ''ایسی نماز پڑھو جیسا کہ آخری نماز پڑھ رہے ہو۔''فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی موت کو یاد رکھے اور سوچتا رہے کہ شاید یہ آخری نماز ہے تو زندگی کا رخ صحیح ہو جائے۔

فرمایا کہ ایمان اور موت کا ہر وقت استحضار رہے۔اور اسی موضوع پر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک بیان ہوا اور آخر میں فرمایا کہ رات مولانا سعید احمد خان صاحب کا مدینہ طیبہ میں انتقال ہو گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون اب اس دنیا کی زندگی میں ان کی برکتوں، ہدایتوں اور دعاؤں سے ہم محروم ہو گئے۔لہٰذا یہ دو دعائیں اللہ پاک سے مانگتے رہو۔

۱۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی چلا ہم کو راہ سیدھی۔یہ دعا فرض ہے۔

۲۔رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورۃ ابراہیم) یعنی اے اللہ پاک مجھے نماز کو قائم کرنے والا بنادے اور میری اولاد کو بھی۔اے اللہ پاک میری دعا قبول فرمالے اللہ پاک میری بخشش فرمادے۔میرے والدین اور سب ایمان والوں کی جس دن قائم ہو حساب۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور سب مرحومین کیلئے دعائیں کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دور فتن میں امت کے لئے رحمت تھے۔ اور دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اجمعین کی زندگی کی عملی تصویر تھے۔ جن لوگوں نے ان کی صحبت اٹھائی ہے ان میں ہر شخص اسکی تصدیق کرے گا۔ ان کے ہاں اتباع سنت کا اہتمام ہر حالت میں ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کی اطاعت میں ہر حال میں دعوت کا اہتمام، دعوت کے اصل مرکز حجاز مقدس یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں تقریباً پچاس سال قیام میں رہا۔ اور اسی مقصد کے لئے حضور ﷺ کے پیغام کو لیکر وہ بلاد عربیہ کے ہر ملک اور ایشیاء، افریقہ، یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے ممالک تشریف لے گئے۔

آخر کار یہ ۹۴ سالہ داعی الی اللہ زندگی بھر کی تگ و دو اور مختلف اعذار کے سبب تھک کر چور چور ہو کر ۲۶ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۹۸ء دیار حبیب میں اپنے خالق حقیقی سے جاملا اور اب جنت البقیع میں محو استراحت ہے۔

ان اوراق میں ہم حضرت مولانا (رحمت اللہ علیہ) کے دو مفصل بیان، پہلا رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں جو تقریباً تین گھنٹہ کا تھا اور دوسرا کراچی کے اجتماع میں ہوا، پیش کر رہے ہیں۔ یہ دونوں بیان بہت ہی مفید دعوتی مضامین پر مشتمل ہیں۔ حضرت مولانا کا ایک خط شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے نام اور ان کے چند اشعار اور ان کی کچھ نصیحتیں اور مشورہ کے آداب دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے شامل کر رہے ہیں۔ دعوت کا کام کرنے والوں کیلئے ان میں انمول اصول ہیں جو ان شاء اللہ قدم قدم پر ان کی رہنمائی

کریں گے۔ اس لئے جن احباب کو اللہ پاک نے اس دعوت کے کام میں قبول فرمایا ہے وہ اہتمام سے یکسو ہو کر عمل کی نیت سے بار بار پڑھکر ان بیانات میں سے انمول موتی چنیں اور رہنمائی حاصل کریں۔

اس سلسلے میں یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اپنے ہم عصر علماء میں مولانا مرحوم کا ایک مقام تھا۔ اور مولانا مرحوم کی مجالس بیش بہا علمی فوائد کا قیمتی خزانہ ہوا کرتی تھیں مگر شاذ و نادر ہی کوئی ان کو قلم بند کرنے کی جسارت کر سکتا تھا۔ کیوں کہ حضرت مولانا مرحوم ان کو قلم بند کرنے کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں تحریر سے بہت ہی فتنہ پھیل رہا ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے اگر تحریر کے بارے میں ''میں'' اپنی رائے ظاہر کردوں تو پتہ نہیں لوگ مجھ پر کیا فتویٰ لگا دیں۔ اس کے باوجود حضرت کے بیانات کو دل پر جبر کر کے ٹیپ سے تحریر میں ہم نے ضبط کیا ہے اس نیت سے کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے اس میں رہنمائی ہے اور یہ بیانات اس زمانے میں آپ کی صحبت سے محرومی پر کسب فیض کا ایک مؤثر ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے لجاجت کے ساتھ کام کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ بہت ہی اہتمام کے ساتھ عمل کی نیت سے پڑھیں اور دعوت کے میدان میں حضرت مولانا مرحوم کے بیانات سے رہنمائی حاصل کریں۔

آخر میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کے بارے میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شہادت ہی بہت کافی ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری علالت کے زمانے میں اس کام کے لئے بہت

ہی متفکر تھے ہم نے ایک موقعہ پر پوچھ ہی لیا کہ آپ کے بعد اس کام کے متعلق کس سے رجوع کیا جائے ۔حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو آدمیوں کے نام لئے ان میں ایک مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے کرم اور فضل سے ہماری اس سعی کو قبول فرمائیں ہماری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ دعوت کا کام کرنے والوں کی ان ارشادات سے بھرپور رہنمائی فرمائیں۔ حضرت والا کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائیں۔

میرے لئے بھی میرے والدین مرحومین، اہل وعیال اور ان احباب کے لئے جنہوں نے اسکو مرتب کیا اور اشاعت میں میری مدد کی مغفرت اور نجات کا ذریعہ فرمائیں ۔آمین

طالب دعا

فیروز الدین عفی عنہ

۱۱نومبر ۱۹۸۹ء بعد نماز مغرب

اجتماع رائے ونڈ

بیان

مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خطبہ ماثورہ کے بعد!

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔

وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْرَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اَوْکَمَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

میرے دوستو، بزرگو! ہم یہاں کیوں آئے اور کیوں جمع ہوئے؟ مختلف ملکوں سے آئے ۔مختلف شہروں سے آئے ۔مختلف علاقوں سے آئے اپنے کاروبار چھوڑ کر آئے ۔اپنے بیوی بچے چھوڑ کر آئے ۔اپنے گھر کی راحتوں کو چھوڑ کر آئے ۔اور یہاں اس لق ودق میدان میں جہاں نہ سردی سے بچنے کا سامان ہے نہ یہاں گرمی سے بچنے کا سامان یہاں کیوں آ کر جمع ہوئے ؟

اجتماع کا مقصد

وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پاکیزہ زندگی عطا فرمائی تھی جس میں دنیا کی بھی

کامیابی دیکھ رہے تھے اور آخرت کی بھی کامیابی یقین کے ساتھ دلوں اور دماغوں میں آ رہی تھی۔ وہ زندگی ہمیں مل جائے۔ آج وہ زندگی ہم کھو بیٹھے۔ وہ زندگی ہمارے ہاتھوں سے جا چکی۔ جس کی وجہ سے ہم دنیا میں بھی فتنوں میں پھنس گئے اور باطل کے جالوں میں پڑ گئے اور پھنس گئے اور آپس میں بھی شیطان ہمیں لڑا رہا ہے۔ ایک دوسرے پر ظلم کرا رہا ہے۔ اور بری عادتوں میں ہمیں پھنسا رہا ہے۔ کہیں جھوٹ کی عادت ہے۔ کہیں خیانت کی عادت، کہیں غیبت کی عادت، کہیں بہتان کی عادت، کہیں چوری کی عادت، کہیں شراب کی عادت، کہیں زنا کی عادت، کہیں ظلم وستم کی عادت۔ آپس میں بھی شیطان ہمیں لڑا رہا ہے اور بری عادتوں میں پھنسا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ آ رہا ہے کہ آسمانوں سے بھی ہمارے لئے بلائیں اور عذاب کی شکلیں اتر رہی ہیں۔ کہیں زمین کے زلزلے آ رہے ہیں۔ کہیں پانی کے سیلاب آ رہے ہیں۔ کہیں ہواؤں کے جھٹکے آ رہے ہیں اور کہیں قحط سالیاں آ رہی ہیں ۔ کہیں بے برکتی آ رہی ہے۔ طرح طرح کے عذاب آسمان سے نازل ہو رہے ہیں کیونکہ ہماری زندگی انسانی زندگی سے نکل کر حیوانی زندگی بن گئی۔ یا شیطانی زندگی بن گئی۔

زندگی کی تین اقسام

دنیا میں زندگی تین ہی ہیں۔ ایک شیطانی زندگی، دوسری حیوانی زندگی اور تیسری ایمانی زندگی۔ جب ہم سرکار دو جہاں سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ فداہ ابی وامی کی لائی ہوئی دعوت کو اپنا کام بنا کر چل رہے تھے۔ جیسے سرکار دو جہاں ﷺ دعوت دے رہے تھے ہم بھی دعوت دے رہے تھے۔ ہمیں بھی داعی بنایا ہم سے بھی دعوت دلوائی اور بتلا دیا کہ جب تک تم میرے طریقہ پر چلتے رہو گے، میرے راستے پر چلتے رہو گے، لوگوں کو دعوت

دیتے رہو گے، اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام تمہارے ساتھ چلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غیبی نظام میں فرشتے ہیں وہ فرشتے تمہارے لئے رحمتوں کی ہوائیں لائیں گے۔ تمہارے لئے برکتیں لائیں گے۔ تمہارے دلوں پر سکینہ نازل کریں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تمہارے دلوں کو الفت اور محبت سے جوڑیں گے ۔ ''اللہ''۔ اور تمہارا رعب باطل والوں پر پڑ جائے گا۔ اور باطل والے تمہاری پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر صداقت والی زندگی پر آ جائیں گے۔ جب تم دعوت دو گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ گے اور نبی پاک ﷺ کے طریقوں کی طرف لوگوں کو دعوت دو گے۔ تو کیا ہو گا؟

دعوت کا خاصہ اور انعام

فرشتے تمہارے ساتھ، بادل تمہارے ساتھ، ہوائیں تمہارے ساتھ، زمین کا نظام تمہارے ساتھ، آسمانی نظام تمہارے ساتھ اور تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ تم دنیا میں رحمت بن کر رہو گے۔ ساری دنیا کے اوپر رحمت بن جاؤ گے کیونکہ تم رحمۃ للعالمین کی امت میں ہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ٥ (آیت ۱۰۷ سورۃ الانبیاء)

حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے، تمام عالم کے لئے رحمت بنایا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو دعوت میں لگا کر اپنی امت کو بھی رحمت بنا دیا۔ غریب کے لئے رحمت، مالدار کے لئے رحمت، حاکم کے لئے رحمت، محکوم کے لئے رحمت، حاکم کو محکوم پر رحمت بنا دیا۔ محکوم کو حاکم کے لئے رحمت بنا دیا۔ تاجروں کو کاشتکاروں

اور ملازموں کے لئے رحمت بنادیا۔اور ملازموں اور کاشتکاروں کو تاجروں کے لئے رحمت بنادیا۔آپس میں گھروں میں ایک دوسرے کے لئے، ماں باپ کو اولاد کے لئے رحمت بنادیا۔اولاد کو ماں باپ کے لئے رحمت بنادیا۔اور آقا کو غلام کے لئے رحمت بنادیا اور غلام کو آقا کے لئے رحمت بنادیا۔جب ہم سرکارِ دو جہاں سید الکونین ﷺ کا راستہ پکڑے ہوئے تھے جس کو قرآن کریم میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (آیت ۱۰۷ سورۃ یوسف) تو پورے عالم کیلئے رحمت ہے۔

نبی ﷺ کا راستہ دعوت، اُمت کا راستہ بھی دعوت

یہ بتلادیا اللہ تعالیٰ نے کہ اے ہمارے حبیب پاک ﷺ آپ اپنی امت کو بتلا دیجئے، فرما دیجئے کہ میرا راستہ یہ ہے هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ ۔میرا راستہ یہ ہے کہ میں لوگوں کو اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔اور یقین کے ساتھ بلاتا ہوں کہ یہ راستہ حق ہے۔ عَلٰي بَصِيْرَةٍ میں پورے سمجھ بوجھ کر اور یقین کر کے ساتھ بلاتا ہوں کہ یہ راستہ حق ہے۔اور میرا بھی راستہ یہی ہے اور جو میرا اتباع کرے گا مجھ پر ایمان لائے گا۔ مجھے سچا سمجھے گا اس کا راستہ بھی یہی رہے گا۔تو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے راستہ بتلادیا اور مقرر کردیا کہ جو نبی پاک ﷺ کا راستہ ہے دعوت دینے کا، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا مخلوق سے خالق کی طرف بلانے کا وہی راستہ اس وقت امت کا رہے گا۔اور جب تک یہ امت نبی پاک ﷺ کے راستے پر چلتی رہے گی سارا نظام غیبی اس کے موافق چلتا رہے گا۔ہوائیں اس کے موافق چلتی رہیں گی۔بادل اس کے موافق چلیں گے

۔سمندر اس کے موافق رہیں گے۔دریا اس کے موافق رہیں گے۔زمین اس کے موافق رہے گی۔پہاڑ اس کے موافق رہیں گے۔اور فرشتے اس کے موافق رہیں گے۔چاند سورج اس کے موافق رہیں گے۔ستارے اس کے موافق رہیں گے۔غیبی نظام سارا اس ہی کے موافق رہے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق جو انسان کے علاوہ ہے۔جنات کے علاوہ ہے۔پرندوں کی مخلوق وہ بھی اس کے لئے دعائیں اور استغفار کرتی رہے گی۔مچھلیاں سمندروں میں اس کے لئے دعا اور استغفار کرتی رہیں گی۔اور اس کے گناہوں کو بخشواتی رہیں گی۔کیونکہ گناہ سب سے ہوں گے۔جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے گناہ اس سے بھی ہوجائیں گے۔لیکن اس کے گناہوں کا اللہ تعالیٰ نے غیبی نظام قائم کردیا اس کے بخشے جانے کا۔کہ چرندوں کو پرندوں کو اور چیونٹیوں کو اور مچھلیوں کو اور فرشتوں کو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت کی دعاؤں میں لگادیا کہ ان لوگوں کے لئے دعا کرتے رہو۔ان کی مغفرت کے لئے ان کے گناہ معاف ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہو۔

حضور ﷺ کی لائی ہوئی دعوت بھی رحمۃ للعالمین ہے

تو میرے دوستو اور بزرگو! جب تک ہم حضور اکرم ﷺ کے امن رحمت والے راستے پر، کیونکہ جب حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں حضور پاک ﷺ کی لائی ہوئی دعوت بھی رحمت اللعالمین ہے۔اور آپ کا ایک ایک طریقہ رحمت اللعالمین ہے۔آپ ﷺ کے کمانے کے طریقے، کھانے کے طریقے، پہننے کے طریقے، شادی کے طریقے، بچے پالنے کے طریقے سب کے سب رحمت ہیں۔اور پورے عالم کے لئے رحمت ہیں۔جو بھی ان طریقوں کو اختیار کرے گا اس کے اوپر رحمت کی ہوائیں چلنے لگیں

گی۔اس کے دل پر سکینہ اور سکون نازل ہونے لگے گا۔اس کی جان و مال اولاد میں برکتیں آنے لگیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت دعوت کے ساتھ ہے

اور جب وہ ان طریقوں کو دنیا میں پھیلائے گا حبیب پاک ﷺ کے ان مبارک رحمت کے طریقوں کو دنیا میں پھیلائے گا۔اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس کے ساتھ ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے مقابلہ میں کوئی طاقت ٹھہر نہیں سکتی باطل کی

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ج (آیت ۱۶۰ آل عمران۔) جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئیگی تمہارے اوپر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔کوئی غالب نہیں آ سکتا۔باطل کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ ط (آیت ۱۷ سورۃ الانبیاء)

حق کو پھینک کر ماریں گے ہم باطل کے اوپر (جی) اور پھینک کر مارتے ہیں باطل کے اوپر۔یہاں تک حق اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور پھر باطل زائل ہو جاتا ہے۔

جب حق آئیگا دعوت کے ذریعہ سے تو باطل ختم ہوگا

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا o (آیت ۸۰ سورۃ بنی اسرآئیل)

یوں کہیں کہ جب حق آتا ہے تو باطل چلا جاتا ہے۔

حق و باطل کی مثال

حق کی مثال اور باطل کی مثال اس سے سمجھ لیجئے کہ ایک مکان میں رات کو اندھیرا ہے۔نہ چراغ ہے نہ بجلی ہے، کوئی چیز نہیں، نہ موم بتی ہے، اندھیرا چھا رہا ہے مکان کے اندر ،اب آپ کے پاس قوتیں ہیں، آپ بادشاہ ہیں، ایٹم بم بھی ہے، ٹینک بھی ہیں، فوجیں بھی ہیں اور بندوقیں بھی ہیں سب چیزیں آپ کے پاس ہیں۔آپ اس اندھیرے کو یوں کہیں اے اندھیرے، اے ظلمت اس مکان سے نکل جا نہیں تو میں بندوق سے تجھ کو مار دونگا۔اور نکال دونگا۔تو وہ اندھیرا نہیں ڈریگا بندوق سے، اور یوں کہے گا کہ تو ہزار بندوقیں چلاتا رہے میں نکلنے والا نہیں ہوں۔پھر کہے دیکھ اب میں توپ لاتا ہوں اور میں مشین گن لاتا ہوں۔یا تو نکل جا ورنہ اس سے تجھ کو ختم کر دونگا۔تو وہ اس سے نہیں ڈرے گا۔وہ یہ کہے گا کہ تیری توپ تیری مشین گن میرے اوپر اثر نہیں کر سکتی۔پھر یوں کہو کہ میں اسٹمیات لاتا ہوں اور ایٹم بم مارتا ہوں، ہائیڈروجن بم مارتا ہوں تو وہ اس سے بھی نہیں ڈرے گا۔بلکہ ہنسے گا کہ تو بیوقوف تو مجھ کو جانتا نہیں کہ میں کون ہوں؟ میرے اوپر نہ بندوق اثر کرتی ہے نہ مشین گن اثر کرتی ہے۔نہ تمہاری توپیں اثر کرتی ہیں۔نہ تمہارے بم اثر کرتے ہیں میرے اوپر ان کا کوئی اثر نہیں یہ تمہاری ساری طاقتیں میرے مقابلہ میں بیکار ہیں اور باطل ہیں۔اور تم بیوقوف ہو جاہل ہو تم مجھ کو جانتے نہیں کہ میں کس سے ڈرتا ہوں میں ان چیزوں سے نہیں ڈرتا۔کیا شیطان ڈرتا ہے ان سے؟ اگر تم شیطان پر بندوقیں چلاؤ تو وہ مر جائیگا؟ شیطان پر تم توپ چلاؤ مشین گن چلاؤ وہ مر جائیگا؟۔جی۔ایٹم بم مارو کیا شیطان مر جائیگا؟ وہ ہنسے گا کہ کتنے بیوقوف ہیں۔میرے پھندے میں آ گئے اور میری جہالت ان کے اوپر چھا گئی۔اور میں نے باطل کو ان کے اوپر مسلط کر دیا۔لیکن جو ایمان والا ہے وہ عقلمند

ہے وہ جانتا ہے کہ یہ اندھیرا کیسے جائیگا۔ تو وہ ایک موم بتی لاتا ہے۔ گاؤں ہے بجلی وہاں نہیں۔ ایک موم بتی یا ایک چراغ لاتا ہے اس مکان کے اندر تو اس سے خوف زدہ ہو کر اور ڈر کر اندھیرا مکان سے باہر نکل جاتا ہے۔ نکل جاتا ہے کہ نہیں؟ ایک پیسے کا چراغ، ایک پیسے کی موم بتی اسے نکال دے گی۔

حق لاؤ تو باطل بھاگ جائیگا

تو میرے دوستو بزرگو! یوں کہیں اسی طرح سمجھ لو کہ باطل کسی چیز سے خوف زدہ نہیں ہوگا اور باطل نہیں مٹے گا۔ شیاطین اور طواغین ان چیزوں سے نہیں ڈریں گے۔ لیکن اِذَاجَآءَ الْحَقُّ زَهَقَ الْبَاطِلُ حق لاؤ باطل کے مقابلہ میں حق لاؤ۔ باطل جو ڈرتا ہے حق سے ڈرتا ہے باطل تمہاری توپوں سے نہیں ڈرے گا مشین گنوں سے نہیں ڈرے گا باطل جو ڈرے گا حق کے آنے سے ڈرے گا۔ شیطان کا باطل معمولی نہیں ہے۔ طواغیت کا باطل معمولی نہیں ہے اس لئے اس کے لئے یوں کہیں حق لاؤ۔

سب سے بڑا حق کلمہ شہادت ہے

اور سب سے بڑا حق لاؤ۔ سب سے بڑا حق وہ ہے کیا؟ کلمہ شہادت۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اس کو کاغذ پر لکھ کر نہ لانا۔ کبھی کاغذ میں لاکر کے لکھ کر اپنی دیواروں میں لگا دو۔ اپنے مکان کے اندر۔ اس سے باطل نہیں جائیگا اور وہاں نہیں ڈریگا۔ چاہے پچاس قرآن اپنے مکان میں لاکر رکھ لو۔ قرآن حق ہے۔ کلام اللہ حق ہے۔ کلام نبی حق ہے۔ تم ان کی کتابیں لکھ لکھ کر اور قرآن کی تفسیریں لکھ کر اور قرآن خرید خرید کر اور سونے کے پانی سے لکھ کر اپنے مکان میں ہاں رکھ لو۔ اس سے باطل نہیں

ڈرے گا۔ وہ یوں کہے گا کہ یہ حق جب تک ورقوں میں ہے ہم اس سے نہیں ڈرتے۔ جب یہ انسان کے اندر حق آئیگا۔ مومن کے اندر حق آئیگا ایمان والوں میں حق آئیگا تب وہ اس سے ڈریگا۔ اور حق پر دلالت کرنے والے الفاظ ہیں قرآن کے۔ قرآن کے الفاظ جو ہیں حق پر دلالت کرتے ہیں۔

حق تو وہ ایمان ہے جو دل و دماغ میں بس جائے

حق تو وہ ایمان ہے جو دل و دماغ میں بس جائے، حق تو وہ یقین ہے جو دل میں آئیگا۔ حق تو وہ ایمان ہے جو سینے میں آئیگا۔ حق تو وہ اسلام ہے جو آدمیوں کے جسموں میں آئیگا، ہاتھوں اور پیروں میں آئیگا۔ ہاں کان میں آئیگا حق وہ ہے اور یہ الفاظ قرآن کریم کے یہ حق پر دلالت کریں گے اور بتلائیں گے۔ یہ حق کو بتلائیں گے۔ حق کی معرفت کرائیں گے کہ حق کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ جن صفات کو چاہتے ہیں جس توحید کو چاہتے ہیں وہ توحید تیرے دل میں آجائے۔ جس ایمان کو چاہتے ہیں وہ ایمان تیرے سینے میں، تیرے دل میں آجائے۔ جس تفکر کو چاہتے ہیں يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یوں کہیں یہ تیرے دماغ میں آجائے جس نظر کو تیری نگاہ میں چاہتے ہیں ہاں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط (آیت ۲۹ سورۃ نور) یوں کہیں یہ حقیقت تیری آنکھ میں اور تیری شرمگاہ میں آجائے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ (آیت ۶۲ سورۃ الفرقان) یوں کہیں اس کی حقیقت تیرے اندر تیرے چلنے میں اور تیرے کلام کرنے میں اور تیرے مخاطب ہونے میں جاہلوں کے ساتھ یہ سب تیرے اندر آجائے وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ

لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ۝ (آیت ۳۶ سورۃ بنی اسرائیل) یوں کہیں زمین پر اکڑ کر نہ چلنا۔ تواضع سے چلنا کہ تو پہاڑوں سے اونچا نہ ہو جائیگا اور زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا۔ یوں کہیں اس کی حقیقت تیری رفتار میں آجائے۔ اور تیرے اندر تواضع آجائے۔ تکبر تیرے اندر سے نکل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ تیرے دل میں آجائے اور توکل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کے اوپر آجائے۔

ھدایت کے لئے محنت ضروری ہے

لیکن یہ صفات کیسے آئینگی؟ یہ قرآن والی صفات اور یہ عادات طیبہ کیسے آئینگی؟ جب ایمان ھدایت کے ساتھ بنے گا۔ یوں کہیں پہلے محنت کرنی پڑیگی ھدایت کے لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ سیدھا راستہ مل جائے جس پر اللہ تعالیٰ ملتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کے وعدے کئے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حیات طیبہ کے وعدے کئے ہیں۔ پاکیزہ زندگی کے وعدے کئے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے غیبی نظام کو موافق بنانے کے وعدے کئے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے دلوں کے جوڑنے کے وعدے کئے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو کھولنے کے وعدے کئے ہیں۔ یوں کہیں محنت کرکے، دعوت کی محنت کرکے پہلے اس کو اپنے اندر لاؤ۔ یہ ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا۔ آیت ۶۸ سورۃ العنکبوت

جَاهَدُوۡا فِیۡنَا کیا ہے؟

جہد ایک محنت کا نام ہے جی! جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو دنیا میں بلند کرنے کی نیت سے کی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کی نیت سے کی جاتی ہے۔ "اس کا نام جہد

ہے" اس کا نام جہد ہے۔ اور وہ چار چیزوں سے چلے گی۔ ۱۔ جان سے، ۲۔ مال سے، ۳۔ دل سے، ۴۔ دماغ سے۔ جہد جو پوری ہوگی۔ اس کا جو نقشہ بنے گا۔ جہد کی جو شکل بنے گی وہ ان چار چیزوں سے بنے گی کہ لوگوں کے پاس جاؤ۔ ہر ایک کے پاس جاکر دعوت دو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت سناؤ۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی سناؤ۔ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ وَالرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۝ وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ۝ (سورۃ مدثر پارہ ۲۹)

دعوت کے میدان میں امتحان آئیگا

جب تم لوگوں کو دعوت دوگے تو تمہارے اوپر کچھ مصیبتیں آئینگی۔ تمہارا کچھ امتحان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ امتحان لے گا۔ کوئی مارے گا۔ کوئی گالی دے گا۔ کوئی طعن کریگا۔ (جی) کوئی راستے سے روک دے گا۔ اور کہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلتے چلتے خوف آئے گا، کہیں بھوک آئیگی۔ کہیں کاروبار بیوی بچوں میں نقصان آئیگا۔ یوں کہیں ان ساری چیزوں کو وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ۝ جو بھی حال آتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر صبر کرتا رہے اور جمتا چلا جائے۔ اس وجہ سے تیرے قدم نہ ڈگمگائیں تو بہت بڑے راستے پر چل رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ لینے کے لئے چل رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے چل رہا ہے۔ تو ایک بڑی جنت کو ہمیشہ کے لئے لینے کو چل رہا ہے۔ لہٰذا جو راستے میں تیرے مصائب آئیں اور تکلیفیں آئیں اور مجاہدے آئیں ان کو برداشت کرتا ہوا چلا جا۔ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوا چلا جا۔

جنت کا راستہ یا دوزخ کا راستہ

یوں کہیں کہ آدمی کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ایک جنت کا راستہ ایک دوزخ کا راستہ۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا امتحان لینے کے لئے جنت کا راستہ تو دشوار کردیا اور جہنم کا راستہ سرسبز اور آسان کردیا۔(امتحان لینے کیلئے)یوں کہیں جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو اور دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلایا، پیدا پہلے کردیا اور پھر بلا کر فرمایا کہ جاؤ جنت کو دیکھو جو ہم نے انسانوں کے لئے بنائی ہے۔اور دوزخ کو جا کر دیکھو وہ بھی ہم نے انسانوں کے لئے بنائی ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب جا کر جنت کی جو باغ و بہاریں، وہاں کی نہریں، وہاں کی حوریں، وہاں کے غلمان، وہاں کے سونے چاندی اور موتیوں کے مکان اور وہاں کے پھل، وہاں کے کپڑے، وہاں کے کھانے اور وہاں کی عیش و بہار جو دیکھی اور پھر جہنم کا عذاب، وہاں کے سانپ، وہاں کے بچھو، وہاں کی آگ، وہاں کی پیپ، وہاں کے وہ کنویں جن کے اندر آگ بھڑک رہی ہے۔جب یہ دیکھا تو آکر عرض کیا کہ یا بار الٰہا! اس جہنم کو بیکار ہی پیدا کیا ہے اس میں جائے گا کون؟ ایسے عذاب میں ایسی مصیبتوں میں جائیگا کون؟ یہ تو ساری آپ کی مخلوق، سارے انسان جنت ہی میں جائیں گے۔جو جنت کی یہ نعمتیں سن لیں گے کہ جنت میں کیا کیا نعمتیں ہیں وہ وہ اسے چھوڑیں گے؟ اور جب جہنم کا عذاب سنیں گے وہ اسے اختیار کریں گے؟ کوئی ایسا بیوقوف بھی ہوگا؟ لہٰذا جہنم تو خالی رہے گی اور جنت بھر جائیگی اب اللہ تعالیٰ نے کیونکہ اپنا ایک قدرت کا نظام حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دکھانا تھا پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو۔تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے چاروں طرف حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ کردیا۔وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ کردیا۔کہ انسان کے اندر ایک نفس رکھا جس نفس کے تابع انسان چل

رہا ہے(آج) یوں کہیں جب انسان نفس کے تابع ہوجاتا ہے تو جہنم کا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔اور جب نفس کو اپنے تابع کرلیتا ہے تو جنت کا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔کہ جنت کے چاروں طرف اللہ تعالیٰ نے وہ اعمال رکھے جو نفس کے اوپر گراں ہیں اور مشکل ہیں ۔(ہاں) اب یہاں پر رات کو بات سننے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات، حضور ﷺ کی بات کو سننے کے لئے یہاں جناب اس گھاس کے اوپر بڑے بڑے تاجر اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور بڑے بڑے انجینئر اور بڑے بڑے مالدار آکے یہاں سوئیں۔اور رات کی ٹھنڈ میں اور کپڑا ابھی پاس پورا نہیں لائے دیکھ لو۔اور ٹھنڈے پانی سے وضو کریں سردی کے اندر کتنا مکروہ ہے نفس کے اوپر(جی) اور کھانا بھی طبیعت کے مطابق نہیں نیند بھی نہ آوے پھر بیانات سنیں کتنا نفس پر زور پڑتا ہے۔لیکن جو اپنے نفسوں پر زور ڈالتے ہیں کہ اے نفس تجھے، ارادہ کرلیا میں نے کہ تیری اصلاح یہاں کرانی ہے اور کرنی ہے۔قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ٥ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ٥ (آیت ۹-۱۰ سورۃ الشمس پارہ ۳۰) جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور سدھار لیا وہ کامیاب ہوگیا۔اور جس نے نفس کو خواہشات پر چلادیا ناکام ہوگیا۔یوں کہیں نفس جن چیزوں کو چاہتا ہے اور جن کا یہ عاشق اور دلدادہ ہے جہنم کے چاروں طرف وہ اعمال رکھ دیئے۔زنا کرنا، شراب پینا، حرام کھانا، ظلم کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، دھوکہ دینا، اور مال کا عاشق بننا۔(جی) مال کو چاہنا ہے۔حسین وجمیلوں کو چاہنا ہے۔دنیا کو چاہنا ہے۔یوں کہیں کہ جہنم کے چاروں طرف یہ اعمال سارے کے سارے کردیئے اور جنت کے چاروں طرف رمضان کے روزے گرمی کا زمانہ آرہا ہے روزے رکھو۔لو چل رہی ہے اور بیچارہ مزدور ہے، مزدوری بھی کرنی اور روزے بھی رکھنے

ہیں۔موٹر بھی چلائی پشاور سے یہاں تک اور کراچی تک اور روزے بھی رکھتے ہیں۔اور گرمی کا زمانہ اور نمازیں بھی پڑھتی اور ساتھ میں روزانہ کو پانچ نمازیں پڑھتے تھے اور گرمی کے زمانہ میں رمضان آیا تو کہیں تراویح بھی پڑھو ہیں۔کتنا مشکل ہے۔

مال کا تصرف

اور یوں کہیں مال میں سے جس مال کو یوں کہیں اس سے بلڈنگیں نہ بناؤ اور اس سے تکبر کے لباس نہ بناؤ۔اور اس سے شہوت کے کھانے نہ بناؤ اور اس کو عیش او آرام میں رنگ رلیوں میں نہ اڑاؤ۔بلکہ اس کے خرچ کا طریقہ بھی آ گیا۔کیا؟ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِی الرِّقَابِ (آیت ۱۷۷ البقرہ) کہ اس مال سے جو روزانہ کی تمہاری آمدنی آرہی ہے چاہے دوکانوں سے، چاہے کھیتوں سے، چاہے ملازمتوں سے، دفتروں سے، مزدوری سے، اس آمدنی کو بلڈنگوں کے بنانے میں نہ خرچ کرو۔شادیوں میں نہ خرچ کرو بلکہ کس جگہ؟ یوں کہیں کہ رشتہ داروں میں دیکھو کہ کون حاجت مند ہے بیچارہ۔اپنے رشتہ داروں کی حاجتوں کو پورا کرو۔یتیموں کو تلاش کرو، یتیموں میں لگاؤ، مسکینوں کو تلاش کرو مسکینوں کے اوپر خرچ کرو، اور مسافروں کو دیکھو کہ بہت سے مسافر راستہ میں ان کا خرچ ختم ہوگیا ان مسافروں کی مدد کرو۔اور سائلین کو دیکھو مانگنے والے فقراء کو ان کی حاجتوں کو پورا کرو۔اور جس کی گردن غلامی میں یا کسی تاوان میں پھنس گئی ہو۔اس کی گردن اس تاوان سے چھڑانے میں اور غلامی سے چھڑانے میں خرچ کرو۔یہ روزانہ کی آمدنی بتلادی۔

زکوٰۃ کا مصرف

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہیں بتلائی۔ہاں زکوٰۃ کو آگے بیان کیا۔یوں کہیں ان پر خرچ کرتے کرتے پھر بھی اگر مال بچ گیا اور سال اس پر گذر گیا تو زکوٰۃ اب دو۔وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ یوں کہیں کہ خدا سے ڈرنے والے، تقویٰ اختیار کرنے والے اس طرح سے چلتے ہیں اپنے مالوں میں۔اب یہ نفس کے کتنا خلاف ہے۔یہ بتاؤ؟ کہ میں روزانہ آمدنی تو کما کر لاؤں اپنی دکان سے یا کھیتی سے یا ملازمت سے، مزدوری سے۔اسے لاکر سات حصوں میں تقسیم کردوں۔ایک حصہ اپنے بیوی بچوں کے لئے اور اپنے لئے رکھوں اور چھ حصے رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر، مسافروں پر اور فقراء پر اور مصیبت زدوں پر لگاؤں۔(جی) یہ نفس کے کتنا خلاف ہے۔یوں کہیں کہ اس پر چلنا پڑیگا۔اگر تم اللہ تعالیٰ کی غیبی مددوں کو لینا چاہتے ہو تو اس پر آنا پڑیگا۔اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہوائیں چلوانا چاہتے ہو، اپنی جان و مال میں برکت لانا چاہتے ہو اس پر چلنا پڑیگا۔یہ نفس کے خلاف ہے۔جنت کے چاروں طرف یہ اعمال ہیں۔رمضان کے روزے، خرچ کرنا مال کا اور حج کرنا اور جہنم کے چاروں طرف یوں کہیں کھیلتے کودتے چلے جاؤ۔خواہش پوری کرتے چلے جاؤ۔جو نفس چاہے اس کو پورا کرتے چلے جاؤ۔خواہش کو پورا کرتے چلے جاؤ۔یوں کہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے آسان کریں گے رستہ ان کا بھی چلنا۔

جو جنت کے راستہ پر چلنا چاہے تو جنت کا راستہ اس کیلئے آسان

جو جنت کے راستے پر چلے گا، اعمال نبی ﷺ کے راستہ پر چلے گا، طریقہ نبی ﷺ کو اختیار کرے گا، حضور ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع پر چلے گا اللہ پاک

فرماتے ہیں کہ ہم ان کا راستہ بھی آسان کردیں گے۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى. (سورۃ اللیل پارہ ۳۰)

جو جہنم کے راستے پر چلنا چاہے تو جہنم کا راستہ اس کے لئے آسان

جو غلط راستہ پر چلے گا۔ باطل کے راستہ پر چلے گا ہم اس کا راستہ بھی آسان کردیں گے۔ جو جہنم کے راستہ پر جارہا ہے اس کا راستہ بھی آسان۔ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ (سورۃ اللیل)

راستے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں یوں کہیں باطل والوں کا راستہ بھی آسان اور حق والوں کا راستہ بھی آسان۔ دونوں آسان ہیں۔ جو جس راستہ پر چلے گا اسی کا راستہ آہستہ آہستہ آسان ہوتا چلا جائے گا۔ یوں کہیں کہ جب چور چوری کے لئے چلے گا تو یہ نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کہ دو قدم چلا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پھر وہ چور چوری کرے گا کیسے؟ نہیں اس کے لئے چوری کا راستہ آسان کردیں گے۔ اس کے ذہن میں تدبیریں سجھائیں گے کہ اس طرح مکان میں داخل ہوں گا، اس طرح تالے توڑوں گا۔ اور اس طرح مال لوں گا۔ اور اس طرح چھپاؤں گا اور اس طرح سپاہیوں کو اپنا ہمدرد بناؤں گا۔ کچھ انہیں رشوت دوں گا اور اس طرح میں جا کر کوٹھی بنالوں گا۔ ساری تدبیریں دماغ میں آجائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے آجائیں گی۔ کیوں کہ انسان کے اوپر جو تصرف ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا چل رہا ہے۔ جو جھوٹ بول کر کے کمانا چاہے گا اپنے کارخانوں میں اپنی دکانوں میں اور زمینداروں میں یوں کہیں کہ یہ نہیں کریں گے کہ ادھر جھوٹ بولا اور ادھر زبان میں کیڑے پڑ گئے۔ (کیوں کہ زبان سے جھوٹ بولا) یہ نہیں کریں گے۔ نہیں بڑی فصیح زبان چلے گی خوب بولے گا

اور جھوٹ بولنے والا جتنی ملمع سازی کرتا ہے اور جتنا آدمیوں کو سمجھا لیتا ہے سچا آدمی اتنا نہیں بنا سکے گا۔ وہ بہت مشکل سے موافق کرے گا۔ تو جھوٹ بولنے کی ساری تدبیریں اس کو بتادے گا۔ کہ مال اس طرح جھوٹ سے تو لے سکتا ہے اور ایک کے دس لے سکتا ہے۔

تین بے ایمانوں کا قصہ

یوں کہیں تین آدمی سنار کا کام کرتے تھے۔ سنار تھے اور زیورات بناتے تھے۔ اور جو بادشاہ تھا وہ بڑا عادل تھا اس شہر کا۔ وہ بادشاہ رات کو شہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پھرا کرتا تھا۔ کہ کوئی تکلیف میں تو نہیں، کوئی مصیبت میں تو نہیں، کوئی سورہا، کوئی رورہا، کوئی درد میں، کوئی بےچینی میں، کوئی بیقراری میں۔ کیا حال ہے میری رعیت کا؟ عدل والا بادشاہ تھا پھر رہا آدھی رات کے قریب۔ اور یہ تینوں سنار ایک مکان میں بیٹھے ہوئے مکان چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور آپس میں باتیں کررہے۔ ایک نے پوچھا کہ بھئی تو کیا کماتا ہے؟ تو سونے کے زیورات بناتا ہے کماتا کیا ہے؟ اس نے کہا بھائی میں آدھا خود لیتا ہوں اور آدھا گاہک کو دیتا ہوں۔ یعنی اس کے سونے میں سے جو سونا زیور بنوانے کے لئے لائیگا اس میں سے آدھا نکال لوں گا۔ اتنا ہوشیار ہوں میں! اور بادشاہ سن رہا تھا کان لگائے ہوئے باہر دروازہ پر۔ دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا کماتا ہے اس نے کہا تیرے سے زیادہ کماتا ہوں، تیرے سے زیادہ ہوشیار ہوں میں۔ اس نے پوچھا کیسے؟ دو حصے لے لیتا ہوں اور ایک حصہ گاہک کو دیتا ہوں۔ تیسرے نے کہا تم دونوں کیا کماؤ گے؟ سب سے زیادہ ہوشیار تو میں ہوں! میرے جیسے تم نہیں کما سکتے۔ پوچھا کیسے؟ اس نے کہا گاہک کو کچھ دیتا نہیں سارا لے لیتا ہوں۔ اور بادشاہ نے تینوں کی باتیں سن لیں اور صبح کو اس کو بلالیا جس

نے کہا تھا کہ میں سارا لے لیتا ہوں گاہک کو تو دیتا ہی نہیں، اسے بلالیا۔ اور کہا کہ رات میں نے تمہاری ساری باتیں سن لیں میں دیکھنا چاہتا ہوں تمہاری ہوشیاری عقلمندی کہ تو کیسے سارا لے لیتا ہے؟ گاہک کو نہیں دیتا۔ لہٰذا تیرے سے ایک ہار بنوانا ہے سونے کا۔ لیکن میرے محل میں آ کر جو کوٹھری ہے اس میں بیٹھ کر بنانا ہے۔ اور گھڑنے کے اوزار بھی میں ہی دوں گا۔ میرے سپاہی دیں گے۔ اور سپاہی پہرے پر کھڑا ہوگا جب تو آئیگا تو تیری تلاشی لے گا اور جب تو بنا کر کام کر کے جائیگا تب تیری تلاشی لے گا۔ اور سونا میں ہی دوں گا، اوزار میں دوں گا۔ پہرے لگاؤں گا تیرے اوپر آتے جاتے تیری پوری تلاشی ہوگی، اس نے کہا بہت اچھا ایک بات میری سن لیجئے بادشاہ سلامت! اگر میں نے آپ کو دھوکہ دے دیا تو خطا بھی میری معاف ہوجائے گی؟ بادشاہ نے کہا ہاں خطا معاف ہے۔ مجھے تیری عقلمندی دیکھنی ہے۔ کوئی سزا نہیں دیں گے۔ اس نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اب اس کو کوٹھری بھی بتلادی محل کے اندر، سپاہی کھڑے کر دیئے دو، تلاشی کیلئے۔ اوزار دیئے، سونا دیا اور ساری چیزیں اپنے پاس سے دیں۔ اور اس نے بنانا شروع کیا۔ جب جاتا تلاشی لے لیتے اور جب آتا تو تلاشی لے لیتے پورے طور سے۔ اس نے دن میں تو ہار بنانا شروع کیا سونے کا بادشاہ کیلئے بادشاہ کے ہاں اور ویسا ہی ہار اپنے گھر میں رات کو بنانا شروع کیا پیتل کا۔ پیتل کا ہار اپنے گھر میں بنانا شروع کیا رات میں اور دن میں بادشاہ کے ہاں ہار سونے کا، جب دونوں ہار بن کر تیار ہوگئے وہاں سونے کا ہار بن کر تیار ہوگیا اور یہاں اس کے گھر پر پیتل کا بن کر تیار ہوگیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دہی کی مٹکی میں ہار ڈال کر پیتل کا تو وہاں پر گزرنا، دہی بیچنے کے بہانے کہ میں دہی بیچ رہی ہوں۔ تو میں تجھے بلاؤں گا۔ سپاہیوں سے کہوں گا کہ

ہار تیار ہوگیا صرف اس کو دہی میں ڈبونا ہے تاکہ اس میں نکھر جائے۔ لہٰذا اس دہی والی کو بلاؤ، تو یوں کہیو کہ میں اپنی مٹکی میں ڈالنا نہیں چاہتی۔ میری دہی خراب ہوجائے گی تو میں کہوں گا کہ تیری دہی جتنے کی ہے اتنے پیسے تجھے دے دیئے جائیں گے۔ تو راضی ہوجائیو اور وہ دہی کی مٹکی میں وہ پیتل کا ہار ڈال کر لائیو چنانچہ وہ چلی ہے دہی کی مٹکی سر پر رکھ کر اور دہی بیچنے کی آواز لگاتی ہے اور وہاں کو گزرتی ہے۔ تو اس سنار نے سپاہیوں سے کہا کہ ہار تیار ہوگیا۔ دہی والی کو بلاؤ مجھے اس کی دہی میں ہار کو ڈبونا ہے۔ تاکہ اس میں جلا اور نکھار آجائے۔ انہوں نے بلایا۔ اس دہی والی نے کہا نہیں نہیں میں راضی نہیں، میری تو دہی خراب ہوجائے گی۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو تیری دہی کتنے کی ہے۔ جتنے پیسے تو لینا چاہے تو لے لے۔ اس نے کہا خیر بہت اچھا۔ اب اس نے دہی کی مٹکی رکھ دی اس کے آگے۔ اس نے اس میں سونے کا ہار ڈالا اور پیتل کا نکالا۔ اور نکال کر کہا جا تو اپنی دہی کی مٹکی لے جا۔ اور یہ پیسے لے جا۔ لے گئی اور بادشاہ سلامت کے پاس ہار پیش کر دیا۔ حضرت میں نے یہ ہار بنا کر تیار کیا ہے، لے لیجئے، اب بادشاہ نے سناروں کو بلایا پرکھنے کے لئے کہ بتاؤ یہ ہار کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ تو خالص پیتل کا ہے۔ اب تو بادشاہ کی عقل حیران کہ میں نے تو اتنا نظام قائم کیا، اتنا پہرہ لگایا، ہر چیز اپنے پاس سے دی اسکی تلاشی آتے جاتے دلوائی پھر بھی ہار پیتل کا کیسے بن گیا؟ عقل میں نہیں آتی۔ سارے سنار کہہ رہے ہیں کہ پیتل کا ہے بادشاہ سلامت! اس نے کہا کہ پیتل کا ہو کیسے سکے۔ اب اس سے کہا کہ بھئی یہ سارے پیتل کا بتلا رہے ہیں اب تو ہی بتا کہ پیتل کا ہے کہ سونے کا ہے۔ اور قصور تو تیرا ہم نے پہلے ہی معاف کر دیا۔ ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تیری عقل دیکھنی ہے

۔ اُس نے کہا یہ خالص پیتل ہے اس نے پوچھا کہ یہ سونے کا پیتل کیسے بن گیا؟ تو پھر اس نے قصہ سنا دیا کہ سونے سے پیتل کا ایسے ہوگیا۔ تو جتنا بادشاہ عقلمند ہے اس سے زیادہ رعیت عقلمند ہے۔ کیوں کہ رعیت پر لاکھوں عقلیں ہیں اور بادشاہ ہے ایک۔ بھئی بادشاہ کا تو ایک ہی دماغ ہوگا۔ اور ایک ہی دل ہوگا۔ اور عقل دل میں ہوتی ہے۔ اور یہ لاکھوں دلوں والے جو ہیں ان کے سامنے وہ ایک دل کی عقل چلے گی کیسے؟ اسی واسطے دنیا کے جتنے بادشاہ ہیں سب اپنی رعیتوں سے پریشان ہیں۔ کہ جتنے قوانین بناتے چلے جاؤ مگر یہ رعیت جو ہے ان سارے قوانین کو اپنی عقلوں سے توڑتی چلی جائے گی

کلمہ کی حقیقت

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے دوستو! جہنم کا راستہ خواہشات کا راستہ ہے۔ جی چاہے کا راستہ ہے۔ اس لئے کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' میں ترجمہ تو جو چاہو کرلو۔ لیکن اس کی حقیقت کیا ہے؟ یوں کہیں حقیقت کلمہ ''لا الٰہ'' یہ ہے کہ ہم جی چاہی پر نہیں چلیں گے۔ یہ ہے لا الٰہ ہم نفس چاہی پر نہیں چلیں گے۔ ہم جی چاہی پر نہیں چلیں گے ''الا اللہ'' ہم رب چاہی پر چلیں گے۔ یہ ہے حقیقت کلمہ کی۔ یوں کہیں کہ کلمہ جب ایمان کا نور پیدا کریگا (دل کے اندر) جبکہ اس طرح سے اس کی حقیقت کو سمجھ کر کلمہ پڑھے گا۔ بھئی ابوجہل کو کلمہ پڑھنے میں کیا دقت تھی؟ ابوسفیان کو شروع میں اور دوسرے کافر کیوں ڈرتے تھے کلمہ پڑھنے سے؟ وہ اسی لئے ڈرتے تھے کہ بھئی اب تو ہم اپنی نفس چاہی اور جی چاہی جس طرح کما رہے ہیں، اور چاہے جس طرح کھا رہے ہیں، اور جس طرح بنا رہے ہیں اور چاہے جس طرح سے اپنے سارے نقشے اور ساری دنیا کے مزے اڑا رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ کلمہ پڑھ لیا

تو یہ تو یوں کہہ رہا کلمہ، کہ تم کو جی چاہی کو چھوڑ کر چلنا ہوگا۔ نفس چاہی کو چھوڑ کر چلنا ہوگا۔ اور رب چاہی پر چلنا ہوگا۔ اب ہم ساری خواہشات کے نقشوں کو چھوڑیں اور اپنی جی چاہی کو چھوڑیں جس سے ہمیں سبز باغ نظر آرہے ہیں، جس سے ہمیں عزت نظر آرہی ہے، جس سے ہمیں راحتیں نظر آرہی ہیں، جس سے ہمیں شہرت اور اسکے اندر مزے نظر آرہے ہیں ۔ اس راستے کو چھوڑیں اور رب چاہی پر آویں تو اس پر دنیا میں مصیبتیں نظر آویں ہیں۔ رکھو روزے، پڑھو پانچ وقت کی نماز چاہے سردی، چاہے گرمی ہو، پڑھو تہجد کرو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور سیکھو اللہ تعالیٰ کا دین۔ پھیلاؤ اللہ تعالیٰ کا دین، چلو تلواروں کے نیچے ۔ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں جنت جو ہے تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اور حق تعالیٰ کیا فرماتے ہیں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۔ (آیت ۲۱۴ سورۃ بقرہ پارہ ۲) کہ جنت میں یوں ہی کھیلتے کودتے چلے جاؤ گے نہیں ہم تمہارے اوپر شدائد لائیں گے، جہاد لائیں گے، مصیبتیں لائیں گے، فاقے لائیں گے۔ جیسے پہلی امتوں پر لائے اور اتنا لائے اور اتنا ان کو بلاؤں میں کھینچا ہے اور امتحان میں لائے ہیں کہ مومنین بھی اور ان کے انبیاء بھی، رسول بھی چیخ اٹھے کہ اے اللہ تیری مدد کب آئے گی؟ جب ہم نے پورا ان کو جھنجھوڑا اور پورا شدائد اور مصائب میں ان کو چلایا اور پھر پورا امتحان لینے کے بعد ہم نے فرمایا اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ اب آئے گی مدد اب آگئی قریب.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی مصیبتوں اور شدائد کے دور ہونے کی دعا پر حضور ﷺ کا جواب

مکہ مکرمہ میں حرم پاک کے اندر حطیم کے قریب کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کے اوپر کافر مصائب زیادہ لا رہے تھے اور ان کو مار رہے تھے پیٹ رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمار ابن یاسر، حضرت خباب، حضرت خبیب رضی اللہ عنہم اجمعین اس قسم کے غلام جو کافروں کے قریب تھے اور جو مصیبتوں میں تھے وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کیوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خرید خرید کر ان کو آزاد کر رہے تھے۔ ایمان کی وجہ سے تو یہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے آپس میں۔ اتنے میں سرکار دو جہاں سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ تشریف لے آئے تو کہنے لگے "یا رسول اللہ" اب تو مصیبتیں اور تکلیفیں اذیتیں ہمارے اوپر حد سے زیادہ بڑھ گئیں ہیں۔ اب تو دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات دے۔ جیسے آج کل کہتے ہیں جہاں کوئی مصیبت آئی اور فوراً دعا کے لئے بھاگ پڑتے ہیں۔ تو حضور پاک ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ گھبراؤ نہیں ابھی دعا کرتا ہوں۔ بیت اللہ موجود ہے، ملتزم موجود ہے، بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر ابھی دعا کرتا ہوں ابھی تمہاری ساری مصیبتیں کافور اور سب دور ہو جائیں گی۔ یہ نہیں فرمایا۔ حالانکہ بیت اللہ بھی موجود اور رسول اللہ بھی موجود۔ دعا والے بھی موجود جن کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں مقام دعا بھی موجود لیکن دعا نہیں کرتے بلکہ اور زیادہ مصائب پر صبر کرنے کی تلقین دیتے ہیں کہ ابھی نہیں آئیں مصیبتیں۔ ابھی اور مصیبتیں آئیں گی ابھی اور تیار ہونا ہے۔ اور فرمایا کہ ابھی سے گھبرا گئے؟ تمہیں معلوم نہیں پہلی امتوں میں اسی کلمہ کے پڑھنے والے پر کتنی مصیبتیں آتی

تھیں کہ ایک ظالم بادشاہ کافر اس کلمہ ایمان، کلمہ توحید کے پڑھنے والے کو بلاتا تھا اور اس کے سر پر آرا رکھتا تھا جس سے لکڑی چیرتے ہیں (فشار) اور یہ کہتا تھا کہ یا اس کلمہ کو چھوڑ دے نہیں تو آرے سے چیر کر تیرے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ مگر وہ کلمہ میں اتنا مضبوط ہوتا تھا، ایمان اس کا اتنا پختہ ہوتا تھا کہ وہ چر کر دو ٹکڑے ہو جاتا تھا مگر کلمہ کو نہیں چھوڑتا تھا۔ اور دوسرا واقعہ فرمایا ایک ظالم بادشاہ ایمان کے کلمہ پڑھنے والے کو بلاتا تھا اور لوہے کی کنگی اس کے بدن پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اس لوہے کی کنگی سے تیرے سارے بدن کی کھال اتار دی جائے گی تو کلمہ کو چھوڑ دے مگر وہ اتنا پکا مومن ہوتا تھا ایمان والا ہوتا تھا کہ وہ ساری کھال اتروالیتا تھا بدن کی مگر کلمہ کو نہیں چھوڑتا تھا۔ یہ دو چیزیں بیان فرمائیں ان کو اور ترغیب دینے کے لئے۔ ابھی کیا مصیبتیں آئیں ابھی مصیبتیں آگے آنے والی ہیں۔ ابھی تو مصیبتوں کے دروازے میں داخل ہوئے۔ ابھی مصیبتیں آگے آئیں گی اور ان مصیبتوں سے ہی ایمان تمہارا پکا ہوگا، یقین بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی محبت بڑھے گی۔ جنت کا یقین آئے گا اور دنیا کا یقین اور دنیا کا شوق گھٹے گا۔ اور جنت کا شوق آئے گا اور دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں کا خوف گھٹے گا اور جہنم کا اور قیامت کے میدان میں حساب کتاب کا خوف آئے گا اور فرمایا وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ ارے تم تو بہت جلدی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے جیسے آج کے مسلمان ہمارا کیا حال ہے؟ تھوڑا سا دین کا کام کیا اور اگر کہیں مصیبتیں آ گئیں، راستہ میں مقابلہ آ گیا کافروں سے یا کسی سے تو انتظار کرنے لگتے ہیں کہ بس آسمان سے ابھی فرشتے آ جائیں گے ابھی مدد آ جاوے گی۔ تھوڑا سا کام کر کے غیبی مددوں کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ اور یوں خبر نہیں کہ حق تعالیٰ کیا فرما رہے

ہیں اس راہ میں چلنے والوں کو وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۔ (آیت ۱۵۵ سورۃ بقرہ پارہ ۲)

ہم آزمائیں گے جو ہماری راہ میں چلے گا۔ جو ہمیں چاہے گا۔ ہماری جنت کا طالب ہوگا۔ ہم اس کو آزمائیں گے۔ اس کا امتحان لیں گے کہ جنت کوئی معمولی چیز ہے؟ کہ ویسے ہی مل جائے۔ یہ تو دنیا جو ذرا سی حقیر دنیا ہے تھوڑا سا زمین کا ٹکڑا لینے کے لئے کتنی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ حکومت لینے کے لئے کیا ملک ویسے ہی مل جاتا ہے؟ حالانکہ اس ملک کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ایک ذرہ کے برابر بھی جنت کے مقابلہ میں مگر اس کے لئے جان دینے کو تیار، مال لگانے کو تیار، ذلیل ہونے کو تیار، تکلیفیں اٹھانے کو تیار ایک ذرا سا ملک لینے کے لئے، اس کے لئے تیار، مگر جنت کے لئے کوئی تیار ہے؟ تکلیفیں اٹھانے کے لئے اتنی جنتی ملک کے لئے تکلیفیں اٹھانے کو تیار ہے۔ اسلئے کہ ہم خدا کے نظام کو نہیں جانتے۔

یوں کہیں جس وقت احد کے میدان میں ۷۰ مسلمان شہید ہوگئے صحابہ (رضی اللہ عنہم)۔ جس میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پاک ﷺ کے محبوب چچا بھی تھے وہ بھی شہید ہوگئے ۔ وہ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ جس نوجوان کے ذریعے مدینہ میں اسلام پھیلا، ان کو مقری بنا کر بھیجا، وہ ایک رئیس کے بچے تھے۔ ہاں ریشمی جوڑے پہنتے تھے، اور عطر میں نہاتے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت میں سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ اور ان کو مقری اور قرآن سکھانے والا بنا کر حضور پاک ﷺ نے اپنے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں بھیج دیا تھا۔ جس نوجوان بچے کے پاس سوائے دو چادروں کے کوئی چیز نہیں اور ان

کے ہاتھ پر بڑے بڑے قبیلے اسلام لائے۔ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ اور اسید ابن حضیرؓ مع اپنے قبیلہ کے اس نوجوان بچے کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا ایک بچہ بھی ایک نوجوان بھی جب ہماری راہ میں دعوت دے گا ہم اسی کے ذریعہ سے اسلام کو پھیلا دینگے۔ تو وہ بھی شہید ہوگئے جن کا کفن بھی پورا نہیں۔ عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوگئے اور بڑے بڑے محبوب صحابہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ستر (۷۰) شہید ہوگئے اور جتنے بچے سارے زخمی ہوگئے۔ یہاں تک کہ سرکار دو جہاں سید الکونین ﷺ کو بھی تین تکلیفیں پہنچیں۔ ایک تو پتھر آیا اور دانت جھاڑ دیئے۔ رباعی کے دانت اور ایک پتھر آیا خود کی کڑی آپ ﷺ نے خود پہن رکھا تھا لوہے کی ٹوپی اور نیچے زرہ تھی اور دونوں کو جوڑ رکھا تھا۔ یوں کہیں خود کی کڑی آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں گھس گئی ۔ اس سے سخت تکلیف پہنچی اور تیسری کیا؟ کافروں نے ایک گڑھا کھودا اور اس کے اوپر گھاس ڈال دی تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو مسلمان کو کہ یہ گڑھا ہے یا زمین ہے اور گہرا کھودا کہ آدمی گرے تو نکل نہ سکے۔ اس میں سردار دو جہاں ﷺ کا پیر آیا اور آپ ﷺ گڑھے کے اندر گر گئے۔ یہ تین تکلیفیں پہنچیں۔ خدا ساتھ ہے یا نہیں۔ کیوں بھئی نبی ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں یا نہیں؟ مگر نقشہ یہ دکھلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ۔ اپنے نبی ﷺ کے ساتھ یہ نقشہ دکھلا رہے ہیں کہ آگے کا دانت (رباعی) جھڑ رہا کافروں کے پتھر سے اور خود کی کڑی رخسار مبارک میں پھنس رہی ہے اور گڑھے کے اندر بھی جا رہے اور ستر (۷۰) شہید ہو رہے ہے۔ تو بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ اشکال آیا اور کہا اے اللہ تیرے کلمہ کے لئے لڑ رہے ہیں ہم تیرے نبی ﷺ کے ساتھ ہیں نبی ﷺ ہمارے ساتھ ہیں۔ حق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تیرا

کلمہ بلند کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں اور پھر ہم ہی مارے جائیں۔اور ہمارے ہی آدمی ماریں جائیں اور ہم ہی باقی سارے زخمی ہو جائیں۔یہ اشکال آج مسلمانوں کو بھی اشکال آتا ہے۔کیوں کہ نہ تو خدا کے نظام کو جانتے ہیں نہ سنت کو جانتے ہیں۔نہ قدرت کو جانتے ہیں۔یہاں تک کہ ان کو خدا کی قدرت میں اور سنت میں شک ہونے لگتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اشکال کا جواب بھیجا۔وہ جواب ہمیں ایک سبق دے رہا ہے بہت بڑا درس دے رہا ہے اور ہمیشہ کے لئے دے رہا ہے۔کہ دیکھو اور سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی سنت کیا ہے کیا؟ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ (آیت ۱۰۴ النساء پ ۵) تمہیں جو خیال آیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کر رہے ہیں۔نبی ﷺ ہمارے ساتھ ہیں۔دین کو ہم پھیلانا چاہتے ہیں اور پھر ہمارے اوپر تکلیفیں آئیں۔ہم مارے گئے،زخمی ہو گئے۔یہ جو خیال آیا تو تم نے یوں نہ سوچا کہ بدر کے میدان میں وہ بھی تو زخمی ہوئے تھے۔اور ان کے بھی تو ستر (۷۰) مارے گئے تھے۔آج اپنے مارے گئے تو اس پر تو خیال آیا اور وہ جو ستر (۷۰) ان کے مارے گئے تھے وہاں نہ خیال آیا تمہیں اور تم تو جنت کے لئے مارے جا رہے ہو اور زخم کھا رہے ہو وہ دنیا کے لئے کھا رہے تھے اور کیا وہ دنیا کے لئے قربانی دیدیں تم جنت کیلئے قربانی دینے کو تیار نہیں ہو گے۔تمہارے نزدیک جنت دنیا سے بھی گھٹی ہوئی ہے۔وہ دنیا کے لئے اپنے ستر مروادیں اور زخمی ہو جائیں اور تم جنت کے عاشق ہو کر،جنت کے طالب ہو کر تم جنت کے لئے جان نہیں دو گے۔یہ اشکال تمہیں کیوں آیا؟

جنت سستی نہیں ہے

اللہ رب العزت یہ ہمیں سبق دے رہے ہیں کہ دیکھو جنت سستی نہیں ہے۔جتنے دنیا والے ہیں اپنی دنیا جو انکے پاس ہے بے قیمت ہے۔مچھر کے پر کے برابر بھی پوری دنیا کی قیمت نہیں ہے۔ان کے پاس تو ذرا ذرا سے ٹکڑے ہیں۔جتنی دولتیں ہیں دنیا میں مچھر کے پر کے ٹکڑے ہیں۔اگر اتنے ٹکڑے ایک مچھر کے پر کے کئے جائیں اور ہر ایک کو دیدیا جائے اور وہ بھی ٹکڑے کسی کا کوئی چھوٹا اور کوئی بڑا کوئی اس سے بڑا اور کوئی چھوٹا۔اسطرح کر کے ان کو تقسیم کر دیا جائے۔تو ایسی دنیا ہے ان کو دی ہوئی۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر پوری دنیا کی قیمت نہیں۔تو وہ اتنے سے مچھر کے پر کے ٹکڑے سے بھی زیادہ ذلیل دنیا کے لئے جان دیدیں۔زخم کھالیں تو تم اس جنت کے لئے کہ جس کی نعمتیں دائمی ہیں اور ہمیشہ کی ہیں اور جو قیمتی ہے اسکے لئے جان نہیں دو گے۔اور اس کے لئے بھی زخم نہیں کھاؤ گے ان آیات میں یہ بتلا دیا گیا ہے۔

دعوت ہماری اصلاح اور تربیت کا سبب ہے

تو میرے دوستو اور بزرگو! (یوں کہیں) دعوت ہماری اصلاح اور تربیت کا سبب ہے۔یہ دعوت جو ہے یہ ہماری تربیت بھی کرے گی،اس دعوت کے میدان میں اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کریں گے اور ہمارا دل اس دنیا سے نکالیں گے۔ جنت کی طرف لائیں گے۔مخلوق سے ہٹائیں گے،اپنی ذات کی طرف لائیں گے۔جو مخلوق سے امید وبیم،امید وخوف،رضا اور خوف جو مخلوق پر سے باندھ رکھا ہے۔ارے اگر میں وزیر بن جاؤں او ہو بڑی عزت والا ہو جاؤں گا۔اور صدر ہو جاؤں،بادشاہ بن جاؤں بڑی دولت

آ جائیگی۔ بڑے مزے ہو جائیں گے کیوں کہہ رہا؟ اس لئے کہہ رہا ہے کہ یہ اس کے دماغ پر نشہ چھایا ہوا ہے۔ یہ نشے میں کہہ رہا ہے جو دنیا کی تعریف کر رہا۔ جو دنیا کے مالوں سے دنیا کی چیزوں سے اپنی کامیابی سمجھ رہا۔ اپنی تربیت جان رہا۔ یوں کہیں کہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں کہ جن کے دماغوں پر نشہ چھایا ہوا ہے اور کیا نشہ میں آدمی صحیح بول سکتا ہے؟ اگر کوئی شراب کے نشہ میں ہو کوئی بات صحیح کر سکتا ہے؟ اس کا دیکھنا، اس کا سننا، اسکا بولنا، اس کا چلنا، اس کا سوچنا سب بدل جاتے ہیں۔ سب بیکار ہو جاتے ہیں۔ کوئی عقل کی بات اس کے اندر نہیں رہتی۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا دنیا والوں کے بارے میں کیا فرمایا مومنین سے؟ (ایمان والوں سے) اِنَّکُمْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ مَالَمْ تَظْھَرْ فِیْکُمْ سَکْرَتَانِ. سَکْرَۃُ الْجَھْلِ وَسَکْرَۃُ حُبِّ الْعَیْشِ وَاَنْتُمْ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَاِذَاظَھَرَ کُمْ حُبُّ الدُّنْیَافَلَا تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَا تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. وَالْقَائِمُوْنَ یَوْمَئِذٍبِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ کَالسَّابِقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ.

کیا فرمایا کہ دیکھو جب تک تم دونشوں سے بچے رہو گے اس وقت تک تو تم صحیح راستہ پر چلتے رہو گے۔ عقل بھی تمہاری صحیح رہے گی سمجھ بھی صحیح رہے گی، اعمال بھی درست رہیں گے۔ اخلاق بھی صحیح رہیں گے۔ معاملات بھی صحیح رہیں گے۔ خدا کو بھی پہچانو گے۔ نبی ﷺ کو بھی پہچانو گے۔ نبی ﷺ کی رسالت کو بھی مانو گے۔ خدا کی قدرت کو بھی مانو گے

اس کی سنت کو بھی مانو گے۔ اس کے احکامات بھی مانو گے۔ اور نبی ﷺ کا اتباع کرتے رہو گے، نبی پاک ﷺ کے طریقوں پر چلتے رہو گے جب تک دونشوں سے بچے رہو گے۔

۱۔ جہالت کا نشہ　۲۔ مالداری کا نشہ

پہلا نشہ کیا ہے؟ جہالت کا نشہ۔ جاہل نہ بن جائیو۔ خدا کی سنت سے جاہل نہ بن جانا۔ اپنی سنت کے واقعات سنا رہے ہیں قرآن میں۔ اس کی قدرت سے جاہل نہ بن جانا۔ اپنی قدرت کے واقعات سنا رہے قرآن میں۔ کہ دیکھو ہم نے نوح علیہ السلام کو اور ان کے اوپر ایمان لانے والوں کو کیسے ہم نے کامیاب کیا کشتی میں بٹھا کر۔ یہ ہے ہماری قدرت۔ کیسے ہم نے پانی آسمان سے برسا کر زمین سے نکال کر باطل والوں کو کیسے ڈبویا اور ایمان والوں کو کیسے بچایا۔ ہود علیہ السلام کی قوم کو جوان میں سے ایمان لے آئے ہود علیہ السلام کے اوپر ان کو ہم نے کیسے نجات دی۔ ہوا سے کیسے بچایا اور باقی قوم کو جو چالیس چالیس ہاتھ والے تھے اور جو بڑی اپنی قوت پر ناز کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً ۔ کون ہمارا مقابلہ کرے گا ہم سے زیادہ طاقت ور ہے کون؟ ہم نے اس قوم کو وَاَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْابِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۝ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَا لٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ۝ فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَۃٍ ۝ (آیت ۶۔۷۔۸ الحاقۃ پارہ ۲۹) کہ دیکھو ہماری قدرت دیکھ لو اور ہماری سنت دیکھ لو ہم نے کیسے اس قوم کو ہلاک کیا ہے ہوا کے ذریعہ سے جس ہوا نے ان کو اکھاڑا ہے۔ اور سات راتیں اور آٹھ دن تک چلائی ہے۔ اور جوان کو زمین پر پٹخا ہے۔ پہاڑوں سے ٹکرایا ہے اور وہ زمین پر اسطرح پڑے ہوئے تھے جیسے کھجور کے لمبے لمبے تنے پڑے

ہوتے ہیں۔ کھجور کے تنوں سے تشبیہ دے کر ان کا قد بتلانا ہے کہ وہ کھجور کے درختوں کی طرح لمبے لمبے تھے۔ اور ایک کو نہیں چھوڑا۔ ظالم کو باطل والے کو ایک کو نہیں چھوڑا۔ کوئی باقی نہ رہا یہ قدرت دکھلائی۔ اسی طرح سارے قصے سنائے۔ اپنی قدرت کو دکھلانے کے واسطے سنائے۔ کہ دیکھو ہماری قدرت کے قائل ہو جاؤ۔ صالح علیہ السلام کی قوم کا قصہ، لوط علیہ السلام کی قوم، ابراہیم علیہ السلام اور نمرود اور باقی تمام انبیاء کے واقعات، قوم سبا کے واقعات اور واقعات سناتے ہوئے حق تعالیٰ ہمیں اپنی قدرت کے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور ایک طرف سے اپنی سنت سنا رہے ہیں۔

خدا کی سنت

اب سنت سن لو۔ جب نوح علیہ السلام اور قوم مومنین نجات پا گئے اور باقی سارے کفار مر گئے پانی میں ڈوب کر۔ اور زمین کا پانی پھر اللہ تعالیٰ نے خشک کر دیا اور زمین نے نگل لیا۔ وغیض المآء ہو گیا اب زمین پر بسنے والے کون ہیں؟ سب ایمان والے ہیں۔ کوئی باطل والا نہیں باطل والے سب ڈوب گئے۔ اب سب ایمان والے بس رہے۔ نماز پڑھ رہے، زکواۃ دے رہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے، سب دین پر چل رہے۔ لیکن جب نوح علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو دعوت چھوٹ گئی نہ نماز چھٹی نہ روزہ چھٹا نہ زکواۃ چھٹی نہ اعمال چھٹے۔ اعمال اسی طرح موجود ہیں ان کے پاس لیکن نوح علیہ السلام کے وصال کے بعد اب دعوت نہ رہی۔ جب دعوت چھوٹ گئی اور دعوت ختم ہو گئی تو وہ باطل آیا اور وہ شیطان باطل کو لے کر آیا۔ اور جناب عالی ان کے سارے اعمال خاک میں ملا دیئے۔ ان کو بت پرستی میں لگا دیا یہ سنت بتلائی پھر اسی طرح سارے قصے سنائے۔ ہود علیہ السلام

جب کامیاب ہو گئے اور باطل والے ہلاک ہو گئے ہوا سے۔ اب زمین پر بسنے والے سارے ایمان والے تھے سب روزہ رکھنے والے زکواۃ دینے والے، نمازیں پڑھنے والے تھے لیکن جب ہود علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو دعوت چھٹی اور اور کچھ نہ چھٹا جب دعوت چھٹ گئی تو پھر وہ شیطان اپنے باطل کو لے کر آیا اور ان حق والوں کو باطل کی طرف پھیر دیا۔ اور بتوں کی پرستش میں لگا دیا پھر صالح علیہ السلام۔ اسی طرح سارے قصے پڑھتے چلے جاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت بتلا رہے ہیں، ہاں قصے پڑھتے چلے جاؤ، صالح علیہ السلام، لوط علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام یہ سب قصے، اسحاق علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، ہاں حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جناب عالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب کے قصے پڑھتے ہوئے چلے جاؤ کہ دعوت قائم ہوتی ہے تو حق اوپر آتا اور باطل ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب دعوت چھوٹ جاتی ہے تو باطل اوپر آ جاتا ہے اور حق مغلوب ہو جاتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ہے "اللہ کی سنت" وہاں قدرت ہے یہاں سنت ہے۔

جب دعوت چھوٹ جاتی ہے تو اعمال بھی چھوٹ جاتے ہیں

کتنے ہی اعمال زندہ کر لو تم نمازوں پر کھڑا کر دو، روزوں پر کھڑا کر دو، زکواۃ پر کھڑا کر دو، حج پر کھڑا کر دو۔ ساری چیزوں پر کھڑا کر دو لیکن اگر ان (مسلمانوں) کو داعی نہ بنایا تو ان کی نسلوں میں اسلام نہیں رہے گا۔ اسلام ختم ہو جائے گا۔ اور باطل آئیگا۔ وہ ان کے اسلام پر غالب ہو جاوے گا۔ اور ان کو اسلام کے اعمال سے نکال کر اپنے باطل کاموں میں لگا دے گا۔

حضور ﷺ اپنی امت کو داعی بنا کر گئے

سرکار دو جہاں، سید الکونین، تاجدار مدینہ حضور ﷺ نے اسی واسطے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور کوئی امت نہیں آئے گی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ اس لئے اپنی امت کو صرف نمازی بنا کر نہیں گئے صرف روزہ، زکوٰۃ دے کر نہیں گئے، صرف حج اور نیک اعمال دیکر نہیں گئے بلکہ سب سے پہلے ان کو داعی بنا کر گئے۔ داعی پہلے بنایا اعمال بعد میں آئے۔ دعوت چلائے گی اعمال کو، دعوت چلائے گی ایمان کو، اگر دعوت نہیں چلے گی ایمان باقی نہیں رہے گا۔ ساری سنت بتا رہے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اگر دعوت نہیں چلے گی نمازیں باقی نہ رہیں گی۔ اب اس زمانے میں دعوت نہ ہونے کی وجہ سے کتنی نمازیں باقی ہیں؟ کتنے ارب مسلمان بتائے جاتے ہیں؟ سوا ارب۔ ان میں نمازی کتنے ہیں، زکوتیں کتنی ہیں، حج کتنے ہیں، سچائی کتنی ہے، امانت داری کتنی ہے، معاملات کتنے صحیح ہیں، معاشرت کتنی صحیح ہے، کتنا اسلام مٹ چکا اور شیطان اور باطل نے کتنا مٹا دیا؟ اور جو نمازیں پڑھتے بھی ہیں اب ان کی نمازوں کا بھی جائزہ لے لو کہ خشوع والی نمازیں کتنی ہیں اور حضور پاک ﷺ کے طریقہ پر صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ کا کون سا نقشہ قائم کر رہے ہیں نمازوں میں۔ امام بھی نہیں پڑھتے اس زمانہ کے حضور ﷺ کے طریقہ پر نماز۔ اور نہ پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ یعنی کبھی امام کے ذہن میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ میں حضور ﷺ کی نماز کی مشق کروں۔ اور حضور ﷺ والی نماز کو پڑھنے کی اور حضور ﷺ کی طرح نماز پڑھانے کی میں مشق کروں۔ اس کے دماغ میں کبھی تصور بھی ماشاء اللہ لاکھوں میں سے ایک کے دماغ میں آتا ہوگا۔ یوں کہیں کہ گاڑی چل رہی ہے

اور گھسٹ رہی ہے۔ کمزور ہو رہی ہے ساری یہ اسلام کی گاڑی۔ اور اسلام کمزور ہوتا جارہا ہے اور لوگ اپنی صورت گری اور اعمال کی شکلوں ہی پر مطمئن ہو کر چل رہے ہیں اور ان ہی پر اللہ تعالیٰ کی مدد کے منتظر ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائیگی باطل کے مقابلے میں۔ ارے کافروں نے یوں کر دیا اور وہاں یوں کر دیا۔ وہاں مسجد پر قبضہ کر لیا وہاں مدرسہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں یہ کر دیا اور وہاں وہ کر دیا۔ مانگو اللہ تعالیٰ سے دعا۔ یہ دعائیں کوئی اثر نہیں کرتیں خدا کے ہاں۔ مانگتے رہو جتنی دعائیں جب تک کہ دعوت کو زندہ کر کے اعمال میں جان نہیں ڈالیں گے، جب تک کہ دعوت کو زندہ کر کے ایمان کا دلوں میں نور نہیں پیدا کریں گے۔ جب تک کہ دعوت کو زندہ کر کے اور ہر ہر آدمی کو داعی بنا کر اور پورے عالم کے لئے داعی بنا کر اس کو گھروں سے نہیں نکالیں گے۔ ان اعمال میں حقیقت نہیں آ سکتی۔ اور یہاں تک کہ ذہن کہاں تک کہ بدل گئے، دل کہاں تک بدل گئے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والے کو جو سال بھر کے لئے نکل جائے سارے فتوے اسی کے اوپر لگ جائیں گے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکلنا جائز کب ہے؟ یوں کہیں چاہے تمہارا ایمان مٹ جائے اور تمہارے بیوی بچے بھی ایمان پر نہ رہیں اور چاہے وہ نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں نہ زکوٰۃ دیں لیکن ان کا کھانا پینا تو اتنا فرض ہے تمہارے اوپر کہ تم ان کے ایمان کو نہ دیکھو بلکہ کھانے پینے کے انتظام کو دیکھو۔ چاہے وہ خدا کے نافرمان بنتے چلے جائیں۔ نبی ﷺ کے نافرمان بنتے چلے جائیں اور اسلام کو مٹاتے چلے جائیں۔ لیکن تم سال کو نہ نکل جانا! اور سال کے لئے نہ نکال دینا کہ کہیں ان کا ایمان نہ بن جائے۔ اور ان کے اندر اسلام کا جذبہ نہ بن جائے۔

باطل طاقتیں اعمال سے نہیں دعوت سے ڈرتی ہیں

آج ساری دنیا کی طاقتیں نماز سے نہیں ڈرتیں۔ نماز تو عیسائی کہے گا کہ میرے گھر میں آ کر پڑھ لیں۔ اور پڑھتے ہیں۔ گرجوں میں اپنے انہوں نے نمازیں پڑھوادیں یہودی کہے گا کہ میرے ہاں آ کر پڑھ لیں۔ ہندو کہے گا کہ میری دکان میں آ کر پڑھ لیں۔ وہ تو حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کافر نے کہہ دیا تھا تو نماز پڑھ تو میری امان میں ہے ابن دغنہ نے۔ تمہاری نماز کا ہم کو کوئی ڈر نہیں ساری دنیا کے کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ نہ ہم تمہاری نماز سے ڈریں تم نماز پڑھو اور تم روزہ رکھو اور تم زکواۃ دو اور تم حج کرو بلکہ حج کے لئے ہم اپنے ہوائی جہاز دیں گے کرایہ پر۔ اور زکواۃ تقسیم کرو گے تو ہم رہنمائی کریں گے کہ ہمارے محلّہ میں کچھ غریب مسلمان بسے ہوئے ہیں۔ اور روزہ رکھو گے تو ہم اپنی دکانوں سے کھانا دیں گے سحری کھانے کو اور افطار کرنے کو۔ ہمیں تمہارے اعمال سے کوئی دشمنی نہیں بلکہ یوں تعریف کریں گے کہ یہ تو بہت اچھے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں تعریف کریں گے۔ لیکن دعوت جو ہے بس اس سے ہے سارا ڈر ”کہ یہ ہمارے باطل کو حق سے بدل دیں گے“ بس یہ ڈر ہے سارا۔

جو ہم باطل نظام پر چل رہے ہیں اور باطل نظام پر ہمارے قوانین چل رہے ہیں۔ اور باطل نظام کو ہم ملک کے اوپر لا رہے ہیں تو ہمارا یہ نظام جب ان کے بڑے باطل سے ٹکرائیگا تو ہمارا باطل نظام اسی طرح ٹوٹ جائیگا جیسا کہ فرعون کا ٹوٹ گیا اور ہمارا باطل نظام اسی طرح ٹوٹ جائے گا جیسا کہ قیصر وکسریٰ کا ٹوٹ گیا، مقوقس کا ٹوٹ گیا۔ بس سارا ڈر دعوت کا ہے۔ دعوت سے ڈرتے ہیں، اور کسی اسلام کے اعمال سے نہیں ڈرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ارے یہ چھ نمازیں پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکواۃ دیتے ہیں لیکن ہمارے پھندے

سے نہیں نکل سکتے ان اعمال کے ذریعہ سے۔ ہمارے قانون کو رد نہیں کر سکتے اسکے ذریعہ سے۔ ہمارے قانون سے نہیں نکل سکتے۔ ہماری اسکیموں سے نہیں نکل سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ نہیں ہوگا جو انہیں ہمارے جالوں سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ نہیں ہوگی کہ جو ہماری اسکیموں سے بچاوے۔ لیکن جب یہ داعی بنیں گے۔ ارے دعوت تو اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَى دَارِ السَّلَامِ ۔ دعوت اللہ دے رہا ہے۔ نماز نہیں پڑھ رہا، روزہ نہیں رکھ رہا، دعوت دے رہا ہے اور اس کو دعوت دینے والا بنا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرح اللہ کی طرف دعوت دو۔ تو یوں کہیں۔ یاد رکھو دعوت ہے جس کو باطل نہیں چاہتا۔ دعوت ہے جس سے باطل تھراتا ہے اور ڈرتا ہے۔ ایک داعی کو کوئی ملک جبکہ وہ یوں کہے کہ میں دعوت دینے کے لئے جارہا ہوں تیرے ملک میں وہ ویزا دینے کے لئے تیار نہیں چاہے وہ بوڑھا ہو۔ ایک بوڑھے سے بھی ڈرتا ہے سارا ملک۔ اور ساری حکومت کہ یہ بوڑھا اگر یہ کہے کہ میں کمانے کیلئے جارہا ہوں اور اپنے دوستو سے ملنے جارہا ہوں اور آپ کا ملک دیکھنے کو جارہا اور آپ کی تعریف کرنے کے لئے جارہا ہوں۔ یوں کہیں کوئی ڈر نہیں، آؤ۔ چاہے تم جیسے پچاس آجائیں، نوجوان آجائیں، کیسے کیسے آجائیں تم تو ہمارے مزاج کے ہو۔ ہمارا مزاج لے کر آجاؤ لیکن تم دعوت کا نظام لے کر آؤ۔ نبی ﷺ کا مزاج لے کر آؤ اس سے ہم تمہیں نہیں آنے دیں گے۔ ہمارے مزاج سے آجاؤ۔ سیر وتفریح ہمارا مزاج ہے۔ کمانا ہمارا مزاج ہے۔ دوستو سے ملنا اور ملاقات کرنا ہمارا مزاج ہے۔ ہمارے مزاج سے آؤ اگر تم نے آنا ہے۔ ہم تمہیں ویزے دیں گے۔

تو میرے دوستو بزرگو! سرکار دو عالم سیّد الکونین ﷺ نے فرمایا جب تک تمہارے دماغوں پر دو نشہ نہ آجائیں اس وقت تک تم دعوت دیتے چلے جاؤ گے۔ ایک جہالت کا نشہ کہ اب نہ خدا کی قدرت کو جانتے ہیں ہم اور نہ اسکی سنت کو جانتے ہیں اور نہ اسکی جنت کو جانتے ہیں اور نہ اسکی دوزخ کو جانتے ہیں اور نہ قیامت کے میدان کے حساب کتاب کو جانتے ہیں اور نہ قبر کو جانتے ہیں۔ ہم تو اس دنیا ہی کی راحت دنیا ہی کی لذت اور دنیا ہی کی تکلیفوں کو جانتے ہیں۔

ہم دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں

اور ہماری حالت یہ ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (آیت ۶ سورۃ الروم پارہ ۲۱) کہ دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور اپنی آخرت اور عاقبت سے غافل ہیں کہ وہاں کیا ہوگا۔ اور جہالت کو بولیں جب جہالت کا نقشہ چڑھ گیا تو اب وہ جو کلام کرے گا جہالت کا کرے گا۔ اس نے کہا کہ میاں مال سے یہ کام ہو جائیں گے مال چاہئے۔ اب وہ بھول گیا کہ خدا سے کام ہوتا ہے یا مال سے ہوتا ہے۔ اس جہالت کے نشہ کی بناء پر جو کام اللہ کرتا ہے وہ یوں کہتا ہے مال کرتا ہے۔ کہتا ہے وزیر بن جا اور صدر بن جا بس۔ سارے تیرے کام بن جائیں گے۔ یہ جہالت میں کہہ رہا ہے کیوں کہ جاہل ہے۔ اللہ کی سنت سے جاہل ہے۔ اللہ کے نظام سے جاہل ہے۔ نہیں تو یوں کہتا ارے اللہ والا بن جا۔ اللہ کو اپنے ساتھ لے لے تو تیرے سارے کام بن جائیں گے۔ اگر ساری دنیا کی حکومتیں بھی تیرے خلاف ہوں گی اور اللہ تیرے ساتھ ہوں گے تو تیرا کام بن جائے گا۔ سرکار دو جہاں سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ اللہ

تھے اور ساری دنیا آپ ﷺ کے خلاف تھی۔ ساری دنیا رہ گئی اور حضور ﷺ بڑھتے چلے گئے اور سب کے اوپر ان کی نبوت کا سکہ جم گیا۔

تو نشہ میں بول رہے ہیں۔ ارے جھوٹ بول کر کمالے تو تیری کوٹھی بن جائے گی۔ تو سچ بول کر کمائے گا تو جھونپڑی بنے گی مشکل سے۔ یہ جہالت میں کہہ رہا ہے کیوں کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ جب میں جھوٹ بولوں گا تو نبی ﷺ کا ایک فرمان ہے وہ ہلاک ہوکر رہے گا۔ یوں کہیں زمین و آسمان ٹل جائیں نبی ﷺ کی بات نہیں ٹل سکتی کیا؟ اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ۔ سچائی نجات دیگی۔ اور جھوٹ کبھی نہ کبھی جا کے تجھے ہلاک کرے گا۔

ہرنی کی سچائی کا واقعہ

یوں کہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ مدینہ منورہ سے دوپہر کے وقت نکلے حراء کی طرف باہر۔ حراء میدان تھا جہاں پتھر پڑے ہوئے تھے۔ اب وہاں کوٹھیاں بن گئیں۔ تو آپ ﷺ نے ایک آواز سنی دوپہر کا وقت ہے "یارسول اللہ" "یارسول اللہ" "یارسول اللہ" آپ ﷺ نے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہیں آیا کہ کہاں سے آواز آرہی ہے یہ آواز؟ پھر آپ ﷺ آواز کی طرف بڑھے پھر سنا "یارسول اللہ" "یارسول اللہ" "یارسول اللہ" پھر آپ نے دیکھا کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر آواز کی طرف آگے بڑھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک درخت ہے اس کے نیچے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور جس نے اس ہرنی کو شکار کیا ہے پکڑا ہے وہ سو رہا ہے۔ یہ ہرنی کہہ رہی ہے "یارسول اللہ" "یارسول اللہ" آپ ﷺ اس کے قریب پہنچ گئے۔ کیا بات ہے؟ کہنے لگی "یارسول اللہ" اس نے مجھے شکار کیا ہے اور

پکڑا ہے یہاں مجھے باندھ دیا ہے اور سو گیا ہے اور میرے اس پہاڑ میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور وہ اس وقت بھوکے ہیں میں یہ نہیں کہتی کہ آپ ﷺ مجھے بالکل چھوڑ دیں کیوں کہ آپ ﷺ یوں فرمائیں گے کہ ملک تو ہے اسکی اور تجھے میں کیسے چھوڑ دوں۔ میری تو اتنی معروض ہے اتنی درخواست ہے کہ مجھے اتنی دیر کے لئے کھول دیں کہ اپنے بچوں کو دودھ پلاکر واپس آجاؤں۔ پھر آپ ﷺ مجھے باندھ دیں۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اب آپ ﷺ نے سوال کیا۔ اگر میں نے تجھے کھول دیا اور تو چل گئی اور واپس نہ آئی تو میں تیرے مالک کو کیا جواب دوں گا؟ ملک تو تو اسکی ہے۔ تو اس نے کہا ''یا رسول اللہ'' اگر میں نہ آؤں، واپس نہ آؤں تو اللہ قیامت میں مجھے وہ عذاب دے جو عشار کو دے گا۔ عشار کون ہیں؟ جو حکومت اسلامی کی طرف سے، مسلمانوں کی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر کئے جاتے ہیں ان کا نام عشار ہے۔ کیوں کہ حکومت کو حق ہے کہ جو مال ظاہر ہے اسکی زکواۃ وصول کرے اور حضور پاک ﷺ بھی وصول کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وصول کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وصول کرتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی۔ سارے خلفاء راشدین وصول کرتے تھے۔ تو ظاہری مال جو ہیں مسلمانوں کے ان کی زکوۃ حکومت وصول کرے۔ کھیتوں کی، باغوں کی، بکریوں کی ، گائیں کی، اونٹوں کی، بھینسوں کی ان کی زکواۃ حکومت وصول کرے۔ جو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں ان کا نام رکھا ہے ''عشار'' یعنی عشر وصول کرنے والے۔ تو انہیں عذاب کیوں دے گا اللہ تعالیٰ؟ یوں کہیں کہ یہ اگر زکواۃ وصول کرنے میں کسی پر ظلم کریں گے تو اللہ ان کو عذاب دیگا۔ یا رشوت لے کر زکواۃ جتنی بنتی ہے اس سے کم لیں گے

تو اللہ عذاب دے گا۔ یا جتنی بنتی ہے اس سے زیادہ وصول کریں گے تو اللہ عذاب دیگا۔ یہ ہے وہ عذاب۔ یوں کہیں ان کو اللہ بہت سخت عذاب دے گا۔ تو حضور پاک ﷺ نے جب یہ بات اس ہرنی سے سنی آپ ﷺ نے اس کی گردن سے رسی نکال دی۔ کہ جا اور وہ گئی اور جاکر اپنے بچوں کو دودھ پلادیا۔ اور دودھ پلاکر واپس آگئی۔ جب وہ واپس آگئی تو آپ ﷺ اس کو باندھ رہے تھے کہ اس کے مالک کی آنکھ کھل گئی اور وہ جاگ گیا۔ اور وہ تھے صحابی رسول، انہوں نے سمجھا کہ یہ حضور ﷺ کو پسند آرہی ہے۔ کہنے لگے ''یا رسول اللہ ''اگر یہ آپ کو پسند ہو تو میں آپ ﷺ کو ہبہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ کو ھدیہ کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' مجھے پسند ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو دیدی آپ ﷺ کی ملک ہوگئی۔ اب آپ ﷺ نے اس ہرنی سے کہا اور گردن سے رسی نکالی جا تو اپنے بچوں میں دودھ پلا اور اپنے بچوں میں زندگی بسر کر تیری سچائی نے تجھ کو نجات دی۔ البدایہ ونہایہ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

تو میرے دوستو بزرگو! آج کا مسلمان۔ آج یہ یقین نہیں رہا کہ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ بلکہ الٹا یقین ہوگیا۔ ارے نہیں جھوٹ بول کر بچ جائیں گے اور سچ بولیں گے تو مر جائیں گے اور پھنس جائیں گے۔ سچ بولیں تو پھنس جائیں، جھوٹ بولیں گے تو بچ جائیں گے۔ جھوٹ بول کر میں زیادہ کمالوں گا اور سچ بول کر بہت تھوڑا نفع ملے گا۔ یعنی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر ایمان بھی نہ رہا، یقین نہ رہا، الٹا ہوگیا۔ ارے اگر ہم غیروں کے طریقوں پر چلیں گے تو ہماری عزت ہوگی، راحتیں ہوں گی، کوٹھیاں بنیں گی، شادیاں ہوں گی، بچے بھی خوب مزے سے پلیں گے اور اگر ہم نبی

ﷺ کے طریقوں پر چلیں گے تو بھئی جھونپڑی بھی مشکل سے بنے گی اور نہ عزت رہے گی نہ راحت رہے گی۔ آج یہ ایمان بن گیا ہے ہمارا، مسلمانوں کا۔ لو بھئی اب نماز میں کیا جان رہی اور روزہ میں کیا جان رہی جب یقین ہی بدل گیا جب ایمان ہی بگڑ گیا۔ جب دل ہی بگڑ گیا۔ اب بگڑے ہوئے دل سے دُعا مانگیں تو اس میں جان کہاں؟ دوسرے کیا کیا ہم نے، ہم مسلمانوں نے کیا کیا؟ یوں کہیں دین کو تو رکھو نیچے اور دنیا کو رکھو اوپر تب چل سکو گے۔ (ہاں) جب دکان سے فرصت ملے تو پڑھیو نماز چاہے گھر میں پڑھ لو چاہے مسجد میں جا کر پڑھ لو۔ اور جلدی جلدی پڑھ کر آنا اگر دکان ہے اور گاہک کھڑے ہوئے ہیں کیوں کہ کامیابی دکان میں ہے مسجد میں نہیں ہے۔ یہ موذن بیکار چیخ رہا ہے "**حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ**" کہ آؤ نماز کی طرف۔ کامیابی لینے کے لئے آؤ۔ یوں کہیں یہ غلط کہہ رہا ہے۔ ارے کامیابی تو کارخانوں میں ہے۔ وہاں کی محنت سے کامیابی ملے گی۔ دکانوں میں ہے، زمینداری میں ہے، دفتروں میں ہے۔ لہٰذا کامیابی یہاں ہے۔ اگر یقینی کامیابی چاہئے ہو تو یہاں زیادہ وقت لگاؤ یہاں شوق سے بیٹھو اور دل دماغ سے کام کرو یہاں۔ اور نماز تو بغیر دل و دماغ کے بھاگتے دوڑتے چاہے جس طرح پڑھ کر چلے آنا۔ وہاں کوئی کامیابی تھوڑی ہے۔ جتنی دیر وہاں نماز میں لگے گی حرج ہی ہوگا کاروبار کا۔ یعنی نماز سے حرج سمجھتے ہیں اپنے کاروبار کا۔ اور کاروبار کو حرج نہیں سمجھتے نماز کے لئے۔ دین کو حرج سمجھتے ہیں دنیا کے لئے اور دنیا کو حرج نہیں سمجھتے دین کیلئے یہ ایمان بن گیا۔ اور اس پر انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ کی مدد آئے گی۔ ارے باطل تو اپنے اندر آ گیا۔ جو باطل کافر کے اندر تھا وہ باطل ہمارے اندر آ گیا۔ وہ جھوٹ کا باطل، وہ خیانت کا

باطل، وہ ظلم کا باطل، وہ بے حیائی کا باطل، وہ بخل کا باطل، وہ سود کا باطل، وہ رشوت کا باطل سارا ہمارے اندر آ گیا۔

بڑا باطل چھوٹے باطل پر غالب آ جاتا ہے

اور باطل جب باطل سے ٹکرائے گا تو بھائی جو باطل زیادہ ہوگا وہ غالب آ جائیگا۔ یوں کہیں کہ ایک آدمی بازار کو گیا اور بازار میں کسی دکان پر یہ سنا کہ پیسہ پیسہ کو کھینچتا ہے۔ اس نے کہا اچھا پیسہ پیسہ کو کھینچتا ہے تو وہ پیسہ لے کر بازار میں چلا تو وہاں ڈھیر لگا ہوا تھا روپوں کا۔ اور اس زمانے میں چاندی کے روپے تھے۔ اور تانبہ کے پیسے تھے تو وہ ڈھیر لگا ہوا روپوں کا اور اشرفیوں کا تو اس نے اپنا روپیہ اور یا اپنا پیسہ اس ڈھیر میں پھینکا کہ یہ کھینچ کر لائیگا۔ اور پھینک کر کے انتظار کرتا رہا کہ کب کھینچ کر کے لائے۔ تو اس دکاندار نے دیکھا کہ یہ کیوں کھڑا ہے، بہت دیر سے، اس نے بلایا اس نے کہا کیا بات ہے کیوں کھڑا ہے کیا دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میں یہ سن کر آیا تھا کہ پیسہ پیسہ کو کھینچتا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا پیسہ آپ کے روپوں میں پھینکا ہے اور انتظار میں ہوں کہ کھینچ کر لائے۔ اس نے کہا کہ بات کہنے والے نے تو صحیح کہی مگر زیادہ جو ہے وہ تھوڑے کو کھینچتا ہے تیرا ایک پیسہ تھا میرا ڈھیر تھا میرے ڈھیر نے تیرے پیسے کو کھینچ لیا۔ تو یوں کہیں کہ جب باطل باطل سے ٹکراتا ہے جو باطل بڑا ہوتا ہے وہ چھوٹے باطل کو ختم کر دیتا ہے۔

مسلمانوں کے پاس چھوٹا باطل ہے ان کے عقیدے باطل ہو گئے، ان کے اخلاق باطل ہو گئے، ان کی عادتیں باطل ہو گئیں، ان کے اعمال باطل ہو گئے، ان کے یقین باطل ہو گئے۔ لہٰذا باطل والوں سے جب ٹکرائیں گے تو بڑا باطل جو ہے چھوٹے باطلوں کو ختم

کردے گا۔ اور یہی ہوگا دجال کے زمانے میں قصہ پڑھ لو جا کر دجال کا۔ وہ مسلمان جن کا ایمان کمزور ہے وہ سب دجال کو خدا مان لیں گے کیوں کہ ان مسلمانوں میں تھوڑا باطل ہے اور اس کے پاس بڑا باطل ہے۔ وہ بڑے باطل والا چھا جائے گا۔

خالص ایمان والے دجال کے باطل سے بچیں گے

خالص ایمان والے بچیں گے پکے ایمان والے بچیں گے اس کے باطل سے۔ اور کچے ایمان والے، کمزور ایمان والے اس کے باطل میں پھنس جائیں گے۔

یاجوج ماجوج کا باطل دجال کے باطل سے بڑا ہوگا

یوں کہیں یاجوج ماجوج جب نکلیں گے وہ ایسا باطل ہوگا کہ ان کا مقابلہ نہ تو ایمان والے کر سکیں گے اور نہ دوسرے باطل والے کر سکیں گے۔ کیوں کہ یاجوج ماجوج پر نہ تو ایٹم بم کام کرے گا، نہ مشین گنیں، نہ بندوقیں۔ کوئی چیز نہ گیس کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے اس کو مارنے کے لئے ایجاد ہی نہیں کی۔ اللہ نے انسانوں سے کوئی ایسی چیز ایجاد ہی نہیں کروائی جو یاجوج ماجوج کو مار دے۔ تو کیا حکم دیں گے اللہ تعالیٰ! جب یہ دیکھیں گے کہ ہم نے کوئی چیز ایسی ایجاد نہیں کرائی اور مومنوں کو بھی ایسی طاقت نہیں دی کہ جس کی وجہ سے ان کا مقابلہ کر لیں۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام جو اترے ہوئے ہوں گے ان سے فرمائیں گے کہ میرے مومنین بندوں کو لے کر طور پر چلے جاؤ۔ طور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا وہاں چلے جاؤ۔ کیوں کہ میں اب ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں جس کا کوئی مقابلہ انسان نہیں کر سکتے۔ نہ ایمان والے نہ غیر ایمان والے ایسی قوم کا نکال رہا ہوں۔ "یاجوج ماجوج" کو۔

تسبیح وتہلیل وتکبیر سے ایمان والوں کا پیٹ بھرے گا

تو عیسیٰ علیہ السلام ایمان والوں کو لے کر طور پر چلے جائیں گے۔ جب یہ حدیث بیان فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہ کو ایک مسئلہ پوچھنا پڑ گیا۔ کہنے لگے یا رسول اللہ۔ ہم نے تو یوں سنا ہے کہ طور پر تو گھاس بھی نہیں اگتی پھل دار درخت تو کیا اگیں گے وہاں تو کھیتی بھی نہیں، گھاس بھی نہیں وہ تو جلا ہوا پہاڑ ہے جو تجلی سے جلا۔ اس پر ایمان والے انسان بغیر کھاوے پیئے کیسے زندہ رہیں گے یہ مسئلہ آ گیا۔ تو یوں کہیں یہ جو انسانوں کا ایمان ہے کہ بغیر کھائے پیئے زندہ نہیں رہ سکتے یہ ایمان ہی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بغیر کھلائے پلائے بھی زندہ رکھ سکتا ہے تو فرمایا حضور ﷺ نے "وہاں پر اللہ تعالیٰ تسبیح وتہلیل اور تکبیر سے ان کا پیٹ بھر دیں گے۔ جہاں پڑھا سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور بس روٹی کا کام دے گا۔ اور پانی کا کام دے گا۔ جو فرشتوں کو بغیر کھلائے پلائے تسبیح سے زندہ رکھ رہا ہے وہ انسانوں کو نہیں رکھ سکتا؟ اور بھئی جنت میں تو چاہے ہزاروں، لاکھوں برس نہ کھائیو تو بھی جناب طاقت میں فرق نہیں آئے گا۔ اور چاہے لاکھوں برس کھاتے رہو تو بھی پیٹ جواب نہیں دے گا۔ اور پیٹ میں بوجھ نہیں آئے گا۔ ہاں جتنا کھایا ہے ہوا بن کر ایک ڈکار لے گا ہوا بن کر اڑ جائے گا۔ نہ پیشاب نہ پاخانہ اور جو نہ کھائے ہزاروں لاکھوں برس تو اسکی طاقت میں کوئی زوال نہیں آئے گا۔ یوں کہیں "اللہ تعالیٰ" تو قدرت والا ہے۔ وہ محتاج نہیں ہے "اسباب کا" تو یوں فرمایا کہ وہاں پر تسبیح وتہلیل وتکبیر سے انسانوں کے پیٹ بھر ائیں گے۔

چنانچہ جب عیسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر وہاں پر پہنچ جائیں گے اور یاجوج ماجوج

فساد پھیلاتے ہوئے، اور سب چیزوں کو کھاتے ہوئے پہنچیں گے۔ جیسے رات سنا ہو گا آپ نے کل قصہ مولانا محمد عمر صاحب سے۔ وہ تیر بھی برسائیں گے آسمانوں کی طرف اور کہیں گے کہ زمین والوں کو بھی مار دیا اور آسمان والوں کو بھی مار دیا ہم نے جب خون میں بھرے ہوئے تیر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ امتحان لیں گے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ماریں گے ان کو۔ دنیا کی طاقتوں کو فیل کر دیں گے ان کے مقابلہ میں اب اپنی قدرت سے ان کی گردنوں میں ایک پھنسی نکالیں گے سب کی گردنوں میں اور وہ ایک آن میں ایک گھڑی میں سارے کے سارے مر جائیں گے۔ اپنی قدرت سے ماریں گے، "اللہ"

حق دعوت سے غالب آتا ہے

تو خیر میں بات کہہ رہا تھا میرے دوستو دیکھو حق جو غالب آتا ہے وہ دعوت سے آتا ہے۔ اعمال سے نہیں آتا۔ اعمال کتنے ہی تم کرتے رہو اعمال کو تو شیطان نکال دیتا ہے اعمال سے اور اعمال کی طاقتوں کو گھٹا دیتا ہے۔ جیسے آج ہم مسلمانوں نے اعمال کی قوتوں کو گھٹا دیا کہ ہمارے اسلام کو اور ہمارے دین کو ہم نے ہی دنیا اوپر کر دی اور دین کو نیچے کر دیا آج ہمارا دین نیچے ہم ہی نے کیا۔ اپنے گھروں میں اپنے کاروبار میں انہوں نے کیا جو نمازی ہیں جو خوب روزہ دار ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں جو حج کرتے ہیں۔ انہوں نے دین کو نیچے کر دیا۔ ہاں ان میں تو دین ہے ہی نہیں جو یہ کام نہیں کرتے دین تو ان ہی میں ہے جو یہ کام کرتے ہیں روزہ نماز حج زکوۃ۔ مگر انہوں نے بھی اپنے دین کو دنیا کے نیچے کر رکھا ہے کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ جب دنیا سے فرصت ملے گی تب کریں گے۔ تب دین کا کام کریں گے۔ قرآن جب پڑھیں گے جب دکان سے فراغت ہو جائے گی۔ اللہ

تعالیٰ کا ذکر جب کریں گے جب کاروبار سے فراغت ہو جائے گی۔ ورنہ کہاں ہمیں فرصت ذکر کرنے کی اور قرآن پڑھنے کی۔ ارے بھائی نماز بھی چاہے بے وقت پڑھنی پڑے اور چاہے دو نمازیں جمع کرنی پڑ جائیں۔ میاں جب کاروبار سے فرصت مل جائے پڑھ لیں گے جب بچوں کی شادیوں سے سب چیزوں سے نمٹ جائیں گے حج کر لیں گے۔

آج دین والوں کا دین بھی نیچے اور دنیا اوپر ہے

تو دین والوں کا دین بھی نیچے ہے اور ان کی دنیا اوپر ہے۔ نماز پڑھانے کو کہو کہ جنت ملے گی تو کہتے ہیں کہ جنت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو میں یوں کہوں کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو پیسے دے اگر نماز پڑھوانی ہے۔ تو نماز نیچے ہو گئی دنیا اوپر ہو گئی ہر چیز میں دنیا اوپر ہے دین نیچے ہے۔ اسلئے کسی کے دین میں طاقت نہ رہی اور دین یوں کہے کہ میرے اندر تو طاقت تو ہے نہیں اب بتاؤ تمہاری مدد کیسے کروں؟

ایک واقعہ نقل کیا کتابوں میں کہ ایک آدمی شرابی تھا کبابی تھا اس کی ایک لڑکی تھی اس سے اس کو بہت محبت تھی بہت محبوب تھی۔ وہ لڑکی بچپن ہی میں بالغ ہونے سے پہلے ہی آٹھ دس سال کی عمر میں اسکا انتقال ہو گیا اور کوئی اولاد ہے نہیں۔ یہ اسکے غم میں راتوں کو روتا پریشان ہوتا۔ تو ایک دن اس کو خواب آیا، کیا خواب آیا؟ کہ میں چل رہا ہوں اور میرے پیچھے ایک اژدھا وہ بھاگ رہا ہے۔ مجھے کھا جانا چاہتا ہے وہ اژدھا وہ سانپ، راستہ میں ایک بوڑھا آدمی ملا میں نے کہا ارے بھائی میری مدد کر اور تو اس اژدھے اور سانپ سے مجھے بچا کسی طرح سے، اس نے کہا بھائی میں تو بہت کمزور ہوں۔ میرے اندر طاقت نہیں کہ اس سانپ کا مقابلہ کروں۔ لہٰذا سامنے جو پہاڑ ہے وہاں چلا جا۔ شاید وہاں تیری

کوئی امانت ہو اور وہ تیرے کام آ جائے آج ۔ یوں کہیں وہ پہاڑ پر چڑھا اور پیچھے پیچھے سانپ بھی چڑھا۔ وہ اژدھا بھی، اور وہاں پہاڑ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے مکان ہیں ان میں سے کچھ بچے نکلے نابالغ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی۔ اور انہوں نے شور مچایا، ارے اس کی کوئی امانت ہے، آج اس کے پیچھے یہ اژدھا اسے کھانا چاہتا ہے، یوں کہیں وہ بھاگ رہا ہے اور اژدھا اس کے پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان بچوں کے شور کو سن کر اسکی وہ لڑکی جو مر چکی تھی بچپن میں وہ ایک مکان سے نکلی، اور اس نے جو دیکھا اپنے والد کو اور اس کے پیچھے اژدھا کو تو وہ آئی اور والد کی گردن میں اپنی باہیں ڈالیں اور بایاں ہاتھ جب اس اژدھے کی طرف کیا تو وہ اژدھا بھاگ گیا اور ختم ہو گیا چلا گیا۔ اب ابا جان کے دم میں دم آیا سانس پھول رہا تھا، تھکا ہوا تھا، خوف تھا، خوف کچھ دور ہوا۔ ہراس دور ہوا، جان میں جان آئی پوچھا اے بچی یہ اژدھا کیا ہے اس نے کہا یہ آپ کے بُرے اعمال ہیں یہ جو غلط اعمال آپ کر رہے تھے ناجائز چیزیں کر رہے تھے گناہ کر رہے تھے یہ وہ گناہ ہیں، اس نے پوچھا وہ راستہ میں مجھے جو بوڑھا آدمی ملا تھا وہ کیا تھا جس نے میری مدد نہیں کی جب میں نے مدد چاہی ۔ اس نے کہا وہ آپ کے نیک اعمال اتنے کمزور تھے کہ وہ ان برے اعمال کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے ۔ نیک اعمال آپ کے کمزور اور برے اعمال آپ کے قوی ۔ اب وہ کیسے مقابلہ کریں ان کا۔ قبر کے اندر بھی اگر اعمال کمزور ہیں تو وہاں کے سانپ بچھو اور فرشتوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے ۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد جب صبح کو آنکھ کھلی بس ایک ہی دفعہ سچی توبہ کر لی اور توبۃ النصوح کر لیا اپنے برے

اعمال سے اور صحیح انسان بن گیا اور صحیح مومن بن گیا۔

اللہ چاہتے ہیں دین اوپر آ جائے اور دنیا اس کے تابع ہو جائے

تو میں عرض کر رہا تھا میرے دوستو! آج ہمارا دین جو ہے، ہم نے جس کو دین سمجھ رکھا ہے نماز، روزہ، حج، زکواۃ اور ہمارا اللہ کا ذکر اور کہیں علم اور کہیں دعوت کہیں تبلیغ اور کہیں کچھ سب کو آج ہم نے اپنی دنیا کے نیچے کر رکھا ہے تبلیغ والوں نے بھی تبلیغ کو بھی نیچے کر رکھا ہے۔ ہاں، یوں کہیں کہ چار مہینہ کے بعد دوں گا سال، کیوں بھئی چار مہینے کے بعد کیوں دے گا، یوں کہے کہ میری دنیا غالب ہے۔ دین کو پیچھے ہٹا سکتا ہوں دنیا کو نہیں ہٹا سکتا۔ میں اپنی دنیا کو نہیں ہٹا سکتا۔ دین کو ہٹا سکتا ہوں ۔ میں سال میں ایک ہی چلہ دوں گا۔ بھئی ایک چلہ سال میں کیوں دے گا؟ کہے کہ دنیا غالب ہے، گیارہ مہینے تو میں دنیا کو دوں گا اور ایک مہینہ آپ کو دے دوں گا، یوں کہیں اس سے کام چل جائے گا، اللہ کی مدد آ جائے گی، ہاں اللہ تعالیٰ ہماری کمزوری کو دیکھ کر تھوڑی سی رحمت کی بارش کر دیں گے کہ چلو اتنا تو چلا۔ لیکن لانا یہاں تک چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کہ تیری دنیا نیچے آ جائے اور ہمارا دین تیرے اوپر آ جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دین مقدم تھا اور دنیا ان کے تابع تھی

حضور پاک ﷺ کے سامنے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ترتیب آتی تھی کہ کس طرف بھیجنا ہے تو ایک دن کی بھی اجازت نہیں مانگی، یہ نہیں کہا یا رسول اللہ ایک دن کی چھٹی دیدیجئے، میں اپنے کاروبار کا اور اپنے بیوی بچوں کا ذرا انتظام کر لوں اور پھر ایک دن کے بعد نکل جاؤں گا یہ نہیں کہا۔ بلکہ جس وقت حکم ملتا ہے اسی وقت صحابی رضی اللہ عنہ چلتا ہے اور

یہ کہتا ہے کہ جس کے کام کے لئے جارہا ہوں وہی میری دنیا کی حفاظت کرے گا۔ہمیں تو یقین ہی نہیں آتا کہ جب ہم اللہ کے کام کے لئے جائیں گے اللہ ہمارے کاروبار کی ،بیوی بچوں کی اور ہماری چیزوں کی حفاظت کرے گا۔ہمیں کوئی یقین ہے؟یقین ہی مٹا ہوا ہے ابھی تو۔حالانکہ یوں کہیں یہ دعا پڑھتے ہوئے جاؤ۔کیا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ. اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا اے اللہ تو سفر میں بھی ہمارا ساتھی ہوجا اور میرے اہل عیال پر بھی تو نگران ہوجا۔یوں کہیں یقین کے ساتھ پڑھو کہ جب میں اللہ کی راہ میں جارہا ہوں اللہ میرے کاروبار کو،میرے بیوی بچوں کو ضائع نہیں کریں گے۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام والا ایمان سکھایا

جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگیا بیوی بچے کو لق ودق میدان میں جہاں نہ پانی ہے نہ دانہ ہے نہ کھانا ہے نہ مکان ہے نہ حفاظت کا سامان ہے وہاں چھوڑ کر کے آؤ تو کیا حضرت ابراہیم ۔نے کوئی پس وپیش کیا؟ کہ اللہ وہاں کھانے کو کیا ملے گا۔میرے بیوی بچے کیسے پلیں گے۔نہیں!یقین بنا ہوا تھا ایمان بنا ہوا تھا کہ جو حکم دے رہا ہے وہ پالے گا۔تو آج ہمیں بھی ایمان بنانا ہے اللہ کی راہ میں نکل نکل کر یہ ایمان بنانا ہے۔حضور ﷺ نے سب سے پہلے ایمان سکھایا،کیا مرد کیا عورتیں کیا بچے سب کو ایمان سکھلایا جارہا تھا اور سب سیکھنے میں لگے ہوئے تھے۔

بچوں کو بھی ایمان سکھلایا گیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بچے تھے حضور ﷺ نے اس بچے کو ایمان

سکھلایا، فرمایا یَا غُلَامُ ! اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ تو اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے کھڑا ہوجا۔اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ تو جب اللہ کے دین کو لے کر کھڑا ہوگا اور اللہ کے دین کی حفاظت کرے گا اور اللہ کے دین کو پھیلائے گا تو اللہ کو ہر وقت اپنے سامنے پائے گا۔پھر فرمایا اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ. وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ پھر تجھے کوئی چیز کوئی بات مانگنی ہوگی اللہ سے مانگنا۔اللہ تیرے سامنے ہیں تجھے دیں گے اور جب تیرے اوپر کوئی مصیبت آئے مدد اللہ کی مانگ لینا مدد آجائے گی۔آج نہیں آتی ان چیزوں پر۔اس پر آئیگی جو اللہ کے دین کی حفاظت کرے گا پھر ایمان سکھایا وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ کہ دیکھو اپنا ایمان بنالے،یقین بنالے یہاں واعلم کے معنی یقین کے ہیں۔یہ یقین بنالے کہ اگر ساری دنیا مل کر ساری دنیا کے بادشاہ ،ساری دنیا کے وزراء،ساری دنیا کے مالدار،ساری دنیا کی قوت والے، طاقت والے،اسباب والے فوجیں تجھے نفع پہنچانا چاہیں ایک ذرہ سا تجھے نفع نہیں پہنچا سکتیں کیوں کہ نفع مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے۔خالق کے ہاتھ میں ہے۔یہ ایمان بنایا،تجھے وہ نفع پہنچے گا جو اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا۔ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ. اور اپنا یہ ایمان بنالے کہ اگر سارے بادشاہ ساری طاقتیں ساری فوجیں مع ایٹم بموں کے۔مع اپنے مشین گنوں کے ہاں مع اپنے ایٹم بموں کے مع اپنے مشین گنوں کے مع اپنے طاقتوں کے تجھے نقصان پہنچانا چاہیں نہیں پہنچا سکتے۔ان کے ہاتھ میں نقصان ہے ہی نہیں۔اور نفع ہے ہی نہیں۔نقصان وہ پہنچے

گا جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا۔ **رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ۔** قلم اُٹھا لئے گئے۔ صحیفے خشک ہو گئے۔ جو مقدر میں لکھنا تھا وہ لکھا جا چکا۔ وہ بدل نہیں سکتا۔

اللہ کی راہ میں نکل کر ایمان بنائیں اور ھدایت لیں

تو میرے دوستو بزرگو! اللہ کی راہ میں نکل کر ہم اپنے ایمان کو بنائیں۔ ہم ہدایت لیں، ہدایت پہلے ضروری ہے، کھانا پینا بعد میں، ہدایت پہلے ضروری ہے، کمانا بعد میں، ہدایت پہلے ضروری بچے پالنا بعد میں، اور شادیاں کرنا بعد میں۔ ''ہدایت پہلے ضروری ہے'' کیونکہ اگر بغیر ہدایت کے ان سارے کاموں کو کریگا تو کافروں کے طریقہ پر کریگا۔ ظالموں کے طریقہ پر کرے گا۔ شیطان کے طریقوں پر کریگا اور جب ہدایت لیکر کریگا تو انبیاء کے طریقہ پر کرے گا اور حضور پاک ﷺ کے طریقہ پر کریگا اور صحابہؓ کے طریقوں پر کریگا۔ اولیاء اللہ کے طریقوں پر کریگا۔

ھدایت آئیگی تو دل کا رُخ دنیا سے آخرت کی طرف پھر جائیگا

یہ یاد رکھو کہ جب ہدایت آئیگی تو دل کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف بدل جائیگا۔ اب کیونکہ ہدایت کم ہے اور کمزور ہے اس لئے ہمارے دل کا ایک ذرہ تو ہے آخرت کی طرف اور باقی دل ہے دنیا کی طرف۔ جیسا کوئی خطرہ سامنے ہو۔ یوں کہیں سامنے کوئی کتا ہے اور آدمی ڈر رہا ہے ذرا اور آنکھوں کی کنکھیوں سے تو وہ دیکھتا ہے اسے لیکن دیکھتا ہے اپنے راستہ کو کہ جلدی نکلوں تو اسی طرح آخرت کی طرف کنکھیوں سے تھوڑا سا دیکھتے ہیں، ارے نماز ارے تھوڑا سا روزہ تھوڑی سی زکوٰۃ تھوڑا سا حج تھوڑا سا یہ کام اور قرآن اور تھوڑا

سا ذکر لیکن دنیا کی طرف پورے طور سے، ارے دیکھ قرآن پڑھنے سے میری دنیا تو نہیں گھٹی، دوکان میں تو نقصان نہیں آیا۔ ارے اللہ کا ذکر کرنے سے میرا بیوی بچوں میں نقصان تو نہیں آیا۔ کاروبار میں تو نقصان نہیں آیا اور دین کیلئے نکلنے سے اور دعوت دینے سے نمازیں پڑھنے سے میرا کاروبار اور دنیا تو نہیں گھٹی۔ دل ہے سارا دنیا کی طرف اور دل کا ایک ذرا سا ذرہ ہے آخرت کی طرف اور دین کی طرف اور اللہ کی طرف جس کی وجہ سے آج مسلمان کہلاتے ہیں۔

اللہ کے راستہ میں نکل کر دل کو دنیا سے آخرت کی طرف پھیرنا ہے

تو یوں کہیں کہ اللہ کی راہ میں نکل کر پورے دل کو دنیا سے آخرت کی طرف پھیرنا ہے۔ مخلوق سے خالق کی طرف بدلنا ہے۔ یہ جو مخلوق کو دیکھ کر چل رہے ہیں یوں کہیں سب جاہل ہیں۔ سب پر نشہ ہے اور یہ سب حیوان ہیں۔ اور حیوانوں سے زیادہ بدتر ہیں۔ گمراہ ہیں **اِنْهُمْ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔** یوں کہیں یہ جو باطل والے ہیں یہ تو چوپاؤں کی طرح جانوروں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ ان سے زیادہ گمراہ کیسے؟

جو مشاھدہ پر چلتے ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں

چوپاؤں کی طرح کیسے؟ یوں کہیں، چوپائے مشاہدہ پر چلا کرتے ہیں۔ یہ جانور جو ہیں آنکھوں دیکھی پر چلتے ہیں۔ کہ اگر کتے کو گوشت کی ہڈی دکھلائی تو آگے آئیگا۔ اگر اس کو پتھر دکھلائیں تو بھاگے گا۔ کیونکہ آنکھوں دیکھی پر یہ چل رہا ہے، نتیجہ نہیں جانتا کہ یہ جو گوشت کی ہڈی دکھلائی ہے یہ مجھے قریب لا کر مارنے کو دکھلائی ہے یا پالنے کو دکھلائی ہے۔ یہ

نہیں جانتا وہ۔ بقر عید کا دن ہے اور بکرے کو ذبح کرنا ہے اور وہ بھاگ گیا ہاتھ سے چھوٹ کر۔ گھاس دکھلائی اور اب وہ آ گیا اور اگر لاٹھی دکھلاتے تو پھر بھاگتا۔ وہ آگے آیا گھاس دیکھ کر تو وہ یہ نہیں جانتا کہ مجھے کو گھاس دکھلائی ذبح کرنے کو یا پالنے کو۔ وہ نتیجہ نہیں جانتا۔ تو اسی طرح کہیں جو دنیا کو دیکھ کر چلتے ہیں وہ نتیجہ نہیں جانتے اور جو نتیجہ نہیں جانتا وہ حیوان ہے۔ جو آنکھوں دیکھی پر چل رہا ہے وہ نتیجہ جانتا نہیں۔ جو کوٹھیاں بنا رہے ہیں سود سے رشوت سے جھوٹ سے دھوکہ سے۔ اور بڑی بڑی بلڈنگیں اور بڑے بڑے کارخانے اور بڑی بڑی مصانع (صنعتیں) اور بڑی بڑی چیزیں بنا رہے ہیں یہ نتیجہ نہیں جانتے، جانوروں کی طرح ہیں، کیونکہ جانوروں کے پیچھے لگ گئے، ان ہی باطل والوں کے پیچھے لگ گئے اور خود بھی باطل کی طرف آ گئے۔ اور یہ بھی مشاہدہ پر چلنے لگے، یہ خبر ارے جو اسپین میں کوٹھیاں بنائی تھیں وہ کہاں گئیں ان کی کوٹھیاں کہاں گئیں؟ ان کی مسجدیں کہاں گئیں؟ ان کے مدرسے کہاں گئے؟ اس کو دیکھ کر نتیجہ نہیں حاصل کیا، ارے وہ سمرقند اور بخارا میں اور تاشقند میں جو مدرسے چل رہے تھے۔ مسجدیں چل رہی تھیں اور جو ان کی کوٹھیاں بن رہی تھیں۔ ان کے نقشے بن رہے تھے وہ کہاں گئے؟ کس طرح مارے گئے کس طرح نکلے؟ نتیجہ نہیں جانتے اور کوٹھیاں بناؤ اور خوب عیش و آرام کے نقشے بناؤ۔ خدا کی سنت کو نہیں جانتے۔ اس کے نظام کو نہیں جانتے۔ ساری دنیا کے حالات کو تم دیکھ لو۔ میں کیا تفصیل کروں۔ ساری دنیا میں آج مسلمان مشاہدہ والوں کو سامنے رکھ کر چل رہے ہیں، ان کافروں کو کہ جیسے یہ کر رہے ہیں ہم بھی ایسا کریں۔ جیسے یہ عزت لے رہیں ہیں ہم بھی اسی طرح عزت لیں، جیسے یہ راحتیں حاصل کر رہے ہیں ہم بھی اسی طرح راحتوں کے نقشہ بنائیں۔ اس لئے اللہ

تعالیٰ کا نظام ان مسلمانوں کے بھی خلاف ہو گیا۔ یاد رکھو اللہ کا نظام ان کے (مسلمانوں) خلاف پہلے ہوگا اُن کیلئے بعد میں۔ پرسوں مولانا محمد عمر صاحب نے اس کی تفصیل سنائی تھی اگر یاد ہو۔ وقت نہیں اس کی تفصیل کا۔

اللہ کے راستہ میں نکل کر پہلے ہدایت لو

تو اس کے لئے کہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں نکل کر ہدایت لو پہلے۔ اور ہر ایک کو نکالو تا کہ اس کو ہدایت ملے، حضور پاک ﷺ نے ہر ایک کو نکالا۔ نہ غریب کو چھوڑا نہ امیر کو چھوڑا، نہ غریب، نہ مالدار کو چھوڑا، نہ بھوکے کو چھوڑا، نہ پیٹ بھرے کو چھوڑا ہر ایک کو نکالا۔ جو اس کے پاس گھر ہے یا نہیں ہے، جو اس کے بیوی بچے پانچ ہیں دس ہیں کتنے ہی ہیں مگر اس کو اللہ کے راستہ میں نکالا۔ اور مکہ مکرمہ کے گھر چھٹوا دیئے۔ تجارتیں چھٹوا دیں۔ اور بیت اللہ چھٹوایا۔ اور اللہ کی راہ میں نکالا۔ کہ انہیں داعی بنانا ہے۔ اور ان کو ایسا داعی بنانا ہے کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد آئیگی، اور نصرت آئیگی، جیسے انبیاء کی نصرت آئی تھی۔ ایسی ہی طرح ان کی مدد آئیگی ایسا داعی بنانا ہے ان کو۔

حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یقین بنایا اور توکل سکھایا

بدر میں لیجا کر یقین بنایا۔ توکل بنایا۔ خندق میں لیجا کر ان کا یقین اور توکل بنایا۔ احد میں بنایا خیبر میں بنایا حنین میں بنایا تبوک میں بنایا۔ یہ ساری تربیت تھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی۔ ان کا ایمان و یقین بنانے کی، ان کے دلوں کو دنیا سے نکال دیا اور آخرت سے لگا دیا، مخلوق سے ہٹا دیا اپنے سے لگا دیا۔ تو ہمارے لئے بھی دعوت جو ہے میرے دوستو! ہمارے دلوں سے دنیا کو نکالے گی، دنیا کا یقین نکالے گی، دنیا والوں کا یقین نکالے گی، مال

سے کام بننے کا یقین نکال دے گی، اعمال نبی ﷺ سے کام بننے کا یقین ڈالدے گی، لے آئیگی، جب میں حضور پاک ﷺ والے طریقہ اختیار کرونگا اللہ بہترین طریقے سے میرے کام بنائے گا۔ مال میرا کام نہیں بنائیگا۔ مال والے میرا کام نہیں بنائینگے، حکومتیں میرا کام نہیں بنائینگی اللہ میرا کام بنائیگا۔

ضابطہ نبی پاک ﷺ کے طریقے ہیں

اور کام بنانے کا ان کا جو ضابطہ ہے وہ سرکار دو جہاں سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ کے طریقے ہیں، ان کو طریقے دیکر کے بھیجا ہے، اور یہ بتلا دیا ہے کہ جو ان طریقوں پر چلے گا، میرے حبیب پاک ﷺ کے ہم اس کا کام بنا دیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مگر ان طریقوں کو لیکر چلنا قربانی چاہیگا، یوں نہیں پہلے ہم قربانی لینگے، وہ طریقے بڑے قیمتی ہیں بھئی ایک موتی جو سمندر کی گہرائی میں ہے اس کو نکالنے کیلئے قربانی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ سمندر کی گہرائی میں غوطے مارنا کوئی آسان کام ہے۔ جان پر کھیلنا ہے جو مشق کریگا پہلے، پہلے مشق کریگا اس موتی کو نکالنے کی، یوں نہیں کہ تیرنے کی اور غوطہ مارنے کی مشق تو ہوئی نہیں اور جا کر غوطہ ماریگا تو مرے گا۔ آہستہ آہستہ پہلے چھوٹے پانی میں غوطہ مارے گا۔ پھر اس سے گہرے میں پھر اس سے گہرے میں پھر اس سے گہرے میں۔ پہلے دس منٹ کا پھر پندرہ منٹ کا پھر ایک گھنٹہ کا پھر دو گھنٹے کا پھر تین گھنٹے کا مشق کریگا۔ کیونکہ سمندر کی جو گہرائی ہے کیا وہ پانچ منٹ میں طے کریگا۔ تو اسی طرح سے اللہ تعالیٰ یہ جو جنت کا موتی ہے یہ ویسے ہی دے دے گا۔

نبی پاک ﷺ کے طریقوں پر چلنا قربانی چاہیگا اور آزمائش ہوگی

"جنت" نہیں اللہ تعالیٰ آزمائیں گے اور مشق کرائیں گے اور یہ شہادت والی جو جنت ہے جو سو جنتیں علیحدہ بنائی اللہ تعالیٰ نے، جن میں شہید کے علاوہ داعی کے علاوہ کوئی جائیگا نہیں۔ "ہاں سو جنتیں"۔ اور ہر دو جنت کے درمیان اتنا فاصلہ رکھا جتنا زمین سے آسمان، تو ان کا حاصل کرنا کوئی آسان ہے۔ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ جو کہا تو جنت کے دروازے ہی کھلنے کیلئے تلواروں کے سایہ کے نیچے چلنا پڑیگا۔ اور یہاں اس زمانے میں ایٹم بموں کے سایہ میں چلنا پڑیگا۔ مشین گنوں کے سایہ میں چلنا پڑیگا۔

اللہ کے راستہ میں نکال کر مجاہدہ کی مشق کرائی جاتی ہے

تو اس لئے میرے دوستو بزرگو! یہ جو اللہ کے راہ میں نکلنے کو کہتے ہیں۔ یوں کہتے ہیں کہ یہ اسطرح تو تھوڑی تھوڑی مشق کرا رہے ہیں۔ بھئی سال بھر دیدو چار مہینے دیدو ڈیڑھ سال دیدو۔ یہ تو مشق کرانے کیلئے ہے لیکن جب ایمان اس درجہ پر آجائیگا کہ اب میں صحابہؓ کی طرح وقت دیتا ہوں۔ جیسے صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے دعوت میں اپنے کو پورے طور سے پیش کر دیا۔ اور کہا اب ہمیں دعوت کے نظام ہی سے چلنا ہے۔ اور ہمیں داعی بن کر چلنا ہے۔ صرف نمازی بن کر نہیں چلنا صرف روزہ دار بن کر نہیں چلنا۔ صرف زکواۃ دینے والا بن کر نہیں چلنا۔ صرف حاجی بن کر نہیں چلنا۔ صرف حافظ بن کر نہیں چلنا صرف عالم بن کر نہیں چلنا، اسی طرح ہم بھی طے کریں کہ مجھے داعی بن کر چلنا ہے۔ میں دعوت کے ساتھ نماز پڑھونگا دعوت دیتے ہوئے نماز پڑھونگا۔ دعوت دیتے ہوئے روزہ رکھونگا۔ دعوت دیتے ہوئے زکواۃ دونگا۔ دعوت دیتے ہوئے حج کرونگا۔ دعوت دیتے ہوئے قرآن

پڑھونگا۔ دعوت دیتے ہوئے میں ذکر کرونگا۔ دعوت دیتے ہوئے میں علم حاصل کرونگا، ''دعوت دیتے ہوئے'' تو ہم میں سے جو یہ طے کریگا وہ صحابہؓ کے نقشہ پر آجائیگا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو کام کر رہے تھے دین کا ہو یا دنیا کا چاہے تجارتیں ہوں یا کھیتیاں ہوں چاہے قرآن ہو یا ذکر ہو چاہے علم ہو وہ دعوت دیتے ہوئے کر رہے تھے۔ اور ہم دعوت چھوڑ کر کرنا چاہتے ہیں۔ بس اعمال کرلو یہی کافی ہیں، دعوت کی ضرورت نہیں۔

دعوت اعمال میں یقین پیدا کرتی ہے

اور دعوت کیا کرتی ہے؟ یوں کہیں ان اعمال میں یقین پیدا کرے گی۔ کہ یہ اعمال یقین کے درجہ پر ہم لائینگے۔ نماز کو یقین کے درجہ پر، آج ہماری نماز سے کوئی یقین ہے جڑا ہوا؟ اگر میں نماز، پڑھونگا میرا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ میں روزہ رکھونگا میرا فلاں مسئلہ حل ہو جائیگا۔ میں زکوٰۃ دونگا تو میرا فلاں مسئلہ حل ہو جائیگا۔ میں حج کرونگا میرا فلاں مسئلہ حل ہو جائیگا۔ اعمال سے کوئی یقین ہی نہیں۔ جو یقین مال سے اور مال والوں سے ہے۔ جو یقین کارخانوں اور کارخانے والوں سے ہے۔ دین والوں کا یقین بھی کارخانہ والوں سے جڑ گیا اور مال والوں سے جڑ گیا کہ ہماری مسجدیں نہیں چل سکتیں بغیر ان کے۔

دعوت کے ذریعہ ھدایت آئیگی

تو میرے دوستو! ھدایت جو ہے جب ہم دعوت دیں گے ہمارے اندر ھدایت آئیگی تو ان سب سے ہمارا یقین نکل کر ''اللہ'' پر آجائیگا اور اللہ تعالیٰ نے پھر جو اعمال بھیجے ہیں ہمارے مسئلوں کے حل کرنے کے اور کچھ دعائیں بھیجی ہیں سرکار دوجہاں سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ کے ذریعہ سے ان سے ہمارے سارے کام بنتے نظر آئیں گے۔ یہاں

تک کہ ہمیں یوں نظر آئیگا کہ اللہ دکھلا دیگا غیبی نظام کہ مال والوں کے کام بگڑ رہے ہیں (چاہے وہ بنتے ہوئے نظر آرہے ہوں ان کو) یہ تو اللہ نے بدر کے میدان میں کافروں کو نگاہوں پر بھی پردہ ڈالا اور مسلمانوں کی آنکھوں پر بھی پردہ ڈالا۔ مسلمانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالکر دکھلایا کہ کافر تھوڑے سے ہیں اور کافروں کی نگاہوں پر پردہ ڈالکر دکھلایا کہ مسلمان تھوڑے سے ذرا سی طاقت ہے۔ کوئی طاقت ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں بتلایا اور قرآن میں بتلایا، تو اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں سے بھی پردہ ہٹا دیں گے اور ان باطل والوں مال والوں کے اور کارخانوں والوں پر پردہ ڈال دیں گے۔ اور ڈالے رکھیں گے، ہمیں یہ نظر آئیگا جب ہماری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیں گے کہ یہ بیچارے مال کے چکر میں اور یہ کارخانوں کے چکر میں جو نمازوں کو صحیح نہیں پڑھ رہے اور جو اللہ کا ذکر بھی نہیں کر رہے اور جو اللہ کے احکام بھی نہیں سیکھ رہے۔ اور جو نبی کے طریقوں کو بھی نہیں لے رہے اور ان کو بھی نہیں پھیلا رہے۔ ان بیچاروں کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ خسارے کی طرف جا رہے ہیں اور جہنم کی طرف جا رہے ہیں مگر ان کو پتہ نہیں لگ رہا اس کی وجہ سے، ان کو کہاں پتہ چلے گا؟ قیامت کے میدان میں!

قیامت کے دن پردہ ہٹا دیا جائیگا

جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (آیت ۲۲ سورہ ق پارہ ۲۶)

آج دیکھ لے۔ تیری آنکھوں پر جو ہم نے پردہ ڈال رکھا تھا اب اٹھا دیا۔ اب دیکھ لے کہ فرشتے ہیں یا نہیں، جنت ہے یا نہیں، وہ دوزخ ہے یا نہیں حساب کتاب ہے یا نہیں۔ میں

''اللہ'' ہوں یا نہیں وہاں نگاہ تیز ہو جائیگی۔ سب چیزوں کو دیکھ لیگا۔ وہاں مجرم گردن جھکائے ہوئے کھڑے ہونگے ''وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْ رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (آیت ۱۲ (السجدہ) پارہ ۲۱) مجرم وہاں گردن جھکائے ہوئے کھڑے ہونگے اور یوں کہیں گے۔ اے اللہ بیشک ہم نے اب دیکھ لیا اور سن لیا۔ فرشتے بھی ہیں جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے۔ سب کچھ ہے اور تو اب ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دے۔ اب ہم عمل کر کے آئیں گے لیکن کیا دوبارہ بھیجا جائیگا؟ اور یوں کہا جائیگا وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (آیت ۵۳ سورۃ سبا پارہ ۲۲) وہ ایمان بہت دور گیا۔ وہ تو ایمان بالغیب چاہتے تھے ہم، آنکھوں دیکھی کا ایمان نہیں چاہتے تھے وہ کانوں سنی کا ایمان چاہتے تھے۔ کہ ہمارا نبی سنا رہا تھا۔ ہمارا پیغام سنا رہا تھا۔ وہ جنت کی نعمتیں سنا رہا تھا۔ وہ دوزخ کے عذاب سنا رہا تھا۔ وہ قیامت کے منظر سنا رہا تھا۔ وہ قبر کے احوال سنا رہا تھا۔ وہ فرشتوں کی طاقتیں سنا رہا تھا۔ وہ ہماری قدرت سنا رہا تھا وہ ہماری سنت سنا رہا تھا۔ تم وہاں ایمان نہیں لائے۔ یہاں ایمان کہاں سے کھینچ کر لائے۔ ایمان کا مقام بہت دور گیا۔

دعوت ہمارے یقین کو اللہ کی ذات پر اور ہمارے اعمال کو حضور پاک ﷺ کے طریقہ پر لائیگی

تو یوں کہتے ہیں کہ یہ دعوت جو ہے یہ ہمارے ایمانوں کو صحیح کرے گی۔ ہمارا یقین ان سب چیزوں سے نکال کر اللہ کی طرف کہ اللہ کے ہاتھ میں ہیں سارے مسئلے دکھلا دے

گی، یہ دعوت کہ سارے تیرے مسئلے اللہ کے ہاتھ میں ہیں نہ مال کے قبضہ میں ہیں نہ مال والوں کے، نہ حکومت کے قبضہ میں نہ حکومت والوں کے۔ سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور پھر یہ دکھلائیگی کہ اللہ نے تیرے مسئلے حل کرنے کیلئے حضور پاک ﷺ کو بھیجا اعمال دے کر اور دعائیں دیکر۔ جب تو اسوۂ حسنہ بنا کر سرکار دو جہاں ﷺ کو چلے گا۔ اور آپ ﷺ کے طریقوں کو اختیار کریگا تو تیرے کام بنتے چلے جائیں گے۔ تو کامیابی کے راستہ پر پڑ جائے گا۔ ''کامیابی کے راستہ پر''۔

حضور ﷺ کی دُعائیں پریشانیوں کا حل ہیں

ایک صحابی آئے کہنے لگے یا رسول اللہ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ پریشان ہے۔ اب بتادو کہ ڈاکٹروں کے پاس ہے اس کی کوئی دوا؟ ارے تمہارے جتنے ڈاکٹر ہیں ساری دنیا کے ڈاکٹروں کو جمع کرلو، کیا وہ تمہارے دل کی پریشانی کی دوا دے سکتے ہیں؟ آپریشن کرلو تب بھی کام نہیں بنتا۔ اور یہ سائنس دان سارے جمع کرلو اور ساری حکومتیں جمع کرلو، کیا یہ سب پریشانی دل کی ہٹا سکتے ہیں! وہ تو بادشاہوں کے دلوں پر ڈالتا ہے پریشانی، وہ بادشاہ پریشان ہو جائیں جب لڑائیاں چھڑتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں لیکن سرکار دو جہاں سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں ایک منٹ کی دُعا یہ کہو اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا. اس کی تکرار کر اس نے جو کہا پریشانی دور ہو گئی، نہ پیسے لگے نہ پھٹکری اور کام بن گیا، اور یہ کارخانہ والے پریشان مزدوروں سے اور مزدور پریشان کا کارخانہ والوں سے، حکومت پریشان رعیت سے رعیت پریشان حکومت سے، اور ان کے پاس علاج کسی کا

نہیں۔

حضور ﷺ کی دعائیں حفاظت کا ذریعہ ہیں

ایک صحابی آئے کہنے لگے یارسول اللہ! ہم جنگل میں ہوتے ہیں بعض جگہ ہمارا قافلہ اور وہیں پڑاؤ ڈالنا پڑتا ہے جنگل میں، وہاں سانپ ہیں، بچھو ہیں جنات ہیں شیر چیتے ہیں، ہمیں رات بھر خوف رہتا ہے۔ نیند نہیں آتی کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں ایسی دعا بتلا دیتا ہوں کہ اس دعا کو پڑھکر تم کیسا ہی جنگل ہو کتنے ہی وہاں سانپ بچھو ہوں۔ کتنے ہی ہوں وہاں شیر چیتے ہوں کتنے ہی ہوں، جنات ہوں، وہ پڑھکر کے سو جاؤ، کوئی چیز تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی کیا؟ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۳ دفعہ پڑھکر سو جاؤ اور ہم نے تجربہ بھی کیا، مدینہ مکہ کے راستے میں رات گذارنی پڑی، ایک رات، اور جناب عالی یہ دُعا پڑھ کر سو گئے اور صبح کو دیکھا کہ بچھو چاروں طرف پھر رہے ہمیں ہمارے، دس پندرہ اور ایک کو نہیں کاٹا، اور وقت نہیں ہر ہر چیز کی اور ہر ہر مسئلہ کو حضور پاک ﷺ نے اپنے امتی کو، جو امتی دنیا میں حضور کے طریقوں کو پھیلا رہا ہے اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے طریقوں کے اور اطاعت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ یوں کہیں اس کے سارے مسئلے دعا سے حل کر کے دکھلائے، لیکن آج ان دعاؤں پر بھی اعتماد نہیں اور یقین نہ رہا۔ دواؤں پر اتنا یقین آ گیا کہ دعا پر یقین نہ رہا۔

آج ہم نے اسباب ہی کو ارباب بنالیا

اسباب پر اتنا یقین آ گیا کہ اللہ پر یقین ہی نہ رہا۔ اسباب کو ارباب بنا لیا۔ اسباب ہی سے چلنے کی عادت ہو گئی جس سے کافر چل رہا ملحد چل رہا۔ عیسائی چل رہا۔

یہودی چل رہا، یوں کہیں ہم تو اسی طریقہ سے چلنا چاہتے ہیں اسی طرح سے چلیں گے اور جسطرح سے انبیاء چلے اولیاء چلے اور جناب صحابہؓ چلے اس طرح سے چلنا ہمارے بس کا نہیں۔ لیکن یہ دعوت جو ہے اگر دعوت دیتے ہوئے چلیں تو انشاء اللہ ان کے طرح چلنا دعوت سکھادے گی اور سارا یقین اُدھر سے اِدھر بدل جائیگا، جو انہیں معلوم ہے اور کوٹھیوں میں نظر آ رہا وہ ہمیں حضور ﷺ کے اعمال میں نظر آنے لگے گا، وہی آرام وہی عزت وہی چین وہی خوشی وہی اطمینان سب کچھ نظر آنے لگے گا ''اعمال نبی ﷺ میں'' اور اس میں حقیقی ہے اور اس کے اندر مجازی ہے۔

اعمال نبی میں عزت حقیقی ہے

اعمال نبی میں عزت حقیقی ہے اور مال دولت اور حکومت میں مجازی ہے، صوری ہے، جیسے ڈالڈا گھی، بھئی ایک گھی اصلی ہے ایک ڈالڈا ہے۔ لیکن اس زمانہ کی جو نئی نسل آ رہی ہے وہ تو ڈالڈا ہی کو گھی کہہ رہی ہے، حالانکہ ڈالڈا کوئی گھی ہے؟ پھر پوچھا کیا ڈالڈا کوئی گھی ہے؟ مگر وہ گھی ہی سمجھیں گے اور وہ کتان کا کپڑا اسی کو ریشم کہنے لگے کیا یہ ریشم ہے؟ اسی کو ریشم سمجھ کر خرید رہے ہیں جاہل لوگ، اور اسی کو گھی سمجھ کر کھا رہے ہیں جاہل لوگ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو یہ یقین ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اصلی بھی کھلا سکے اگر میں اللہ سے مانگوں۔ مگر مانگیں کیسے؟ پہلے اللہ کا یقین تو پیدا کرو، بھئی ایک فقیر اگر بادشاہ کے ہاں جائیگا مانگنے کیلئے اس کا یقین اور ہوگا اور تھانیدار جو مانگنے کیلئے جائیگا اس کا یقین اور ہوگا بادشاہ کے ساتھ اور جو کلکٹر جائیگا اس کا یقین اور ہوگا اور اگر وزیر جائیگا اس کا یقین اور ہوگا سب کے یقین بدلے ہوئے ہونگے، جو وزیر ہوگا کیا وہ یہ سمجھے گا کہ بادشاہ مجھے لاکھ دو لاکھ دیگا؟ نہیں وہ تو مجھے علاقے

کے علاقے دے دیگا۔ مگر یہ اس فقیر کا یقین ہے جو مانگنے کیلئے گیا ہے وہ کہے گا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ سو روپے دے دیگا۔ اس کا یقین بادشاہ کے ساتھ ۱۰۰ روپے کے ذریعہ سے ہے اور تھانیدار کا کہ زیادہ سے زیادہ مجھے دے دیگا دس ہزار، اور کلکٹر کا کہ دے دیگا مجھے ایک لاکھ، اور وزیر کا اس سے بڑھا ہوا۔

اللہ اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہیں

تو اسی طرح اللہ کے ساتھ بندوں کے یقین ہیں اور ان یقینوں ہی پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" یہ جیسا کہ میرے ساتھ بندہ کا یقین ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، جب یقین یہ ہے کہ مجھے نماز سے نہیں ملے گا تو بس اللہ تعالیٰ نماز سے نہیں دینگے، چوری سے دے دینگے، کیونکہ چوری سے ملنے کا یقین ہے، جھوٹ بولنے سے دے دینگے کہ اس کا یقین ہے، سود لینے سے دے دینگے کیونکہ اس کا یقین ہے، رشوت سے دے دینگے کیونکہ اس کا یقین ہے، یوں کہیں جیسا یقین ہوگا ویسا ہی چلے گا۔

دعوت یقین کو صحیح اور اعمال نبی کو محبوب بنادیگی

تو اس لئے دعوت جو ہے ہمارے یقینوں کو صحیح کریگی اور ہمارے اعمال کو اور دین کو ہمارے دلوں میں محبوب بنادیگی اور دنیا کو مبغوض بنادیگی اور مکروہ بنادیگی

دعوت دلوں کو جوڑتی ہے

اور دعوت جو ہے ہمارے سارے دلوں کو جوڑتی چلی جائیگی، جیسے یہ مجمع آیا ہے اللہ کی راہ میں ان کے دل آپس میں اللہ جوڑ رہا ہے۔ جی جوڑ رہا ہے، اور جب دعوت میں

چلیں گے نکلیں گے اور زیادہ جوڑیگا، اور جتنی قربانی دیتے ہوئے چلے جائینگے اتنے ہی دل جڑتے چلے جائینگے، عرب اور عجم کو جوڑ دیا شافعی مالکی حنبلی حنفی ایک دوسرے کے ساتھ جڑ گئے، شیر وشکر ہو گئے۔

دعوت اللہ کی طرف بلانا ہے، ہم نے اسکی طاقت کو دیکھا نہیں

اور جب دعوت امت میں سے نکل جائیگی تو دل پھٹ جائینگے، دعوت نہ ہونے کی وجہ سے بیت اللہ پر آتے ہیں وہاں بھی دل نہیں جڑتے، بیت اللہ پر مختلف ملکوں کے آتے ہیں ان کے دل نہیں جڑتے، لیکن دعوت میں جو مختلف ملکوں کے آتے ہیں ان کے دل جڑ جاتے ہیں۔ ہم نے تو دعوت کی طاقت کو دیکھا ہی نہیں، اور دعوت میں اللہ تعالیٰ نے کیا جہان رکھے ہیں ان کو سمجھا ہی نہیں۔ یہ اللہ کی طرف بلانا ہے یہ بیت اللہ سے زیادہ قیمتی ہے "دعوت"

نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہر امتی کو اپنا کام (دعوت) سکھایا

تو اس لئے میرے دوستو اور بزرگو! یوں کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کے ہر فرد کو اپنا کام سکھا دیا اور اپنا پیغام دے دیا۔ اور ان کو "فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ" فرمادیا۔ کہ اب میں دنیا سے جارہا ہوں اب یہ کام تمہارے سپرد ہے اور تمہیں کرنا ہے، لہٰذا اصل امتی کون ہے نبی کا؟ یوں کہیں جو یوں کہے کہ نبی پاک ﷺ کا کام میرا کام ہے اور نبی اکرم ﷺ کا عالم میرا عالم ہے، آپ ﷺ سارے عالم کی طرف مبعوث ہوئے لہٰذا یوں کہے گا کہ میں بھی سارے عالم کیلئے مبعوث ہوا ہوں، وہ نبی بن کر مبعوث ہوئے میں امتی بن کر مبعوث ہوا ہوں، لفظ بعث کا قرآن میں جہاں جہاں آیا ہے

اسے اُٹھا کر کے دیکھ لو مختلف معنی لایا ہے۔ انبیاء کیلئے بھی بولا اور جناب عالی بادشاہوں کیلئے بھی بولا ملک کیلئے بھی بولا اور انسانوں کیلئے بھی بولا یہ لفظ۔

آپ ﷺ کا میدان دعوت سارا عالم ہے

تو میرے دوستو بزرگو! یوں کہیں، ہم یوں کہینگے آپ سے کہ ہمارا اجتناعیہ مجمع آیا ہے یہ اپنے دلوں میں اس بات کو لے لے اور یوں کہے کہ میں حضور اکرم ﷺ والا کام اپنا کام بنا رہا ہوں آپ ﷺ کی دعوت میری دعوت ہے، اور آپ کا میدان میرا میدان ہے آپ کا میدان سارا عالم ہے، یوں کہے کہ میرا میدان بھی سارا عالم ہے اور اللہ تعالیٰ یوں کہیں نیت پر ثواب دینگے جب اس نے سارے عالم کو میدان بنایا اور حضور پاک ﷺ کے کام کو اپنا کام بنایا تو اس کو وہ ثواب ملے گا ''پورے عالم کا'' چاہے یہ نہ جا سکے پورے عالم میں، حضور بھی نہیں گئے پورے عالم میں۔ حضور پاک ﷺ مصر بھی نہیں تشریف لے گئے، سوڈان بھی تشریف نہیں لے گئے، ہندوستان یا پاکستان بھی نہیں آئے۔ ہاں امریکہ بھی نہیں گئے، یورپ بھی تشریف نہیں لے گئے۔ لیکن آپ ﷺ کی نیت تو پورے عالم کی تھی۔ تو ہم بھی جب پورے عالم کی نیت کریں گے۔ تو ہمیں پورے عالم میں جو دین پہنچے گا اس کا ثواب ملے گا، ایک بات، جب ہم پورے عالم کی نیت کریں گے اللہ پاک ہماری وہ مدد کریں گے جو نبی ﷺ کی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ مددوں کو ساتھ نہیں لے گئے اور انبیاء کی طرح، آپ ﷺ نے اللہ پاک کی مددوں کو امت کے ساتھ کر دیا کہ جو دعوت دینے کے لئے کھڑا ہوگا اللہ پاک اس کی اسی طرح مدد کریں گے۔ گھوڑوں کو وہ دریاؤں میں ڈالدے گا۔ سمندروں کے اوپر سواریوں کو چلا دیگا۔ ہواؤں سے آوازوں کو پہنچا دیگا۔ شیروں سے

راستہ لے لے گا۔ جنگل کے جانوروں کو جنگل سے نکال کر اپنی چھاؤنی ڈالدیگا، اور مردوں کو زندہ کرالے گا۔

آج امت نے حضور ﷺ کے کام کو سمجھا نہیں اور قدر نہیں کی

تو میرے دوستو اور بزرگو! ہم نے سرکار دو عالم ﷺ کے کام کو سمجھا ہی نہیں اور اس کی قدر نہیں کی لہٰذا ہر ایک ہم میں کا یہ ارادہ کرے گا کہ آج، کہ میں آج سے حضور ﷺ کا وفادار ہوں۔ آپ ﷺ کا فرمانبردار ہوں، آج تک ہم اعلان کرتے رہے کہ میں ماں باپ کا وفادار، برادری کا وفادار، میں قوم کا وفادار، میں حکومت کا وفادار مگر یہ نہ کہا کہ میں حضور ﷺ کا وفادار ہوں۔ لہٰذا یہ ارادہ کرنا پڑیگا کہ میں کسی کا وفادار نہیں، میں رسول اللہ ﷺ کا وفادار، میں کسی کا فرمانبردار نہیں میں رسول ﷺ کا فرمانبردار ہوں۔ پھر کام بنیں گے پھر یہ حکومتیں جھک جائیں گی۔ ان کی گردنیں، حضور ﷺ وہ طاقت لے کر آئے اپنے طریقوں میں کہ ان کی گردنیں جھک جائیں گی مال والوں کی گردنیں جھک جائیں گی۔ کارخانے والوں کی گردنیں جھک جائیں گی، کوئی معمولی بات ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے کام کو اپنا کام بنالیا اور اس دعوت پر کھڑے ہو گئے اور جان اور مال پیش کر دیا تو اللہ پاک نے کسریٰ کی گردنوں کو ان کیسامنے جھکا دیا۔ اور قیصر کی اور مقوقس کی اور ان باطل ملکوں کی طاقت کو توڑ دیا، ہم نے خدا کی سنت اور اس کا نظام سمجھا ہی نہیں۔

دعوت رحمۃ اللعالمین کا رحمت والا کام ہے

تو اس لئے میرے دوستو بزرگو! یہ رحمت اللعالمین کا رحمت والا کام ہے۔ یہ کام

بھی رحمۃ اللعالمین ہے۔ یہ دعوت جو ہے رحمت اللعالمینی ہے۔ مگر رحمت پہلے تھوڑی تھوڑی آ رہی تھی حضورﷺ کے اوپر آ کر رحمت کامل ہوگئی۔ ہر زمانے میں رحمت آتی رہی مگر حضورﷺ کے ختم نبوت کی وجہ سے کہ آپﷺ کو تمام انبیاء کا سردار، تمام فرشتوں سے افضل اور تمام مخلوق سے افضل بنا کر، آپﷺ کے اوپر عالمی رحمت بھیج کر، تمام عالموں میں آپﷺ کو ''رحم'' اور رحمت والا بنا دیا۔ اور آپﷺ کی امت کو بھی رحمت بنایا ''امت بھی'' مگر آج ہم ''بدنام کنندہ'' حضورﷺ کو تو کہیں رحمت اور خود بن گئے عذاب۔ بھائی، بھائی کے لئے عذاب، قوم کیلئے عذاب، رشتہ داروں کے لئے عذاب، پڑوسی کے لئے عذاب۔ خود بن گئے عذاب، ارے بھئی! اگر یہ کافروں کے سامنے کہیں کہ ہمارے نبی رحمۃ اللعالمین ہیں۔ تو وہ یوں کہیں گے کہ دلیل لاؤ۔ اور میں کتابوں کو نہیں مانتا میں ورقوں کو نہیں مانتا۔ میں تو تمہیں دیکھ کر کے کہتا ہوں کہ تم دلیل پیش کرو بغیر کتابوں کے۔ ہاں میں دیکھ رہا ہوں تم نمونہ پیش کرو اپنے نبیﷺ کا رحمت ہونے کا۔ تو ہے مسلمان کے پاس کوئی جواب؟ ان کے دینداروں کے پاس کوئی جواب نہیں جو یہ ثابت کریں کہ دیکھو ہمارے نبیﷺ ایسے رحمت والے تھے اور ہم عالم کے لئے یوں رحمت ہیں۔ اگر کافروں کے سامنے کہیں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء تھے آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، دلیل کیا ہے؟ کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کتاب سے نہیں مانتے، ہمیں بغیر کتاب کے دلیل دے کر بتلاؤ۔ اور وہ پھر لائیں دلیل وہی عیسائی یا یہودی سوال کرنے والا۔ کہ نبی کی ضرورت کیوں ہوتی تھی دنیا میں آنے کی؟ جب قوم بگڑ جاتی تھی، اعمال اخلاق بگڑ جاتے تھے تب ہی نبی بھیجے جاتے تھے۔ یہ اللہ کی سنت تھی تو اب کتنا بگاڑ

ہے۔ اب نہیں بگڑے ہوئے سارا معاشرہ بگڑا ہوا ہے، سب کے اخلاق بگڑے ہوئے ہیں، اعمال بگڑے ہوئے ہیں۔ آپس میں لڑ رہے ہیں دین والے بھی لڑ رہے ہیں ہر ایک دوسرے سے متنفر ہے۔ عداوتیں دلوں میں ہیں، حسد دلوں میں ہے، کینہ دلوں میں ہے، اخلاق ختم ہوگئے تو اب نبی کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟

کیا دلیل ہے تمہارے پاس؟ کوئی جواب دے سکتے ہیں؟ لیکن ہاں جو دعوت پر کھڑا ہے وہ دونوں کا جواب دے سکتا ہے کہ ہم دعوت کے ذریعہ سے اس بگاڑ کو دور کریں گے۔

دعوت کے ذریعہ تمام بگاڑ ختم ہو جائے گا

جو بگاڑ تمہیں نظر آ رہا ہے اب دیکھو چلتے ہیں دعوت کے میدان میں، ہم اپنے نبیﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو ثابت کر دیں گے ''اپنے عمل'' سے اور دعوت دیتے ہوئے چلیں گے۔ لوگوں کے دلوں سے حسد نکال دیں گے۔ اور کینہ نکال دیں گے، بغض نکال دیں گے، دلوں کو جوڑ دیں گے دعوت کے ذریعہ سے اور جھوٹ نکال دیں گے، ظلم نکال دیں گے، چوری اور ڈکیتی کا جذبہ نکال دیں گے، سود، رشوت کے جذبے نکال دیں گے اور دیکھو ہم وہی کام کریں گے جو ہمارے نبیﷺ نے کیا۔ نبی پاکﷺ ہمیں اپنا پیغام دے گئے اور فرما گئے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ ۔ اور دیکھو ہم عالم کیلئے رحمت بن کر دکھلا دیں گے کہ ہمارے نبیﷺ کیسے رحمت ہیں! ہم اپنے ماں باپ کے لئے رحمت بنیں گے، پڑوسی کیلئے رحمت بنیں گے، ہم غیروں کے لئے رحمت بنیں گے، یہودی ونصاریٰ کے لئے بھی رحمت بنیں گے۔

ایک نصرانی کی شہادت

ایک نصرانی ایک مسیحی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھڑا ہو کر کہتا ہے آج میں ایک رحمت والے خلیفہ کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ عیسائی کہہ رہا ہے اور مجھے اپنی جان و مال اور عزت پر نہ عیسائی یہودی کا خوف ہے اور نہ مسلمان کا، کیوں؟ عیسائی یہودی کو ظلم کرنے سے امیر المومنین کا خوف روکے ہوئے ہے کہ وہ بدلہ دلواتے ہیں۔ انتقام دلواتے ہیں اور مسلمان کو اللہ پاک کا خوف روکے ہوئے ہے کسی پر ظلم اور تعدی کرنے سے۔ مسلمان خدا سے ڈر رہا ہے اور یہودی، نصرانی وہ خدا سے نہیں ڈرتا وہ امیر المومنین سے ڈرتا ہے تو ہم نے تو جانا ہی نہیں کہ دعوت کہاں تک پہنچاتی ہے، اور دعوت انسانوں کو رحمت بنا دیتی ہے عالم کے لئے۔

دعوت کو مقصد زندگی بنایا جائے

تو اسلئے میرے دوستو بزرگو! آج اس دعوت کو اپنا مقصد زندگی بنائیں ہم سب مل کر۔ اللہ پاک سے مانگیں، ارادے کریں، نیتیں کریں، یوں نہ کہیں کہ بس چار مہینہ اور ایک چلہ کے لئے رحمت بننا چاہتا ہوں اور دعوت سیکھنا چاہتا ہوں۔ بھئی دعوت ان سے سیکھ لو تاجروں سے، تاجر جب تجارت کو اختیار کرتا ہے تو وہ سال دو سال کے لئے اختیار کرتا ہے۔ کیوں بھئی؟ کوئی تاجر تجارت کو اختیار کرتا ہے۔ تجارت کا مشغلہ۔ کیا وہ یوں کہتا ہے کہ سال بھر کے لئے کر رہا ہوں۔ وہ تو یوں کہتا ہے کہ میں پوری عمر کے لئے کر رہا ہوں بلکہ میں اپنی نسلوں کو بھی یہی کرتے ہوئے چھوڑوں گا، ان کیلئے یہی راستہ تجارت کا مقرر کر کے جاؤں گا۔ تاجر کے بچے تاجر بنتے جائیں گے۔

کھیتی کرنے والوں سے سیکھ لو۔ کوئی کھیتی کرنے والا یہ کہے گا کہ میں چھ مہینہ، سال ڈیڑھ سال کے لئے کر رہا ہوں۔ وہ تو یہ کہے گا کہ میں تو ساری عمر کے لئے کر رہا ہوں۔ اسی پر جینا ہے اسی پر مرنا ہے اور اسی کو اپنی نسل میں چلانا ہے۔ میری اولاد در اولاد کھیتی کرتی رہے گی اور زمینداری کرتی رہے گی۔ ہر ایک دنیا کا آدمی چاہے ڈاکٹر سے پوچھو، انجینئر سے پوچھو سب عمر بھر کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ کوئی سال دو سال کیلئے اختیار نہیں کرتا۔ اپنی اولاد کو بھی اسی پر ڈال کر جاتے ہیں۔ تو یوں کہیں کہ ہمیں غیرت آنی چاہیے ہمیں یوں کہنا چاہیے۔

ہم نے استقامت کیساتھ ساری عمر کے لئے دعوت کے کام کو کرنا ہے

ہمیں ہمارا کام جو حضور ﷺ نے دیا ہے، ہمیں تو ساری عمر کیلئے دیا ہے۔ اسی پر چلیں گے اسی پر رہیں گے اسی پر مریں گے اور یہی اپنی نسلوں پر چھوڑ کر جائیں گے۔ اپنی اولاد کو اسی پر ڈالیں گے، اپنی عورتوں کو اسی پر ڈالیں گے۔ یوں کہیں یہ ہوگا نبی پاک ﷺ کا سچا امتی اور وفادار۔

حضور ﷺ سے سچی محبت کرنیوالا وہ ہے جو حضور ﷺ کے طریقے کو زندہ کرے

اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ اَحْيَا سُنَّتِىْ اُمِيْتَتْ بَعْدِىْ فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىْ اَىْ فِى الْجَنَّةِ او کما قال النبی ﷺ کہ جب لوگوں نے میرے طریقے مٹا دیئے ہوں گے، کوئی میرے ایک طریقے کو بھی زندہ کرے گا اصل میں محبت میں سچا میرے ساتھ وہی ہوگا۔ ورنہ محبت کے سب دعوے کریں گے۔ اور سب دعوے دعوہ ہوں گے۔ سچی محبت کرنے والا میرے ساتھ اور اللہ پاک کے ہاں معتبر

وہ سمجھا جائے گا اور سچا سمجھا جائے گا جو میرے طریقہ کو زندہ کرے گا اور وہ آخرت میں میرے ساتھ ہوگا۔

تو اسلئے میرے دوستو بزرگو! اس دعوت کو ہم اپنا مقصد بنائیں اور یوں کہیں بھئی حضور ﷺ نے ہمیں اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے کہ سارا دین اسکے نیچے ہے۔ سب ایمان والے اس کے نیچے، سارا اسلام اس کے نیچے اور جنت بھی اسکے نیچے اور دنیا کی حیات طیبہ بھی اس کے نیچے ہے۔ سب اس کے نیچے ہے۔

تو اس لئے آپ سب حضرات بغیر کسی استثناء کے سب کے سب آج اس دعوت کو اپنا مقصد بنائیں گے کہو "ان شاء اللہ"۔ مجمع نے کہا "ان شاء اللہ" فرمایا ارے بھئی سب نے کہا یا تھوڑوں نے کہا، مگر یہ ان شاء اللہ بھی دو قسم کی ہے ایک پکی ایک کچی۔ تاجر جو تجارت میں ان شاء اللہ کہتا ہے پکی کہتا ہے اور زمیندار زمینداری میں، تو ایسی پکی کہو کہ اب ہمیں جیسے تاجر نے تجارت کو اپنا مقصد بنالیا اور زمیندار نے زمینداری کو ہم نے دعوت کو اپنا مقصد بنالیا۔

یہ دعوت خواہشات کے طریقوں سے ہٹا کر نبی ﷺ کے طریقہ پر ڈالتی ہے

اور یہ دعوت کیسی رحمت ہے، نہ تو یوں کہتی ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو، ماں باپ کو چھوڑ دو، کمائیوں کو چھوڑ دو، شادی نہ کرو اور نہ کہتی ہے کہ کھانے کو چھوڑ دو، دنیا کو چھوڑ دو، کپڑے چھوڑ دو، سواریاں چھوڑ دو کوئی چیز چھڑاتی نہیں، ایسی رحمت والی کوئی چیز ملے گی؟ کوئی چیز نہیں چھڑاتی، بس یوں کہتی ہے یہ دعوت کہ تم اپنی خواہشات پر کر رہے ہو ساری چیزیں اور شیطان کرا رہا۔ یہاں تک کہ ماں باپ کی خدمت بھی شیطان کے طریقہ پر

ہو رہی ہے۔ نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں ہو رہی۔ بیوی بچوں کو بھی شیطان کے طریقہ پر پال رہے ہیں۔ کافروں کے طریقے پر۔ نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں پال رہے۔ یہ تو یوں کہتی ہے کہ تم طریقے بدلو، اپنی خواہشات کے طریقہ سے مت پالو۔ نبی ﷺ کے حکم کے طریقے پر پالو۔

جس نے حضور ﷺ کے طریقے سے اعراض کیا وہ امت میں سے نہیں

بس اتنا کرتے جاؤ، اور لوگوں کو اسی پر لاتے چلے جاؤ کہ ساری دنیا کے انسان شیطانی طریقوں سے حیوانی طریقوں سے نکل کر ایمانی طریقوں پر آجائیں۔ نبی پاک ﷺ کے طریقوں پر آجائیں، بس چھوڑنا کسی چیز کا نہیں۔ یہاں تک کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اَحْتَسِبُ فِیْ نَوْمَتِیْ مَا اَحْتَسِبُ فِیْ قَوْمَتِیْ ارے میرا تو سونا اور میرا تہجد دونوں اللہ کے ہاں ثواب ہی دلوا رہے ہیں۔ میں سو کر بھی ثواب لیتا ہوں اور تہجد پڑھ کی بھی ثواب لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے سونے کو چھڑوایا نہیں بلکہ جن صحابہ رضی اللہ عنہ نے، تین بچوں نے جب زیادہ عبادت کا ارادہ کیا اور ایک نے کیا کہ میں رات کو سونے کا نہیں اس کو بھی ڈانٹ دیا حضور ﷺ نے۔ ہاں! کیوں کہ اسلام اس کیلئے نہیں آیا تمہیں میرے طریقہ پر رہنا پڑیگا سونا بھی پڑیگا اور نماز بھی پڑھنی پڑے گی میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ ایک نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا فرمایا یہ نہیں ہے میرا طریقہ۔ مجھے روزے رکھنے بھی اور چھوڑنے بھی ہیں۔ ایک نے کہا میں شادی نہیں کرنے کا فرمایا یہ نہیں میرا طریقہ میں شادی بھی کرتا ہوں۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ اگر میرے طریقے پر نہیں چلو گے تو تمہاری عبادت کتنی بڑھ جائے وہ قبول نہیں ہوگی۔ کیوں کہ تم ہمارے طریقہ

پر نہیں چلے۔

دعوت کے ذریعے پریشانیاں ختم ہوں گی اور حیات طیبہ نصیب ہوگی

یوں کہیں یہ دعوت جو ہے یہ چھڑاتی نہیں یہ بناتی ہے۔ طریقہ بدلتی ہے بس اور جب طریقے بدل جائیں گے تو یہ پریشانیاں اور مصیبتیں اور یہ فتنے اور یہ اعذار جو آرہے ہیں سب ہٹ جائیں گے۔ رحمتوں کی ہوائیں برکتوں کی ہوائیں سکینہ کی ہوائیں مدد کی ہوائیں نصرت کی ہواء یں چلنے لگیں گی۔ ایک یہ کرے گی دعوت کہ ہمیں ان سارے فتنوں میں سے اور پریشانیوں میں سے نکالتی چلی جائے گی اور رحمتوں میں لے آئے گی اور برکتوں میں لے آئے گی۔ اور بیوی فرمانبردار ہوجائے گی اولاد بھی فرمانبردار، محلہ والے بھی محبت کریں گے، غریب بھی محبت کریں گے، امیر بھی محبت کریں گے، فرشتے بھی محبت کریں گے، چیونٹیاں بھی محبت کریں گی اور مچھلیاں بھی محبت کریں گی، جانور بھی محبت کریں گے۔ ''اللہ پاک بھی محبت کریں گے'' کیسا رحمت والا طریقہ ہے۔ بس اللہ تعالیٰ تھوڑی سی عقل دے دے، سمجھ دیدے۔

ہم دعوت کے ذریعہ حضورﷺ کے طریقوں پر لانا چاہتے ہیں تاکہ اللہ پاک کا پیار آجائے

آج ہم ان طریقوں میں چل رہے ہیں جن کی وجہ سے اللہ پاک کا غصہ آرہا ہے اور غضب آرہا ہے۔ اور ان طریقوں میں لانا چاہتے ہیں جن میں اللہ پاک کو پیار آجائے: محبت آجائے، رحمتیں آجائیں، عذاب رحمت سے بدل جائیں اور غصہ پیار سے بدل جائے۔ اس میں لانا چاہتے ہیں دعوت کے ذریعہ۔

خود بھی داعی بنیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی داعی بنائیں

لہٰذا اپنے بچوں کو بھی داعی بناؤ۔ اپنی عورتوں کو بھی داعی بنانا، ہمیں اپنے بچوں کو داعی بنانا ہے، عورتوں کو داعی بنانا ہے، بوڑھوں کو داعی بنانا ہے۔ بوڑھے باپ کو یوں کہنا کہ ابا جان اب تو وقت مرنے کا قریب آگیا۔ دعوت دیتے ہوئے جاؤ گے تو جنت میں حضورﷺ کا ساتھ مل جائے گا۔ اگر باپ ہمارا پڑا ہے چارپائی پر تو اس سے یوں کہیں گے کہ ابا جان جو آپ کو پوچھنے کو آئے اسکو دعوت دیدو۔ آپ جا نہیں سکتے کمزوری کی وجہ سے بیماری کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے لیکن پڑے پڑے دعوت دیدو۔ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر پڑے ہوئے ہیں اور دعوت دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر آیا دیکھنے کے لئے اسکو دعوت دے رہے ہیں۔ حضور پاکﷺ کا طریقہ اختیار کررہے ہیں کہ حضورﷺ بیمار ہیں پڑے ہیں اور دعوت دے رہے ہیں ''دعوت دے رہے ہیں''

ہر مسلمان کو داعی بناؤ

تو میرے دوستو! یوں کہیں کہ ہم بوڑھوں کو بھی، ہمارے ابا جان کتنے ہی بوڑھے ہوں انہیں داعی بنادیں گے۔ اما جان کتنی ہی بوڑھی ہوں انہیں داعی بنادیں، اے اماں جان! جو تیرے پاس آتی ہیں عورتیں ان سے یوں کہو کہ تم اللہ پاک کا دین پھیلاؤ اور اللہ پاک کی طرف بلاؤ اور تم نبیﷺ کے طریقے گھروں میں لاؤ، اور رحمت کے طریقے لاؤ، جو آئیں انہیں دعوت دینی ہے اور تم داعی بن جاؤ۔ اللہ پاک اور اس کے رسولﷺ کی طرف بلاؤ۔ بزرگوں کو کہو جوانوں کو کہو بچوں کو کہو۔ کیا سناؤں میرا سر بھی تھک گیا ہے اور وقت بھی نہیں۔

ایک نوجوان بچے نے پوری حکومت کی رعیت کو اسلام میں داخل کر دیا

حدیثوں میں وہ قصے سنائیں گئے ہیں اور قرآن میں بھی اس قصہ کا اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک نوجوان بچہ نے ایک پوری حکومت کی رعیت کو اسلام میں داخل کر دیا ۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ میں جس کا اللہ پاک نے تذکرہ کیا ہے۔ قرآن پاک میں اسکی تفصیل دیکھ لو

ایک وقت تھا کہ ہمارے بڑے چھوٹے سب داعی تھے

تو میرے دوستو بزرگو! ہمارے بچے داعی تھے، ہمارے بوڑھے داعی تھے، ہماری عورتیں داعی تھیں، ہم داعی تھے۔ لیکن کیا کریں جب سے دعوت ہم نے اپنی بدقسمتی سے چھوڑی ہے تو ہم رحمتوں سے محروم، برکتوں سے محروم، اللہ پاک کی مدد اور نصرت سے محروم اور عذاب کے اور فتنوں کے جالوں میں اور باطل کے جالوں میں پھنس گئے۔ تو باطل کے جالوں سے دعوت نکالے گی۔ اور ہمارے اندر سے باطل جذبات نکال دے گی۔ یہ جو دنیا کا شوق ہے یہ باطل ہے اس سے نکال کر جنت کا شوق لائیگی اور یہ جو دنیا کا خوف ہے باطل ہے جہنم کا خوف لائیگی اور یہ جو مال والوں سے محبت کرتے ہیں یہ اعمال والوں سے محبت میں بدل دیگی، اور علماء سے محبت لائے گی، علم والوں سے لائے گی، ذکر والوں سے لائیگی ، عبادت والوں سے لائیگی، اور اب تو فاسقوں سے محبت لارہی، فاجروں اور فاسقوں سے محبت کرتے ہیں۔

دعوت ہماری زندگی کے سارے طور واطوار کو حضور ﷺ کے طریقے پر لائے گی

تو اس لئے میرے دوستو اور بزرگو! یہ دعوت ہماری زندگی کے سارے طور اطوار کو

بدلتی چلی جائے گی جب ہمارے اندر داخل ہو جائیگی۔ یوں کہیں ''جن'' آدمی میں داخل ہو جائے تو اس کی ساری حرکتوں کو بدل دیتا ہے۔ اس کا سوچنا، اس کا بولنا، اس کا دیکھنا، اس کا سننا سب بدل دے وہ 'جن' تو اسی طرح سے دعوت جب ہمارے اندر داخل ہو جائے گی تو ہمارا بولنا، ہمارا دیکھنا، ہمارا سننا، ہمارا چلنا، ہمارا سوچنا سب بدل جائیگا۔ انبیاء کی طرح سوچیں گے حضور ﷺ کی طرح سوچیں گے، انہی کی طرح دیکھیں گے، انہی کی طرح چلیں گے، انہی کی طرح سنیں گے اور انہی کی طرح سارے کام کریں گے۔

دعوت کے ذریعے ہم بھی اللہ پاک کے محبوب بن جائیں گے

اور سب سے زیادہ محبوب اللہ پاک کے ہاں حضور ﷺ، تو ہم بھی آپ ﷺ کے صدقے میں محبوب بن جائیں گے۔ کیوں کہ حضور ﷺ کی امت ساری امتوں سے زیادہ محبوب ہے اللہ کے ہاں۔ تو بھئی اس کام کو اپنا کام بنائیں گے؟ کہو ان شاء اللہ! مجمع نے ایک آواز ہو کر کہا ان شاء اللہ! فرمایا کیا ہے میری طرف سے تھوڑا نکلو یا زیادہ نکلو۔ میں اسے نہیں جانتا میں تو یوں کہتا ہوں اس کو (دعوت) اپنا کام بنالو۔ بھئی ہر ایک اپنی ہمت کے مطابق کرے گا۔ لیکن جب گھر جائے تو گھر جا کر بھی دعوت دے، اپنے گھر والوں کو دعوت دے، اپنے گھر والوں کو دعوت دے۔ اور پڑوس والوں کو دعوت دے، اپنی مسجد میں آنے والوں کو دعوت دے، مسجد والے کام ذمہ ہو جائیں گے۔ اور مسجد کی محنت سے پوری دنیا میں جماعتیں چلی جائیں گی۔ ''ہماری دعوت سے''

جہاں بھی جائیں داعی بن کر جائیں

تو اس لئے یوں کہتے ہیں کہ فی الحال چاہے تھوڑا جارہے یا زیادہ جارہے لیکن

بھائی جہاں بھی جارہے چاہے گھر کی طرف چاہے باہر کی طرف داعی بن کر جارہے ہیں۔ کہ میں جا کر جماعتیں نکالوں گا۔ اور جو اللہ پاک کے راستے میں جارہے ہیں ان کے درجے بہت اونچے ہیں جو اللہ پاک کی راہ میں نقد جارہے ہیں اور جو واپس جارہے ہیں کہ وہ تو جا کر نکالے گا، کب نکالے گا اور کتنے نکالے گا، اور یہ نکل رہا ہے اور یہ ملکوں سے جا کر نکالے گا، گھر سے نکالنا، محلے سے نکالنا یہ چھوٹی دعوت ہے، اور ملکوں میں جا کر نکالنا یہ بڑی دعوت ہے۔ اس کے لئے اللہ پاک کی زیادہ رحمتیں، زیادہ مدد اور نصرتیں آئیں گی کہ جان بھی خرچ کر رہا ہے اور مال بھی خرچ کر رہا ہے، تکلیفیں بھی اٹھا رہا ہے، پریشانیاں اٹھا رہا ہے۔ کہیں سردی برداشت کر رہا یورپ کی کہیں گرمی برداشت کر رہا صحراء افریقہ کی۔ یوں کہیں ان کے درجے اونچے ہیں۔

مہاجرین کے درجے بہت اونچے ہیں

یہ ایسے جیسے مہاجرین، ہاں مہاجرین کے درجے اونچے ہیں۔ تو اس لئے کہتے ہیں آپ سب کے سب بیٹھیں رہیں اٹھیں نہیں جب تک کہ سب کے سب پورے طور سے نام نہ پیش کریں اور جب تک پورے طور سے ارادے پکے نہ ہو جائیں، آؤ بھئی! (تشکیل والوں کو بلا لیا)۔

بیان حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مورخہ ۲۷۔۹۔۹۰ کراچی۔

خطبہ ماثورہ اور تعوذ و تسمیہ کے بعد!

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ وَهُوَا لسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (حم سجدہ)

وقال علیہ الصلواۃ والسلام:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ. اَوْ تَمْلَأُمَابَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُبُرْهَانٌ. وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْعَلَيْكَ.

وقال علیہ الصلواۃ والسلام:

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ .اَلا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سَلْعَةَ اللّٰهِ فِى الْجَنَّةِ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ.

میرے دوستو، بزرگو!

غار حراء میں اللہ تعالیٰ کا تعارف

جب سرکارِ دو جہاں سیّد الکونین تاجدار مدینہ ﷺ غار حراء میں جبل ثور پر عبادت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے لئے نبوت کا تاج دے کر بھیجا اور آپ ﷺ کو یہ آواز پڑھوائی:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِلٰی آخر

تو آپ ﷺ نے فرمایا! "اَنَا لَسْتُ بِقَارِیٔ اَوْ مَا اَنَا بِقَارِیٔ" کہ میں نے کبھی کچھ پڑھا نہیں، تو جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اپنی بغل میں دبوچا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ پھر دوبارہ بغل میں لیا اور دبایا۔ اسی طرح تین مرتبہ ایسا ہی ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا سینہ کھل گیا اور آپ ﷺ نے پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ کلمات پڑھا کر یہ آیات پڑھا کر تشریف لے گئے۔ اور آپ ﷺ کانپتے ہوئے جیسے بخار کی حالت میں ہوں جبل ثور سے، غار حراء سے آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ، دَثِّرُوْنِیْ۔ مجھے کملی اوڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو۔ جیسے بخار کی حالت میں آدمی کہتا ہے۔ کانپتے ہوئے اور تھرتھراتے ہوئے کیوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا خوف طاری ہے اس لئے کہ اس سے پہلے حضرت جبرائیل کو دیکھا نہیں تھا۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے اوپر چادر ڈالدی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے نفس پر خوف ہے۔ کہ کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور یوں عرض کیا "یا محمد ﷺ" آپ ہلاکت کا خوف نہ کیجئے۔ آپ ﷺ

کے اندر اللہ تعالیٰ نے وہ صفات رکھی ہیں کہ ان صفات والوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کیا کرتے۔ آپ ﷺ امانت ادا کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ ایسی صفات والوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کیا کرتے۔ لمبا قصہ ہے میں نے یہاں وہ بیان نہیں کرنا۔ پھر آیت دوسری آئی وہ آیت جو آئی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کرائی تھی۔

تعارف کے بعد عمل کی آیت نازل ہوئی

اب عمل کی آیت آئی، اب آپ ﷺ کو کیا عمل کرنا ہے؟ اب آپ ﷺ کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے کیا کام لگایا ہے؟ وہ آیت آئی: "یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ o وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ o وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ o وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ o"

"کہ اب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذمہ میں بہت بڑا کام لگایا۔ اب آپ ﷺ چادر اوڑھ کر نہ لیٹیں۔ اب کھڑے ہو جائیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیے۔ اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑائی پیش کیجئے۔ حالت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور نہ مال پاس ہے، نہ اسباب پاس ہیں، نہ دوست احباب ساتھ ہیں۔

اکیلے کو دعوت کا حکم ملتا ہے

اکیلے ہیں، اکیلے کو حکم ملتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ کلمات فرماتے ہیں: "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

تُفْلِحُوْا۔

اے لوگو! تم "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے۔

یہاں سے دعوت کا پہلا اور بنیادی نظام شروع ہوتا ہے

کہ اب دعوت کا پہلا نظام شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے دعوت شروع ہوتی ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

اس کلمہ کی دعوت ہر مسلمان دے سکتا ہے

اب یہ الفاظ جتنا یہ مجمع یہاں بیٹھا ہے یہ سب کہہ سکتا ہے۔ یہ سب گلیوں میں پھرتے ہوئے یہ الفاظ بول سکتے ہیں، چاہے وہ رکشہ چلانیوالا ہو، چاہے ٹیکسی چلانے والا ہو، مزدوری والا ہو اور چاہے وہ فقیر ہو چاہے تاجر ہو۔ زمیندار ہو، زمیندار کا بچہ ہو، تاجر کا بچہ ہو، ڈاکٹر ہو یا ڈاکٹر کا بچہ ہو، انجینئر ہو یا انجینئر کا بچہ ہو۔ غرض کہ جتنے بھی شعبوں میں مسلمان نظر آتے ہیں اور جو اپنے آپ کو ایمان والا اور اسلام والا کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں سب کے سب دعوت دے سکتے ہیں۔ اور اس دعوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت ہدایت کے ساتھ وابستہ ہے، اور دعوت کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ جو لوگ پھریں گے دنیا میں دعوت دیتے ہوئے گلیوں میں، سڑکوں پر، دکانوں پر، کارخانوں میں، فیکٹریوں میں، باغوں میں، کھیتوں میں اور ریلوں میں موٹروں میں، رکشوں میں، ہوائی جہازوں میں غرض کہ خشکی میں اور تری میں۔

داعی کے ساتھ اللہ کی مدد ہے

یوں کہیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس

آیت پر گویا کہ عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے "يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ" یہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گویا وہ میری مدد کے لئے کھڑے ہو گئے۔

اللہ نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پر نصرت کا وعدہ کرلیا

لہٰذا یہ جتنا مجمع ہے اگر یہ الفاظ لے کر کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہمارے سارے مسائل، ساری ضرورتیں، ساری حاجتیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور ہماری عزت و ذلت دونوں جہان میں یہاں بھی، قبر میں بھی، قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا وعدہ اور اپنی کامیابی کا وعدہ اور اپنی رحمتوں کا وعدہ اور اپنی برکتوں کا وعدہ اس بات پر کرلیا ہے "محمد رسول اللہ" کہ جو رسول اللہ ﷺ کی طرح آپ ﷺ کی بات کو لے کے دنیا میں پھرے گا تو حق تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے کہ ہم اس کو عزت دیں گے۔ بلند کریں گے ہماری رحمتیں اس کو گھیر لیں گی اس کے لئے ہماری برکتیں آجائیں گی۔ ہماری مدد اور نصرت کے لئے فرشتے بھی آئیں گے، ہوائیں بھی آئیں گی، غیبی نظام بھی اس کے موافق کردیں گے۔ چاہے یہ گاؤں کا رہنے والا ہو۔ کھیتی کرنے والا ہو۔

حضور ﷺ کے ہاتھ پر جو اسلام لاتا تھا کلمہ کی دعوت دیتا تھا

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ گاؤں سے آئے اور ایک ہی کلمہ لے کر کھڑے ہو کر بیت اللہ میں آواز لگائی تو ان کے اوپر مار پڑی، مگر پرواہ نہیں کی پھر اگلے دن لگائی پھر مار پڑی تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم یہاں نہ ٹھہرو۔ اس کلمہ کو لے کر اپنے قبیلہ میں جاؤ اور وہاں

جا کر اس کی دعوت دو، یہ قریش بہت سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ ان کو ان کے قبیلہ میں صرف یہی کلمہ دے کر "کلمہ" "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" یا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" دیکر کر بھیج دیا اور چھ (۶) سال تک وہ اپنے قبیلہ میں اس کلمہ کی دعوت دیتے رہے کیوں کہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں غالب آ گیا ہوں اور میں ظاہر ہو گیا ہوں اور میری دعوت غالب ہوگئی ہے تب میرے پاس آنا۔ چنانچہ چھ سال کے بعد مدینہ منورہ میں ایک جماعت لے کر حاضر ہوگئے کہ یہ ہیں جو اس کلمہ کی شہادت لے کر ایمان لے آئے اور اسلام لے آئے۔ اسی طرح عمران بن عبسہؓ صحابی ہیں جو کہتے ہیں کہ میں رابع ہوں یعنی چوتھا ہوں اسلام میں ان کو بھی آپ ﷺ نے جب کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر کر دعوت دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں دیکھتے نہیں کہ ہمارے اور قریش کے درمیان کیا حال ہے۔ لہٰذا اپنے قبیلہ میں چلے جاؤ۔ جب یہ خبر ملے کہ میں غالب آ گیا اور ظاہر ہو گیا تب آنا چنانچہ وہ بھی جب ہجرت ہو چکی اپنے قبیلہ سے دعوت دے کر اور وفد لے کر سات سال کے بعد مدینہ منورہ میں واپس آئے۔

اسلام میں مرد بھی داعی اور عورتیں بھی داعی

چار آدمیوں پر یہ دعوت قائم ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے جن کا اسلام سب سے پہلا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد ہیں جن کا اسلام سب سے پہلے ہے اور حضرت زید بن حارثہ ؓ غلاموں میں سے اور حضرت علی ؓ بچوں میں سے، یہ چار ہیں جن کے اوپر اسلام کی بنیاد چلی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو دنیا

میں پھیلانے کیلئے عورتوں کو بھی داعی بنایا۔ آزاد مردوں کو بھی داعی بنایا جو تاجر تھے اور زید ابن حارثہ غلام کو بھی داعی بنایا اور بچوں کو بھی داعی بنایا حضرت علی ابن طالب ؓ تو اب ہم میں سے کوئی یہ عذر نہیں کر سکتا کہ جی عورتیں کیسے دعوت دیں گی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دعوت پر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ سب سے پہلا ایمان بھی عورت قبول کرتی ہے اور سب سے پہلی شہادت بھی عورت کو حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل نے برچھا مار کر شہید کیا، پہلی شہادت اللہ کی راہ میں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں دعوت دے سکتی ہیں اور عورتیں اللہ کی راہ میں شہید ہو سکتی ہیں اور غلام بھی جو یوں کہیں ہم تو ملازم ہیں ہم تو دفتر میں ہیں ہمیں کہاں فرصت ہے ہاں ہم مزدور ہیں۔ ان کو بھی داعی بنا دیا کہ کوئی حجت قائم نہ کر سکے آئندہ جا کے کہ میں کیسے دعوت دوں، اور بچوں کو بھی داعی بنا دیا دس سال کے۔ دس سال کا بچہ بھی دعوت دے سکتا ہے، ان چار پر دنیا میں جتنا بھی اسلام پھیلا ان کا ثواب ان کو بھی مل رہا ہے جو اسلام لائے ہیں ان کو زیادہ مل رہا ہے جو دعوت دے رہے ہیں۔

دعوت دیتے ہوئے صفات کو سیکھنا

دعوت دیتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر سیکھتا ہوا چلا جا اور دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات سیکھتا ہوا چلا جا۔ دعوت دیتے ہوئے تو معاشرت اسلامی، کھانے پینے، رہنے سہنے، بیاہ شادی، مکان بنانے کے طریقے اسلامی سیکھتا چلا جا اور دعوت دیتے ہوئے تو لوگوں کے ساتھ عہد و پیمان، وعدے پورے کرنے اور معاملات کو صحیح کرنے کے طریقے سیکھتا چلا جا، یوں کہیں یہ دعوت سب کچھ سکھا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کے ذریعہ

سے ہدایت کا ایک دروازہ ایسا کھولا کہ جو دعوت دیتا ہوا چلے گا اس کے اندر ہدایت آتی چلی جائے گی اور بڑھتی چلی جائے گی۔ وَزِدْنٰـهُ هُـدًى اور کیسے دعوت دیتا ہوا چلا جائے گا۔ یوں کہیں چار کام کرتا چلا جائے۔

ا۔ دعوت کے لئے جان سے محنت کرنا

ایک یہ کہ جان سے محنت۔ اپنی جان کو اس محنت میں کھپائے۔ لوگوں میں پھرے جان لے کر اور یہ کہتا ہوا پھرے "یٰـاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ تُفْلِحُوْا"۔ یعنی اپنی اردو زبان میں، پنجابی زبان میں کسی زبان میں، اللہ تعالیٰ نے کسی زبان کو خاص معین نہیں کر دیا۔ کیوں کہ

جیسے رسول ﷺ مبعوث ہیں یہ امت بھی مبعوث ہے

سرکار دو جہاں، سید الکونین ﷺ تمام زبان والوں کی طرف مبعوث ہوئے تو یوں کہیں کہ اس اُمت کا ایک ایک فرد تمام زبان والوں کی طرف مبعوث ہو گیا۔ جو کہا "وَفِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔ حضور ﷺ تمہارے لئے نمونہ ہیں نمونہ اس میں بھی ہیں "دعوت دینے میں" جیسے نماز پڑھنے میں نمونہ ہیں، ذکر کرنے میں نمونہ ہیں اور چیزوں میں نمونہ ہیں۔ کھانے میں، پینے میں، رہنے سہنے میں ہر چیز میں، یوں کہیں پہلا نمونہ جو ہے جس سے سارے نمونے کامل ہوں گے اور سارے نمونوں پر آنا آسان ہوگا۔ پہلے وہ دعوت ہے کہ حضور ﷺ دعوت میں نمونہ ہیں، تبلیغ میں نمونہ ہیں۔ لہٰذا جس طرح حضور ﷺ دعوت دیتے ہوئے پھر رہے ہیں بازاروں میں، گلیوں میں، میلوں میں، وہاں عرب میں میلے بھی لگتے تھے، بازار لگتے تھے اونٹوں کے، بکریوں کے اور طرح طرح کے بازار

لگتے تھے ذی الحجۃ اور عکاظ کے بازار کہلاتے تھے، اور کبھی آپ قبیلوں میں جاتے تھے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں منیٰ میں حج میں، حالانکہ اس وقت حج اسلامی طریقے پر نہیں ہو رہا تھا، اسلامی طریقہ حج میں بعد میں آیا۔ لیکن کفار حج کرنے کے لئے آتے تھے اور منیٰ میں وہ سارے کے سارے قبائل جمع ہوتے تھے اور حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ساتھ لے کر ان قبیلوں پر اپنے کو پیش کرتے تھے اور طریقہ کیا اختیار کیا تھا؟ جیسا کہ ہمارے ہاں ہے کہ متولی کلام بنا لو کسی کو جو بات پہلے کرے گا۔ ابوبکر صدیق تھے وہاں متولی کلام، پہلے حضور ﷺ بات نہیں کرتے تھے۔ پہلے ابوبکر صدیق ؓ آگے بڑھتے تھے اور یوں پوچھتے تھے کہ یہ کونسا قبیلہ ہے تو قبیلے کا سردار بتاتا تھا کہ ہمارا فلاں قبیلہ ہے۔ بنو عامر بنو قعر بنو شعر اور مختلف قبیلے۔ تو ابوبکر صدیق ؓ ان سارے قبیلوں کی تاریخ کو جانتے تھے نسّاب تھے، ان کے نسبوں کو جانتے تھے، تو ابوبکر صدیق ؓ ان کی تعریف کرنے لگتے تھے۔ (دیکھو یہ طریقہ ہے) بھائی تمہارا قبیلہ وہ ہے جس میں ایسے بہادر گذرے کسی سے یہ کہیں کہ تمہارا قبیلہ ہے یہ کہ جس میں ایسے ایسے سخی اور کریم گذرے ہیں کہ جن کے ہاں دن رات مہمانی ہو رہی ہے۔ وہ مانوس ہو جاتے تھے بات سننے کیلئے اور کہتے تھے کہ یہ تو ہمارے قبیلہ کے جو بڑے بڑے سردار گذرے ہیں یہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ تو ہمارے سے کوئی مانوس آدمی معلوم ہوتے ہیں، تو جب ان کو مانوس کر لیتے تھے اور مائل کر لیتے تھے بات سننے کی طرف، پھر کہتے تھے کہ میرے ساتھ یہ اللہ کے نبی ہیں، یہ آپ کے سامنے بات کریں گے۔ پھر حضور پاک ﷺ اپنی بات فرماتے تھے کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ یہ کلمہ دے کر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھے اللہ نے اپنا نبی قرار دیا ہے رسول بنایا ہے۔ اس

لئے کہ اگر مجھے اپنے قبیلہ میں لے کر چلو تو میں اللہ کا پیغام تمہارے قبیلہ میں جا کر پہنچا دوں۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا میرے دوستو! بات طویل نہیں کرنا چاہتا کہ جتنا ہمارا یہ مجمع یہاں بیٹھا ہے۔ سات سال سے لیکر اور بڑھاپے تک کے جو آدمی یہاں بیٹھے ہیں میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ سارے کے سارے اس کلمہ کی دعوت کو لے کر گلیوں میں، بازاروں میں، دوکانوں میں، ریلوں میں، موٹروں میں، رکشوں میں، ہوائی جہازوں میں، خشکی میں، تری میں اور باغوں میں زمینوں میں یہ پھرنے لگیں تو وہ منظر دیکھ لینگے ان شاء اللہ کہ جو منظر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں آیا۔ اس کا کچھ نہ کچھ نمونہ دیکھ لینگے۔

دعوت کے ذریعہ سچ آئے گا جھوٹ ختم ہوگا

کیا؟ یہ جھوٹ ختم ہو جائیگا؟ نہ بازاروں میں رہے گا نہ گھروں میں نہ زمینداروں میں رہیگا اور نہ ریلوں میں رہے گا نہ موٹروں میں نہ ہوائی جہازوں میں رہے گا۔ جھوٹ ختم ہوتا چلا جائیگا، سب سچے بنتے چلے جائیں گے، دعوت ایسی رحمت ہے۔

دعوت کے ذریعہ سے امانت قائم ہوگی خیانت ختم ہوگی

اور خیانت ختم ہوتی چلی جائیگی، کوئی خائن نہ رہے گا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک دوسرے کے مال میں خیانت کریں، امانت دار بنتے چلے جائیں گے۔ یہ دعوت دلوں کو امانت دار بناتی چلی جائیگی جب وہ دعوت دیتے ہوئے چلے گا اس کا دعوت دینے والے کا بھی دل اور پھر دوسروں کو داعی بناتا چلا جائے گا ان کے دل امانت دار اور سچے بنتے چلے جائیں گے۔ اور ظلم ختم ہوتا چلا جائیگا۔ نہ بڑوں میں ظلم رہیگا نہ چھوٹوں میں، نہ مال والوں میں نہ حکومت والوں میں نہ فقیروں میں نہ زمینداروں میں نہ تاجروں میں، ظلم کے بادل

چھٹتے چلے جائیں گے۔ باطل نکلتا چلا جائیگا اور حق کا نور آتا چلا جائیگا، عادل بنتے چلے جائینگے، انصاف والے اور عدل والے بنتے چلے جائینگے۔

دعوت ظلمات سے نکالے گی

دعوت ان کو ظلمات سے نکالے گی، جھوٹ سے، دھوکہ سے، ظلم سے، بے حیائی سے اور زنا سے، شرابوں سے، خیانت سے، بے دردی سے، بے رحمی سے نکالتی اور رحم دل بناتی چلی جائیگی، اور یہ سچا بناتی چلی جائے گی امانت دار بناتی چلی جائیگی۔ عدل و انصاف والا بناتی چلی جائیگی اور اپنے کو بھوکا رکھ کر دوسرے کو کھانا کھلانے میں اس کو مزا آئے گا۔

ذکر کی تاثیر دعوت سے ظاہر ہوگی

اور پھر ایک تسبیح سبحان اللہ کی بھی اس کے دل پر اثر کرے گی جو آج ہزار تسبیح اثر نہیں کرتیں کہ ہزار تسبیحیں پڑھیں پھر بھی جھوٹ نہیں چھوٹتا، خیانت نہیں چھٹتی، پھر ایک تسبیح سبحان اللہ کی اس کے دل کو منور کر دے گی۔ اس کو کہا ہے حدیث پاک میں "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" یوں کہیں کہ پاکی جو ہے وہ ایمان کا بڑا جز ہے اور کیا پاکی ہو، یوں کہیں دل پاک ہو، شرک سے، کفر سے، شک سے، ریب سے دل پاک ہونا چاہئے۔ پھر جب یہ کفر شرک نکل جائے دل میں سے تو پھر دل کو پاک کرنا پڑے گا کاہے سے؟ لوگوں کے حسد سے، کینہ سے، بغض سے، عداوت سے دل کو پاک کرنا، پھر اس کی نماز نور ہو جائے گی۔ آج نماز ہماری ظلمت ہے کہ نماز پڑھ کر بھی ہمارا جھوٹ نہیں چھوٹ رہا، خیانت نہیں جا رہی، ظلم نہیں جا رہا، برائیاں نہیں جا رہی، "تَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ" کی صفت نہیں آ رہی کہ ہمیں برائیوں سے روک دے، اور فحش کاموں سے روک دے، کیونکہ

دعوت چل رہی ہے ایسی۔ لیکن اگر دعوت چلے کہ دل پاک ہو جائے اور اسکی دعوت دیتا ہوا جا رہا ہے تو دل میں سے مسلمانوں کی عداوت کینہ بغض ختم ہوتا جائیگا اور پوری مخلوق کے اُوپر اس کے دل میں شفقت کا جذبہ آ جائیگا کہ یہ مخلوق جو ہے اس وقت یہ سب حضور ﷺ کی اُمت ہے، ان کے دل پاک ہو جائیں۔

سارے انسان حضور ﷺ کی اُمت ہیں

آج جتنی بھی دنیا کی اُمت ہے چاہے کافر ہوں ملحد ہوں۔ خواہ یہودی ہوں کیمونسٹ ہوں عیسائی ہوں سب حضور ﷺ کی اُمت میں ہیں۔ لیکن اُمت دو قسم کی ہے ایک حضور ﷺ کی ماننے والی اُمت اور حضور ﷺ پر ایمان لانے والی وہ تو مسلمان کہلانے لگے اور ایک جو مان نہیں رہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کی اُمت میں ہیں۔ اب کیوں؟ اس لئے کہ کوئی اور نبی نہیں آئے گا کہ جو اور نبی کی اُمت بنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ کُمْ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا میرے اُوپر اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام رحمتوں کو برکتوں کو اور مدد کو نصرتوں کو میرے اُوپر ختم کر دیا۔ اور جتنے پہلے زمانے میں انبیاء کو مددیں اور نصرتیں ملی ہیں ساری اللہ نے آپ کو دے کر اس میں مزید اضافہ کر دیا۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء کا سردار بنا دیا اور یہاں تک کہ ملائکہ اور تمام مخلوق سے زیادہ اشرف مقام اعلیٰ عطا فرما دیا اور آپ ہی مقام محمود پر کھڑے ہو کر قیامت کے میدان میں ساری اُمت کی زور سے شفاعت کریں گے، پہلی شفاعت۔

چھ شفاعتیں ہونگی وہاں قیامت کے میدان میں پہلی شفاعت جو ہوگی وہ کافروں کیلئے بھی ہو گی۔ مسلمانوں کے لئے بھی ہوگی ملحد اور نصاریٰ اور یہودی جتنے بھی قیامت کے میدان

میں انسان کھڑے ہونگے چاہے وہ کافر ہیں یا مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کی شفاعت یہ ہوگی کہ اے اللہ یہ مخلوق پریشان ہے ان کا حساب لے لیں۔ یہ شفاعت پہلی ہے کیونکہ سب پریشان ہوں گے اور یوں کہیں گے انسان گھبرا کر اس وقت کی سختی سے فزعِ الاکبر سے گھبرا کر یوں کہیں گے کہ ہمیں جہنم میں ڈال دو لیکن ہمارا حساب ہو جائے جلدی، ہم یہاں کی مصیبت سے بچ جائیں، کیونکہ یہ انسان کی ایک فطرت ہے کہ جو مصیبت آتی ہے وہ یوں کہتا ہے یہ مصیبت دفع ہو جائے، چاہے اسکے بعد میری موت آ جائے۔ اگر پسلی میں درد اٹھ جائے تین دن درد سے تڑپ رہا، تو تمنا کرے گا کہ اس سے بہتر ہے موت آ جائے اور یوں خبر نہیں کہ قبر میں پسلی کے درد سے زیادہ بڑا عذاب ہے۔ جہاں آگ کے انگارے بچھا دیئے جائینگے نافرمانوں کیلئے اور جہاں گرز لے کر فرشتہ مارے گا تا کہ چھ ہاتھ زمین میں دھنس جائے۔ کیونکہ اس کی تکلیف سامنے نہیں ہے اس لئے موجودہ تکلیف کو ہٹانا چاہتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے یوں کہیں قیامت کے میدان میں وہاں کی تکلیف کو دیکھ کر اور پریشانیوں کو دیکھ کر، خوف کو دیکھ کر، اللہ تعالیٰ کا جلال اور غصہ پورے اعلیٰ درجہ پر ہوگا تو اس کو دیکھ کر سارے یوں کہیں گے کہ چاہے ہمیں جہنم میں ڈال دیا جائے ہمیں اس مصیبت سے بچا دو، ہمارا حساب کتاب ہو جائے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہیں حضرت نوح علیہ سلام کے پاس جائیں گے، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے مختصر میں عرض کر رہا ہوں پھر سب یوں کہیں گے ارے بھئی آج کا دن ایسا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کا غضب اور غصہ اور جلال و کبریائی کو دیکھ کر کسی کی ہمت نہیں کہ آج جو اس کے دربار میں سفارش کر سکے، لہٰذا تم جاؤ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آج کا دن ان کی سفارش کا ہے اور مقام محمود اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقرر کیا ہے۔ یہ پہلی سفارش ساری مخلوق کیلئے آپ ﷺ کی ہے اس سے یہ پتہ چلا کہ ساری اُمت آپ ﷺ کی ہے اس وقت، اور پہلی اُمتیں بھی آپ کے دست نگر ہوں گی اور آپ ﷺ کی اُمت کی شہادت ان اُمتوں کیلئے ہوں گی۔

دعوت ہمارا بچہ بھی دے سکتا ہے

تو میرے دوستو بزرگو!

یہ دعوت ہر ایک بچہ بھی دے سکتا ہے، سات سال کا بچہ ارے بھائی ایمان لاؤ اللہ پر، اور اللہ سے ڈرو اور اللہ کے حکم کو مانو اور رسول پاک ﷺ لے کر آئے ہیں اللہ کے احکامات لہٰذا رسول پاک ﷺ کے طریقہ پر ہم اپنی زندگیوں کو بناتے چلے جائیں۔ مگر بنے گی تب جب ہم حضور کی دعوت دیتے چلے جائیں۔ جو رسول پاک ﷺ دعوت دے رہے تھے "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ہم بھی وہ ہی دعوت لے کر پھر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ہدایت ڈالے گا، یہ ہے "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا" جب ہم یہ محنت کر رہے ہوں گے جان سے اور مال لگا رہے ہوں گے۔

۲۔ دعوت پر مال لگ رہا ہو

دوسرے محنت مال سے ہوگی، اسی پر جان لگ رہی ہے اسی پر مال لگ رہا ہے جان بھی اپنی مال بھی اپنا۔ پھر آگے یوں کہیں۔

۳۔ دعوت پر دل بھی لگ رہا ہو

اسی پر دل لگ رہا ہو، دل میں یہی سمایا ہوا ہوگا کہ کسی طرح سے اللہ کی بات اُونچی ہو جائے اور میرے نبی ﷺ کے لائے ہوئے احکامات اور طریقہ دُنیا میں پھیل جائیں، اس پر میری جان مال لگ جائے، یہ دل کی تمنا بنے گی تو دل دُنیا سے ہٹے گا۔ آج تو سارا دل کیا کہہ رہا ہے، تاجر کہیں کہ ہماری تجارت بڑھ جائے، دل سارا تجارت میں ہے اور زمیندار کا دل زمینداری میں ہے، ڈاکٹر کا دل ڈاکٹری سے اپنی دنیا بڑھانے میں ہے، انجینئر کا

انجینئری سے، حکومت کا مال بڑھانے میں اور اپنی قوت بڑھانے میں سارا دل اسی میں ہے۔ فقیر کا دل پیسہ مانگنے میں اور اپنی زندگی بنانے میں ہے، ہر ایک کا دل آج دنیا میں ڈوبا ہوا ہے یوں کہیں کہ میری دنیا بن جائے، میری ہی دنیا بن جائے اور اپنی ہی اپنی کے بنانے میں ہر ایک لگ رہا ہے۔ یوں کہیں جب دعوت لے کر پھرے گا "اللہ اکبر" اب اس کو ہدایت وہاں سے آئیگی آسمانوں سے، اب اس کے دل میں پورے عالم کے انسانوں کی شفقت ڈالے گا "اللہ" کہ تو اپنا نہیں ہے۔ ہاں تو ہمارا ہے۔ تو ہمارے نبی کا ہے۔ جیسے نبی پاک ﷺ کے دل میں پورے عالم کے انسانوں کی شفقت تھی اور چاہتے تھے کہ سارے کے سارے جہنم سے بچ کر جنت میں آ جائیں۔ تیرا دل بھی یہی چاہیگا ان شاء اللہ اور تیرے دل میں یہی جذبہ آئے گا کہ میرا کام تو دنیا کے اندر اپنے جان و مال اس کے اُوپر قربان کرنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے طریقے عالم میں پھیل جائیں اور حضور ﷺ کا کلمہ دنیا میں بلند ہو جائے، پھر جب دل میں آ جائیگا تو آگے ہے دماغ کا سوچنا۔

۴۔ دماغ سے دعوت کی تشکیلیں سوچنا

اس کے اُوپر پھر دماغ کام کرے گا، دماغ تشکیلیں بنائے گا کہ میں فلاں کو کیسے دعوت میں اُٹھاؤں، فلاں کالج کے طالب علم کو کیسے لوں، فلاں پروفیسر کو کیسے سمجھاؤں۔ خدا کی قسم میں مسجد میں بیٹھا ہوں۔ ایک طالب علم نے کالج کے اور بیس مسجدیں اس کالج میں بنی ہیں اور اب تو بیس کی پچیس ہو گئیں۔ ایک طالب علم نے اس پورے کالج کے اندر پانچ ہزار سے زیادہ چھ ہزار کے قریب طلباء اور بڑے سے بڑے PHD اور پروفیسر، 100 کے قریب اور اسٹاف سب کو دعوت پر کھڑا کر دیا، ایک طالب علم نے، یہ کام اللہ نے اتنا

آسان کیا۔ ہم یوں نہ سمجھیں یہ کام اتنا مشکل ہے۔ اس کیلئے تو بڑے علامہ کی ضرورت ہے۔ بڑے مولانا کی ضرورت ہے۔ بڑے قرآن کی تفسیریں پڑھے ہوئے اور حدیثیں پڑھے ہوئے کی ضرورت ہے۔ نہیں اللہ سب سے کام لیتے ہیں۔ ان کی بھی ضرورت ہے علم ان ہی سے سیکھنا ہے ذکر ان ہی سے پوچھیں گے اور طریقہ ان ہی سے پوچھیں گے۔

لیکن دل میں جس کے آجائے گی کام اللہ اس سے لے لے گا۔ جہاں دل میں آئے کہ مجھے اس کالج کو بدلنا ہے اور دعوت دے کر اس کالج کو میں نے دعوت کا کالج بنا دینا ہے اور مجھے ان کارخانوں کو بدلنا ہے۔ یہ سارے کارخانے دعوت کے کارخانے ہیں۔ ان سے دعوت پھیل رہی ہو دنیا میں اور یہ فیکٹریاں اور یہ ساری ریلیں، ان کے ڈرائیور کو بھی اور سارے عملہ کو مجھے دعوت میں لگانا ہے۔ کیونکہ ریلیں نماز پڑھاتے ہوئے، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور تعلیم کے حلقے ریلوں میں ہوتے ہوئے اس طرح جا رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ان کے اوپر اتر رہی ہو۔

دعوت کا یہ کام شعبوں کو چھڑانے کیلئے نہیں انکی درستگی کیلئے ہے

تو میرے دوستو بزرگو! ہم سوچیں بہت آسان کام ہے، کوئی مشکل نہیں اور یہ بھی نہیں کہتا یہ کام کہ تو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دے تو اپنے کالج کو چھوڑ دے۔ اپنی نوکری کو چھوڑ دے تو اپنی تجارت کو چھوڑ دے اپنی جائداد کو چھوڑ دے۔ نہیں نہیں؟ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو یہ نہیں ترغیب دی کہ تم ساری چیزیں چھوڑ کر اس کام میں لگ جاؤ۔ کیوں؟ اگر ساری چیزیں چھوڑ بھی جائیں تو قرآن کو کاہے پر نافذ کریں گے۔ قرآن تو دنیا میں جتنے شعبے ہیں سب شعبوں کو درست کرنے کے لئے آیا ہے اور یہ قرآن انسان کے

اندر جتنے اعضاء ہیں، جوارح ہیں اور دل و دماغ ہیں، ہاتھ ہیں پیر ہیں۔ یہ ان سب کو صحیح کرنے کے لئے اور ان کا صحیح استعمال سکھانے کے لئے آیا ہے تو چھڑانا نہیں، اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تاجروں سے تجارت نہیں چھڑواتے۔ کاشتکار سے کاشتکاری نہیں چھڑاتے، ڈاکٹر سے ڈاکٹری نہیں چھڑواتے۔ ہاں اور Student سے اس کی تعلیم نہیں چھڑاتے، یوں کہیں جس جگہ پر تم ہو تم اللہ کے رسول ﷺ کے بن کر چلو، بس یہی ایک نکتہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے داعی بن کر، فرمانبردار بن کر، وفادار بن کر تم اپنے کالجوں میں پڑھتے ہوئے چلے جاؤ تو اللہ پاک تم سے ہی دنیا میں کام لے گا۔

چنانچہ اس کالج کے پروفیسر ہر سال چار ہفتہ کے لئے کبھی جاپان جا رہے کبھی آسٹریلیا جا رہے، کبھی کینیڈا جا رہے کبھی، افریقہ جا رہے کبھی، امریکہ جا رہے اور اس کے Student (طلباء) جو ہیں کیوں کہ میں ہر سال جاتا ہوں ایک ہفتہ کے لئے اس کالج میں اس کے Student جو ہیں اپنی چھٹیوں کو جو گرمی کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ بھئی سب ہی کے ہاں ہوتی ہیں۔ ان ساری چھٹیوں کو اللہ کی راہ میں لگا دیتے ہیں اور انہوں نے اپنے ماں باپ کو بھی تبلیغی بنا دیا، دعوت ہی میں لگا دیا، اپنے بھائیوں کو اپنے ماں باپ کو۔ تو میرے دوستو بزرگو!

یہ بات دل میں بس جائے کہ اللہ تعالیٰ داعی کے ساتھ ہیں

داعی کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ یہ دلوں میں جما لو۔ جب تک یہ بات دل میں نہیں آئیگی اس وقت تک کام نہیں چلے گا کہ جب میں اللہ کی طرف لوگوں کو بلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد میرے ساتھ ہے۔ یہ وعدہ ہے اللہ کا کہ اللہ کی رحمتیں میرے

ساتھ ہیں ۔ اللہ کے فرشتے میرے ساتھ ہیں، اللہ کی ہوائیں میرے ساتھ ہیں، اللہ کے بادل، سمندر اور دریا میرے ساتھ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق انسانوں کے علاوہ جو ہے، انس وجن کے علاوہ وہ میرے ساتھ ہے ۔ کیوں کہ اور جو مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتی ۔ نہ دریا کرتا ہے نافرمانی کہ طغیانی ایسے ہی آجائے گی ۔ نہ بادل کرتے ہیں کہ حکم کے بغیر زیادہ سے زیادہ برس جائیں ۔ یا بالکل ہی نہیں برسیں، حکم ہو رہا ہو اور نہ برسیں ۔ نہ فرشتے نافرمانی کرتے ہیں ۔ کوئی مخلوق نافرمانی نہیں کر رہی لیکن انسان ہے جو نافرمانی کرتا ہے ۔ تو اس لئے کہا کہ جو اللہ تعالیٰ کی بات کو لے کر لوگوں کے سامنے جائیگا اور لوگوں کو بلائے گا ۔ اس کو فرمایا "وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ" یوں کہیں اللہ کو بہت ہی محبوب ہے اس کا کلام جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے ۔

جس کا کلام محبوب ہو وہ کتنا محبوب ہوگا

جب اس کا کلام محبوب ہے تو وہ کتنا محبوب ہوگا ۔ یوں کہیں جس کی بات اللہ کو محبوب ہے وہ آدمی کتنا محبوب ہوگا ۔ جب حضور ﷺ کا کلام اللہ کو محبوب تھا حضور ﷺ کتنے محبوب تھے خدا کی قسم یوں سمجھ لو جو اس دعوت کو لے کر چل پڑا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ معزز ہے ۔ اور ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے، یوں کہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک وقت کا کھانا دیں تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور جو دو وقت کا دے تو اور زیادہ، تین وقت کا دے تو اور زیادہ، یوں کہیں کہ جتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ دے رہا ہے ان پر شکر ادا کرنا ضروری ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھ دے رکھی ہے اس پر شکر ادا کرنا چاہئے ۔ ان سے پوچھو جن کی آنکھیں نہیں ہیں، کان دے رکھے ہیں، ہاتھ پیر، تندرستی اور پھر باہر کی

نعمتیں ۔ پھل ہیں، کھانے ہیں، دوسری قسم قسم کی نعمتیں دے رکھی ہیں ۔ بیوی بچے ہیں اور پھر اور نعمتیں ۔ محبت کرتے ہیں لوگ ۔ یوں کہیں یہ تو دنیا کی نعمتیں ہیں اور اب دین کی نعمتیں، ان نعمتوں کا کیا کہنا ۔

کلمہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے

بھئی! اللہ پاک نے ہمیں کلمہ دے دیا پڑھنے کے لئے ۔ ایمان کا کلمہ دیا، دنیا کی ساری نعمتوں سے بڑی نعمت ۔ یوں کہیں اللہ نے ایک قاعدہ بتلایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۔ جب تم میری نعمت کا شکر ادا کروگے تو میں نعمت کو بڑھاؤں گا ۔ اور تفصیل تو اسکی بہت بڑی ہے ۔ اور شکر ادا کرنے کا طریقہ بھی ہم نہیں جانتے ۔ یہ بھی جب دعوت دینگے تو اللہ پاک ہی سکھائیں گے کہ نعمتوں کا شکر کیسے ادا ہوگا ۔ عمل سے شکر ادا ہوگا، زبان اسکا اظہار کرے گی اور دل اس سے متاثر ہوگا، دل متاثر ہوگا اور زبان اس کا اظہار کرے گی ۔ عمل شکر کی حقیقت کو پیدا کردے گا ۔ یاد رکھنا! یوں کہیں جب اللہ نے ہمیں ایمان دیا اور ایمان بھی نبی ﷺ والی نبوت کا ایمان دیا یعنی ہم نے یوں کہا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" عیسیٰ رسول اللہ نہیں کہہ رہے ہم! موسیٰ رسول اللہ نہیں کہہ رہے ہم! حالانکہ وہ بھی رسول اللہ ہیں ۔ جتنے انبیاء ہیں سب رسول اللہ ہیں لیکن ہم کیا کہیں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"، یعنی اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے شرف عطا فرمایا کہ ہمیں اس نبی ﷺ کے اوپر ایمان لانے کا حکم پہلے دیا اور سارے انبیاء ہمارے نبی کے تابع کردیئے ۔ سب کے سردار ہمارے نبی علیہ السلام ۔ تو ہم کو اس پر شکر ادا کرنا پڑیگا ۔ جتنا ہم دنیا کی نعمتوں کا شکر ادا کریں تو اس پر تو اس سے زیادہ شکر ادا کرنا پڑے گا ۔ کہ یہ تو ہم کو جنت میں لے جائے گا ۔ دنیا کی نعمتیں جنت

میں نہیں لے جائیں گی۔ وہ تو جنت تو جب بنیں گی جب ہم ان کو ذریعہ بنائیں گے اللہ پاک کی اطاعت کا۔ اور نبی ﷺ کی اتباع اور اطاعت کا۔ جب وہ جنت کا سبب بنیں گی ورنہ یہی نعمتیں دنیا کا عذاب بن جاتی ہیں دنیا ہی میں اور یہی جہنم میں لے جاتی ہیں۔ ”یہی نعمتیں ناشکری کی وجہ سے!“

دعوت کے ذریعہ عمل سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا ہوگا

لیکن میرے دوستو! ایمان پر ہم جتنا شکر ادا کریں گے اور نبی ﷺ کی امت میں ہونے کا شکر ادا کریں گے یوں کہیں یہ شکر اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری نعمتوں کے شکر سے بڑھ کر ہے۔ پھر اس کا شکر کیسے ادا کریں گے۔؟ یوں کہیں اسکا شکر ادا کریں گے دعوت کے ذریعہ کہ ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں گویا کہ ہم اللہ پاک کی ایمان والی نعمت کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے طرف بلا رہے ہیں۔ اتباع کی طرف، اطاعت کی طرف بلا رہے ہیں۔ گویا کہ ہم محمد رسول اللہ کی نعمت کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ جو لوگ اس شکر کو لے کر چلیں گے اللہ پاک ان کی نعمتوں کو بڑھائیں گے۔ یعنی ان کے ایمان کو بڑھائیں گے، ان کے ایمان اور اتباع کو بڑھائیں گے۔ اور اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں بڑھتی چلی جائیگی۔ جوں جوں وہ ایک ایک سنت کو زندہ کر رہے ہیں اور پھیلا رہے ہیں اتنا ہی سرکار دو جہاں سیّد الکونین ﷺ کی محبت ان دلوں میں بڑھتی چلی جائے گی اور ایمان کی روشنی بڑھتی چلی جائے گی۔ اسی کو حدیث پاک میں فرمایا ”مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ کہ جو میرے طریقوں کو جو جب لوگوں میں مٹ گئے ہوں گے،

لوگوں نے مٹا دیئے ہوں گے۔ جو میرے ایک طریقے کو بھی اس وقت زندہ کرے گا، پھیلائے گا اس کی محبت میرے ساتھ سچی سمجھی جائے گی فقد کا لفظ یہ بتلا رہا ہے کہ اسکی محبت میرے ساتھ سچی سمجھی جائے گی۔ جو میرے طریقے کو پھیلا رہا ہے۔ اور جس کی محبت میرے ساتھ سچی ہو جائے گی قیامت میں جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ”وہ میرے ساتھ ہوگا۔“

دعوت کے ذریعہ حضور ﷺ کے سارے طریقے زندہ ہوتے ہیں

اچھا اس دعوت کے ذریعہ صرف حضور ﷺ کی ایک سنت ہی زندہ نہیں ہوتی بلکہ ساری سنتیں سارے طریقے زندہ ہوتے ہیں۔ کھانے کے طریقے، پینے کے طریقے، چلنے کے طریقے، شادیوں کے طریقے، بچے پالنے کے طریقے، نماز پڑھنے کے طریقے، ذکر کرنے کے طریقے، علم سیکھنے کے طریقے، اور ”معاملات“ لوگوں سے معاملات کرنے کے طریقے اور معاشرت کرنے کے طریقے۔ ہر چیز کے سارے طریقے زندہ ہوتے ہیں۔

ایمان کا خلاصہ حضور ﷺ کے طریقے پر چلنا

اور سارے ایمان کا خلاصہ حضور ﷺ کے طریقے ہیں۔ ایمان کے جتنے طریقے ہیں توحید کے جتنے ربوبیت کے الوہیت کے سب حضور ﷺ نے ہمیں بتلائے ہیں۔

اُمت کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ دین کو دنیا میں نہیں پھیلا رہی

تو یوں کہیں کہ دعوت سارے ایمان کے طریقوں کو اور سارے اسلام کے طریقوں کو یعنی حضور ﷺ کے سارے طریقوں کو جو اس وقت دنیا میں مردہ ہو چکے ہیں اور ہمیں شعور بھی نہیں۔ اور امت کا، ہمارا سب سے بڑا جرم جس کی وجہ سے ہم باطل کے نیچے

پس رہے ہیں۔جس کی وجہ سے اللہ کی رحمتیں ہم سے ہٹی ہوئی ہیں اور اللہ پاک کی مدد ہٹی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہو رہی اور وہ صرف یہی جرم ہے کہ ہم اللہ کے دین کو کو دنیا میں نہیں پھیلا رہے ہیں۔نبی ﷺ کے لائے ہوئے طریقوں کو نہیں پھیلا رہے۔ہم اپنی دنیا کو پھیلا رہے ہیں۔ہاں! دنیا کو پھیلا رہے ہیں۔اور ان طریقوں کو چھوڑتے جارہے ہیں اور وہ طریقے مٹتے جارہے ہیں۔اسکا نتیجہ کیا آرہا؟ نتیجہ یہ آرہا!

دعوت چھوڑنے کی وجہ سے اللہ کا عذاب اتر رہا ہے

کہ ہمارے اوپر اللہ کا غضب اور غصہ اتر رہا ہے۔عذاب اتر رہا ہے۔حدیث پاک میں فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبَ لَكُمْ"

فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔حضور ﷺ قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ جب تم میرے طریقے پھیلانا چھوڑ دو گے اور جو باطل کے طریقے ہیں ان کو مٹانا چھوڑ دو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔اللہ کی پکڑ آئیگی اور تم دُعائیں مانگو گے دُعائیں رد کردی جائیں گی۔دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔تو اس کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے میرے دوستو! اللہ کا عذاب آسمانوں سے زمین پر آرہا ہے، اور پکڑ آرہی ہے پھر دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ذلت آجائے گی چاہے تم نماز پڑھیو، روزہ رکھیو، زکوۃ دیجیو، حج کریو، قرآن روزانہ پڑھیو، ذکر روزانہ کریو، علم روزانہ سیکھیو۔لیکن ذلت طاری ہوجائے گی

اور ذلت سے نہیں نکل سکو گے۔کیا فرمایا! "اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ. سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ" کہ جب تم غلط تجارتوں میں لگ جاؤ گے اور کھیتیوں میں لگ جاؤ گے، بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، زمینوں پر راضی ہو جاؤ گے اور اللہ پاک کا کلمہ بلند کرنا چھوڑ دو گے تو اللہ پاک تمہارے اوپر ذلت مسلط کردے گا۔باوجود تمہارے سارے اعمال نماز، روزہ کے ذلت مسلط کردے گا۔اور وہ کیا؟ کہ باطل کے نیچے آجاؤ گے۔باطل کے قانون کے نیچے آجاؤ گے۔اور باطل والوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت اسلام کی نکل جائے گی۔اور تمہارے دلوں میں وھن اور کمزوری اور دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت ڈالدی جائے گی۔اور دنیا میں ذلیل ہو کر زندگی بسر کرو گے۔چاہے مالوں میں ہو، چاہے کارخانوں میں ہو، چاہے فیکٹریوں میں ہو مگر ہو گے قانونِ باطل کے نیچے۔

دعوت اتنی آسان ہے کہ سات سالہ بچہ بھی دے سکتا ہے

تو اس لئے میرے دوستو بزرگو! دعوت اتنی آسان کہ ہمارا بچہ بھی دے سکتا ہے ہمارا سات سال کا بچہ وہ بھی اپنے اسکول میں جا کر کہہ سکتا ہے "تم لا الہ الا اللہ" اپنے اندر مضبوط کرنے کی کوشش کرو اور لوگوں کو دعوت دیا کرو اس سے مضبوط ہوگا۔لوگوں سے یہ کہو کہ اللہ پاک کے حکم میں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں ہماری کامیابی ہے۔اور ہم وہ طریقے سیکھیں گے اور ہم ان طریقوں کو دعوت دیتے ہوئے پھریں گے۔ادھر سے اس کا ارادہ ہوگا اور ادھر سے اللہ کا غیبی نظام چلے گا۔

ایک بچہ کیسے دعوت دے سکتا ہے

اس پر میں تمہیں ایک قصہ سناؤں ۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بچہ کیسے دعوت دے سکتا ہے ۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک ظالم کافر بادشاہ تھا جو اپنے کو خدا کہلواتا تھا اور یہ قصہ قرآن میں ہے مگر مختصر اور حدیث میں ہے تفصیل کے ساتھ۔قرآن میں اختصار کے ساتھ یہی قصہ والسمآء ذات البروج میں ۔کہ ایک بادشاہ تھا کافر اپنے کو خدا کہلواتا تھا۔اس کا ایک جادوگر تھا۔وہ بوڑھا ہوگیا۔اس جادوگر نے کہا بادشاہ سے کہ اگر میں مرگیا تو تیرے ملک سے جادو ختم ہوجائیگا۔لہٰذا مجھے کوئی بچہ دے میں اس کو سکھادوں۔تو بادشاہ نے ایک بچہ دیا، اپنا لڑکا دیا۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ لڑکا اس بادشاہ ہی کا تھا ۔اس نے اپنے بچے سے کہا کہ جا اور اس جادوگر سے جادو سیکھ کر آ۔اور اس جادوگر کی جھونپڑی تھی شہر سے باہر۔وہ جاتا صبح کو سیکھتا اور آجاتا شام کو۔روزانہ جانے لگا راستے میں ایک ایمان والا راہب جو مسلمان تھا ایمان والا تھا لوگ اس کے وعظ کو سنا کرتے تھے ۔یہ بھی بیٹھ گیا اس کے وعظ کو سننے کے لئے۔تو اسکے وعظ سے ایمان اسکے دل میں آنے لگا ۔اور اسکا وعظ محبوب اور پیارا معلوم ہونے لگا۔اور جادوگر کی طرف جانے سے اسکی طبیعت اچاٹ ہونے لگی۔لیکن بھئی بادشاہ کا حکم، میں مختصر کرکے بیان کررہا ہوں یہاں تک کہ ایک دن چلا جارہا تھا راستہ میں ایک جانور کھڑا تھا بہت بڑا "دابہ" شیر تھا یا بڑا اژدھا تھا۔نام نہیں آیا بس دابہ کا لفظ آیا ہے تو اس نے ایک پتھر اٹھایا۔لوگ کھڑے ہوئے تھے بہت سے اور گزر نہیں سکتے تھے اس کے خوف سے، اس نے پوچھا کہ یہ کیوں کھڑے ہیں۔کہنے لگے دیکھتے نہیں کہ یہ سامنے کھڑا ہے۔گذرنے نہیں دیتا! خوف ہے اس کا کہ حملہ نہ کردے۔اس لڑکے نے پتھر اٹھایا اور یہ دعا مانگی۔اے اللہ اگر وہ راہب تیرے نزدیک حق

پر ہے ایمان والا ہے تو میرے پتھر سے یہ جانور مرجائے۔مارا جو پتھر تو وہ جانور مرگیا۔اور وہیں مرگیا۔پھر وہ جادوگر کی طرف نہیں گیا اور اس راہب سے جاکر کہا کہ آج میں نے یہ آزمائش کی تھی اور میرے پتھر سے وہ مرگیا لہٰذا آپ کا بتایا ہوا ایمان یقین کے ساتھ میرے دل میں آگیا کہ آپ کا دین حق ہے۔تو اس راہب نے کہا کہ تو میرے سے بھی افضل ہوگیا! تیری دعا قبول ہونے لگی۔لیکن یاد رکھ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کا امتحان لیا کرتے ہیں بلا کے ساتھ اور مصیبت کے ساتھ کہ جن کے دلوں میں ایمان پکا ہوجاتا ہے۔

اللہ پاک کی سنت ہے کہ ایمان والوں کا امتحان ہوتا ہے

ہاں! یہ اللہ پاک کی سنت ہے۔اب تیرا امتحان آویگا۔اور تیری دعا تو اب ہر ایک کیلئے قبول ہوگی۔لہٰذا تیرے اوپر کوئی امتحان آئے اور مصیبت آئے تو میرا پتہ نہ بتانا۔اس نے کہا بہت اچھا! اب کیا تھا لوگ اس کے پاس آنے لگے۔کوئی اندھا ہے کہ بھئی میری آنکھوں کیلئے دعا کردے، وہ کہے کہ اگر میرے رب پر ایمان لاؤ گے تو میں دعا کرتا ہوں میرا رب ٹھیک کردیگا۔وہ ایمان لاتا یہ دعا کرتا آنکھیں ٹھیک ہوجاتیں! برص کی بیماری والے، کوڑھ کی بیماری والے، ہر طرح کی بیماریاں، ہر طرح کی پریشانیوں والے آنا شروع ہوگئے اور اسکی دعا اللہ پاک قبول کرنے لگے۔جہاں اس نے دعا مانگی اور جناب عالی! فوراً اسی وقت ٹھیک ہوجاتا، دیر نہیں لگتی تھی۔یہاں تک کہ بادشاہ کا ایک وزیر تھا اسکی آنکھیں جاتی رہیں، نابینا ہوگیا۔وہ آیا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ شاید جادو کے ذریعے سے ٹھیک کرتا ہے۔وہ بہت بڑے ہدایا لے کر آیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اپنے جادو کے ذریعہ سے آنکھیں ٹھیک کرتا ہے لہٰذا میری آنکھیں بھی ٹھیک کردے۔اس نے کہا کہ نہیں میں ٹھیک

نہیں کرتا جادو نہیں ہے۔ اگر تو میرے رب پر ایمان لائے تو میرا رب تجھے ٹھیک کر دے گا ۔ میں اپنے رب سے دعا کروں گا۔ اس نے کہا کہ میں ایمان لایا تیرے رب پر۔ اس نے جو دعا مانگی آنکھیں کھل گئیں۔ اب کیوں کہ یہ وزیر تھا بادشاہ کی ''مجلس شوریٰ'' میں بیٹھنے والا ! اور ہر وقت بادشاہ کے پاس بیٹھنے والا۔ جب وہ پہنچا بادشاہ کے پاس تو اس نے پوچھا کہ تیری آنکھیں کس نے ٹھیک کر دی؟ اس نے کہا کہ ''میرے رب نے'' اس نے کہا اچھا کہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کو رب بنا تا ہے۔ بلایا سپاہیوں کو اور کہا کہ پکڑو اس کو اور لگاؤ اس کے ہنٹر کہ یہ بتائے کہ یہ بات اس نے کہاں سے سیکھی؟ کس نے سکھائی؟ اب بھائی! مار کے آگے بھوت ناچے مشہور ہے، جب پٹائی ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ کے لڑکے نے! اس نے حکم دیا بلاؤ اور اس کو گرفتار کر کے لاؤ۔ اس کو گرفتار کر کے لائے، اب اس بچے پر آ گئی بارہ چودہ سال کا بچہ تھا یا پندرہ سال کا ہوگا۔ حکم دیا کہ کرو اسکی پٹائی کہ اس کو کس نے سکھایا اب اس نے بتا دیا کہ فلاں راہب، نے اس نے کہا لاؤ راہب کو گرفتار کر کے اور یہ تینوں کے تینوں کھڑے کر دیئے گئے ایک ساتھ اور آرا منگوایا گیا جو لکڑی کو چیرتا ہے اس زمانے میں چیرنے کے بھی آرے ہوتے تھے۔ آدمیوں کو چیرنے کے لئے ظالم بادشاہ استعمال کرتے تھے۔ پہلے وزیر کے سر پر رکھا اور کہا کہ یا تو اپنا ایمان چھوڑ دے اور مجھے خدا مان نہیں تو چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ مگر ایمان ایسا پکا ہوتا تھا اس زمانے میں، اس نے کہا کہ میں ایمان نہیں چھوڑ سکتا۔ چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اور پھر راہب کے سر پر رکھا گیا اور کہا کہ یا تو ایمان چھوڑ دے ورنہ تیرے بھی دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں ایمان نہیں چھوڑ سکتا۔ ایمان کے پکے۔ چنانچہ اس کے بھی ہو گئے دو ٹکڑے۔ لڑکا تھا

اپنا۔ اپنے سامنے مارنا پسند نہ کیا تو سپاہیوں سے کہا اس کو لیکر پہاڑ کی فلاں چوٹی پر لیجاؤ۔ جو بہت اونچا پہاڑ ہے اور چوٹی پر لیجا کر یہ کہو یا تو ایمان چھوڑ دے نہیں تو تجھے دھکا دیں گے اور گرا دینگے۔ چنانچہ لیکر کے گئے۔ مستجاب الدعوات تھا لڑکا۔ جب انہوں نے کہا یا تو ایمان چھوڑ دے نہیں تو تجھے گراتے ہیں۔ اور پھینک تے ہیں تو اس نے دعا مانگی۔ "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ" اے اللہ تو کفایت کیجیو تو بچائیو۔ بس پہاڑ پر لرزہ آیا۔ ایک زلزلہ آیا تو سپاہی تو گر کر مر گئے اور یہ صحیح سالم بادشاہ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا، بادشاہ نے کہا کہ تیرے ان ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور مار دیا، پھر غصہ میں اور سپاہی بلائے اور ان سے کہا کہ اس کشتی میں بٹھا کر بیچ سمندر میں لیجا کر کہو یا تو ایمان چھوڑ دے ورنہ سمندر میں دھکا دیتے ہیں۔ اس نے وہاں بھی وہی دعا مانگی "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ" کشتی لرزی اور وہ تو سمندر میں گر کر مر گئے اور یہ جناب آ کر کے بادشاہ کے پاس کھڑا ہو گیا، اس نے پوچھا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا اس نے کہا اللہ نے ان کو ڈبو دیا۔ اب وہ بادشاہ حیران کہ اس کو کیسے ماریں۔ اب اس لڑکے کے دل میں تھا اسلام پھیلانے کا جذبہ کہ میری موت کا جو وقت ہے تو آئیگا۔ لیکن میں اسلام پھیلا کر کیوں نہ مروں اور دعوت دیکر کیوں نہ مروں۔ تو اس نے کہا کہ مجھے تو نہیں مار سکتا مگر وہ تدبیر جو میں کہوں؟ اگر تو کرے تو میری موت آسکتی ہے، اس نے پوچھا کیا تدبیر؟ اس نے کہا اپنی تمام پبلک کو ایک میدان میں جمع کر۔ اپنی رعیت کو اور پبلک کو میدان میں جمع کر میرے ترکش سے تیر لے اور مجھے سامنے کھڑا کر اور یہ الفاظ کہہ کر کے تیر مار میرے "بِاسْمِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" اَقْتُلُهٗ میں اس لڑکے کے رب کے نام سے مارتا ہوں۔ تب تو تو مار سکتا ہے ورنہ نہیں۔ تو

اس نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ بیوقوف ہوا ہی کریں ہیں۔ اس کو نتیجہ معلوم نہیں تھا۔ اس نے ایسا ہی کیا سب کو جمع کرلیا۔ ترکش سے اس کے تیر لیا اور سامنے کھڑا کر کے تیر مارا ہے۔ یہ الفاظ بول کر میں اس لڑکے کے رب کے نام سے اسکو مارتا ہوں۔ تو اس کی کنپٹی پر آ کر تیر لگا اور وہ تو گرتے ہی مر گیا اور ساری پبلک کہہ اٹھی "نَحْنُ آمَنَّا بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" ساری پبلک نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔

تو ایک لڑکے نے بادشاہ کی پبلک کو ایمان میں داخل کر دیا۔ یہ ہے دعوت کا کام۔

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے بچے بھی ایمان پھیلا سکتے ہیں۔ کہ دعوت دیں۔ تو جب ہمارے بچے بھی حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی طرح جو دس سال کے تھے داعی بنیں اور ہمارے مزدور بھی زید بن حارثہ کی طرح غلام ہیں داعی بنیں اور ہمارے یہ تاجر بھی کاشتکار بھی۔ زمیندار بھی ابو بکر صدیقؓ کی طرح اور ہماری عورتیں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح سمیہؓ اور فاطمہ حضرت عمرؓ کی بہن کی طرح داعی بنیں تو آج بھی خدا کی قدرت وہی دکھلائے گی جو اس وقت دکھلایا تھا۔

آج بھی اللہ کی قدرت اور سنت داعی کے ساتھ ہے

خدا کی قدرت نہیں بدلی اور اللہ کی سنت نہیں بدلی وہی سنت ہے وہی قدرت وہی حکم ہے وہی نظام ہے۔ کوئی چیز نہیں بدلی۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کے یہ دعوت دینا بڑا آسان ہے۔ بھئی تاجر دوکان پر بیٹھے ہوئے دعوت دے اور دوکان سے تھوڑا وقت نکال کر جا کر بھی دعوت دے۔ ارے بھئی اپنی ضرورتوں کیلئے بھی تو جاتے ہیں۔ ارے بھئی تاجر چوبیس گھنٹہ تھوڑی دوکان کرتا ہے۔ شام کو دعوت کیلئے وقت نکالے اور جو دوکان پر آرہا

ہے اسے سودا بھی دے اور دعوت بھی دے۔ یہ صحابہ کا طریقہ تھا۔ صحابہؓ کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ ہم اصل میں داعی ہیں اور نبی اکرم ﷺ والی دعوت کے داعی ہیں۔ ختم نبوت والے داعی ہیں۔ لہٰذا ہم داعی ہیں ہم اپنی تجارتوں سے بھی اسلام پھیلائیں گے۔ اپنی کھیتوں سے بھی اسلام پھیلائیں گے۔ اپنے باغوں کے کاموں سے بھی اسلام پھیلائیں گے۔ اپنے مزدوروں سے بھی اسلام پھیلائیں گے۔ ہم ہر طرح سے اسلام پھیلائیں گے اور یہ ہماری جتنی ضروتیں ہیں۔ ضروتیں اللہ پورا کریگا اور پوری ہوتی چلی جائیں گی۔ لیکن ہمارا جو مقصد زندگی اللہ نے بنایا ہے وہ دعوت بنایا ہے اور قیامت کے میدان میں جتنا آدمی دعوت کے ذریعہ سے کما کر کے لیجائیگا کسی اور کے ذریعہ سے کما کر نہیں لیجا سکتا۔ یاد رکھیو۔

دعوت پورے عالم کیلئے رحمت ہے

دعوت پورے عالم کیلئے رحمت ہے۔ یہ جو ہم کہتے ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ سارے مسلمان چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے روزہ رکھے نہ رکھے۔ زکواۃ دے نہ دے اور جھوٹ بولے، دھوکہ دے۔ چوری کرے شراب پئے لیکن سب کا عقیدہ اس مسئلہ میں ایک ہی ہے کیا؟ کہ ہمارے نبی پاک ﷺ سارے جہانوں کیلئے جتنے عالم اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے سب کیلئے رحمت ہیں۔ سب کیلئے کیا ہیں بھئی؟ ''رحمت'' جی تو آپ کی دعوت بھی تو رحمت ہے۔ اللہ نے جو آپ ﷺ کو رحمت بنایا دعوت دیکر ہی تو بنایا لہٰذا اگر اس دعوت کو ہم لے لینگے تو ہم بھی رحمت بنیں گے۔ جس درجہ کی ہم دعوت دیں گے جس درجہ کی ہم محنت کریں گے جس درجہ کی ہم قربانی دیں گے اسی درجہ کے ہم رحمت بنتے چلے جائیں گے۔ اگر پورے عالموں کیلئے نہیں بنینگے اپنی ایک دنیا کیلئے تو رحمت بن جائیں

گے۔ اپنے شہروں کیلئے بن جائیں گے۔ رشتہ داروں کیلئے بن جائیں گے۔ محلہ والوں کیلئے بن جائیں گے اور دوسرے انسانوں کیلئے رحمت بن جائیں گے۔ جن کو جہنم کے راستہ سے نکال کر جنت والے راستہ پر لیجائیں گے ان کیلئے رحمت بن جائیں گے۔ جب ہمارے اندر سچائی آئیگی سچائی رحمت ہے سارے عالم کیلئے اور سارے انسانوں کیلئے۔ ہمارے اندر امانت داری آئیگی امانت داری رحمت ہے سارے انسانوں کیلئے۔ ہمارے اندر غریب پروری کا جذبہ آئیگا جو سارے عالم کیلئے رحمت ہے۔ ہمارے دل میں رحمدلی آئیگی۔ جو سارے عالم کیلئے رحمت ہے۔ ہمارے اندر عدل وانصاف کا جذبہ آئیگا۔ ہم عدل انصاف کے معاملہ میں ساری انسانیت کیلئے رحمت بنیں گے۔ یوں کہیں تمام صفات جو ہیں عالمی ہیں اور سارا عالم ان صفات کو پسند کرتا ہے۔

سچائی تو یہودی بھی پسند کرتا ہے نصرانی بھی، ہندو بھی، سکھ بھی اگر کوئی ملازمت کیلئے جاتا ہے کسی کے ہاں اور یوں کہیں کہ ملازمت چاہتا ہوں۔ ہاں بھئی ملازم کی ضرورت تو ہے۔ قد سے تو بہت قوی معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہ کہے میں جھوٹ بہت بولا کرتا ہوں تو وہ یہ کہے پھر تو مجھے بھی دھوکہ دے گا۔ جھوٹے کو نہیں چاہیئے۔ سچے آدمی کو تلاش کرتے ہیں۔ تو سچائی ساری دنیا کے انسانوں کے ہاں پسند ہے۔ جھوٹ کسی کے ہاں پسند نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی سچائی کو پسند کرتے ہیں اگر کوئی کہے کہ میں خیانت کرتا ہوں مالک کے مال سے اور لوگوں کے مالوں میں سے خیانت کر لیتا ہوں تو کوئی اس کو رکھے گا؟ یوں کہیں امانتدار چاہتے ہیں، یہودی بھی یہی کہیگا کہ امانت دار چاہتے ہیں اور نصرانی بھی کہ امانت داری رحمت ہے۔ تو صفات جو ہیں رحمت ہیں جب صفات دنیا سے مٹ جاتی ہیں عذاب کی

شکلیں پھیل جاتی ہیں۔ جب سچائی مٹی، بازاروں سے گھروں سے کارخانوں سے اور فیکٹریوں سے ریلوں سے ہوائی جہازوں سے جب سچائی مٹی، ہاں سچائی کی صفت مٹی، امانت داری کی صفت مٹی، غریب پروری کی صفت مٹی، عدل وانصاف کی صفت مٹی، رحم دلی کی صفت مٹی، ہمدردی کی صفت مٹی، جب یہ صفات مٹ گئیں تو اب دنیا میں عذاب ہی عذاب برس رہا ہے۔ پہلا عذاب یہ ہے کہ ایک دوسرے کیلئے دشمن ہوگئے۔ باپ بیٹے کا دشمن۔ بیٹا باپ کا دشمن۔ خاوند بیوی کا دشمن۔ بیوی خاوند کی دشمن، دوست دوست کا دشمن۔ پڑوسی پڑوسی کا دشمن تاجر تاجر کا دشمن۔ ہر ایک کے اندر سے جتنی صفات مٹتی چلی جارہی ہیں سب کے اندر حیوانیت آتی چلی جارہی ہے۔

دعوت کے ذریعہ صفات پیدا ہونگی

تو دعوت جو ہے میری دوستو ہمیں اس بات کی طرف بلا رہی ہے کہ ہمارے اندر اللہ پاک صفات لے آئیں جب ہم دعوت میں لگیں گے۔ بچے بھی بڑے بھی عورتیں بھی غلام بھی مزدور بھی۔ جب دعوت لیکر اٹھیں گے اور کتنا آسان ہے کوئی مشکل بھی تو نہیں ہے یہ کہنا کہ بھئی ہماری کامیابی دنیا میں بھی آخرت میں بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے جب ہم اللہ کا حکم مانیں گے تو اللہ پاک ہمیں دنیا میں بھی حیات طیبہ نصیب فرمائیں گے اس دعوت کی وجہ سے، اور ہمارے اندر سچائی لائیں گے، عدل وانصاف لائیں گے، امانت داری لائیں گے جو لوگوں کو محبوب ہیں۔ یہ صفات ہمارے اندر بھی آجائینگی۔ اللہ ربّ العزّت ہمارے اندر انسانیت لائیں گے، ہمدردی لائیں گے، محبتیں لائیں گے سارے انسان ہم سے محبت کریں گے۔ ہم رحمت بن جائیں گے، تو یہ کون نہیں کہہ سکتا؟ اور بھئی ہماری کامیابی رسول پاک

ﷺ کی اطاعت میں ہے، اتباع میں ہے۔ اور جب ہم حضور ﷺ کے طریقوں کو پھیلائیں گے۔ سرکار دو جہاں سید الکونین کی محبت ہمارے دلوں میں بڑھتی چلی جائیگی اور آپ ﷺ کی ایک ایک بات ہماری دلوں میں محبوب بنتی چلی جائیگی اور باطل کی باتیں ہمارے دلوں سے نکلتی چلی جائینگی۔ اللہ کی محبت ہمیں نصیب ہوگی۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور پھر نماز پڑھنی بھی آسان ہوجائیگی اور زکوۃ دینی بھی آسان ہوجائیگی۔ خوش ہوگے نماز پڑھتے ہوئے جب دعوت دیتے ہوئے نماز پڑھوگے پھر دیکھو تمہاری نماز میں کیسی جان آتی ہے کیسا نور آتا ہے اور دل لگے گا نماز میں اور پھر تم زکوۃ بھی خوشی سے ادا کروگے۔ اب تو زکوۃ دینی بھاری معلوم ہورہی ہے۔ ہاں طرح طرح کے حیلے اور لینے والے بھی طرح طرح کے حیلے کررہے ہیں۔ یوں زکوۃ صحیح راستہ پر جارہی اور نہ صحیح طریقہ پر جارہی اور نہ لینے والے کو صحیح طریقہ آرہا۔ پھر جب دعوت کے میدان میں پھروگے تو نماز جان سے ادا کروگے اور زکواۃ مال سے ادا کروگے یہ ہے "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ"۔

دعوت ایفائے عہد سکھائیگی

اور پھر اللہ تمہیں دعوت کے میدان میں سکھائیں گے کہ کیسے لوگوں کے ساتھ معاملے پورے کرنے اور وعدے پورے کرنے ہیں وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا پھر جناب عالی! پورے طور پر تمہارے وعدے پورے ہونگے اور تم ڈروگے کہ قیامت کے میدان میں کہ اگر وعدہ پورا نہ کیا تو وہاں کیا حال ہوگا۔

دعوت تمہیں تقویٰ سکھائے گی

یہ دعوت تمہیں تقویٰ سکھائے گی۔ تمہیں تقویٰ کی طرف لیجائے گی اور پھر تم دین پھیلانے میں محنت کروگے وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ جب تم اللہ کے کلمہ کو پھیلانے میں تکلیفیں اٹھاؤ گے اور قربانی دوگے کہ جان چلی جائے۔ چاہے کیسی مصیبتیں آجائیں لیکن ایک دفعہ اپنے نبی پاک ﷺ کی بات کو اونچا کردینا اور دنیا میں پھیلا دینا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کردینا ہے۔ یوں کہیں یہ جذبہ آئیگا تو ہم سچے متقی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ بن جائیں گے اور ہم پورے متقی ہوجائیں گے۔ اور یہ تقویٰ ایک بچہ کے اندر بھی آسکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے قصہ سنایا بادشاہ کے لڑکے کا اس میں تقویٰ آگیا تھا اور توکل آگیا تھا۔

تقویٰ اور توکل ایمان کے لازمی جز ہیں

اور تقویٰ اور توکل ایمان کے دو بازو ہیں "تقویٰ اور توکل" دعوت کے ذریعہ یہ بچوں میں بھی آسکتے ہیں۔ اور بچوں کے بہتیرے قصہ ہیں حدیثوں میں جن میں تقویٰ اور توکل آیا۔ مُصعب بن عمیرؓ ان ہی بچوں میں سے ہیں جو مدینہ منورہ جاکر قرآن سکھاتے تھے دعوت دیتے تھے اور وہاں اسلام پھیلارہے تھے۔ حالانکہ بچے تھے نوجوان بچے تھے۔ پوری جوانی کو بھی نہیں پہنچے تھے اور ان کے ہاتھوں بڑے بڑے سردار ایمان لے آئے۔ سعد ابن معاذ کہ ان جیسا کوئی انصار میں نہیں گذرا نہیں اور اسید ابن حضیرؓ اپنے قبیلوں کے اسلام لے آئے۔ سعد ابن معاذؓ وہ ہیں، کہ جن کی موت پر عرش بھی جھوم گیا تھا اور ہل گیا تھا اور ان کی موت پر اتنے فرشتے اترے ان کے جنازہ میں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے پنجوں کو اٹھا اٹھا کر چل رہے تھے۔ تو ایک نوجوان بچہ سے اللہ تعالیٰ اپنا کام لے سکتے ہیں۔ تو تم سب کے

سب یوں سمجھ لو کہ سب سے زیادہ کام اللہ نے دعوت والا دیا ہے۔ اور سب سے بڑی رحمت دنیا میں اسی سے آتی ہے اور اسی سے ہم رحمت والے بنیں گے اور اس کے چھوڑنے کی وجہ سے آج ہم عذاب بن گئے ہیں۔ آج سب عذاب بنے ہوئے ہیں ایک دوسرے کیلئے اور سب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں غیبت کر رہے ہیں جھوٹ بول رہے ہیں دھوکہ دے رہے ہیں لوٹ رہے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کو لوٹ رہا ہے اور دنیا محبوب بن گئی۔ اور جب دعوت کے میدان میں پھریں گے دنیا کی محبت نکلتی چلی جائیگی۔ پھر ہم اس دنیا کو لوگوں کے اوپر خرچ کریں گے ان کو جنت کی طرف کھینچنے کیلئے اور ان کو دین کا داعی بنانے کیلئے ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَنْفِقْ یُنْفَقْ عَلَیْکَ خرچ کر اللہ پر، اللہ کی راہ میں، اللہ تیرے اوپر خرچ کریگا۔ تو اللہ کے راستہ میں خرچ کر، اللہ تجھ پر خرچ کریگا وَلَا تُوْکِیْ یُوْکِیْ عَلَیْکِ اور باندھ باندھ کر نہ رکھیو۔ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا تھا کہ باندھ باندھ کر نہ رکھیو اللہ بھی باندھ رکھیگا۔ تو اس لئے کہیں اس راہ میں ہمیں خرچ کرنے کا جذبہ آجائے۔ آج تو لوگوں سے چھیننے کا جذبہ آرہا ہے۔ پھر لوگوں کو دینے کا جذبہ آئیگا۔ پھر اللہ کے غیبی خزانے کھلیں گے پھر ان خزانوں سے ملیگا۔

نیت اور ارادہ کرو کہ ساری دنیا میں دعوت کو لیکر پھرنا ہے

میرے دوستو! لہٰذا تم جتنے بھی اس مجمع میں بیٹھے ہو سارے یہ ارادہ کرلو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیغام اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا پیغام لیکر ساری دنیا میں پھرنا ہے۔ اور اسباب نہ دیکھیو۔ اسباب تو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ یہ جتنے بڑے بڑے بادشاہ گذرے

ہیں سارے یتیم تھے۔ ہاں وہ شداد وہ نمرود ان کی تاریخ اٹھا کر کے دیکھو یہ سب یتیم ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے جتنے اٹھائے ہیں اللہ تعالیٰ نے۔ اور سرکار دو جہاں ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یتیمی کی حالت میں اٹھایا اور تمام عالم کیلئے رحمت اور انبیاء کا سردار بنا دیا تمام فرشتوں، جبرئیل جیسے فرشتہ کو بھی آپ کی خدمت میں لگا دیا۔ تو بھئی یہ اللہ کا نظام ہے۔ آپ تو یوں ارادہ کریں کہ ہم نے ایک ایک سال تو مشق کیلئے دینا ہے ورنہ ہمیں تو پوری زندگی دعوت کے ساتھ گذارنی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہماری دوکانیں چھوٹ جائینگی ہمارے کاروبار چھوٹ جائیں گے ہمارے بیوی بچے چھوٹ جائینگے۔ نہیں کچھ نہیں چھٹے گا بس ایک نصاب بنانا پڑیگا صحابہؓ والا، نبی پاک ﷺ فِدَاہُ اَبِیْ وَ اُمِّیْ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس نظام پر لا کر ان کی پوری زندگیاں اسلام کیلئے ہوگئیں اور ان ہی کے ذریعہ سے اسلام آج تک ہم میں چلتا چلا آرہا ہے تو اس کیلئے بولو۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط سے کچھ اقتباسات

عرصہ دراز سے حضرت والا کی خیریت موصول نہیں ہوئی جس کی وجہ سے تشویش رہتی ہے۔حق تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔بندہ ایک جماعت کے ساتھ "سکاکہ" تبوک کے سفر میں گیا ہوا تھا جہاں ڈاکٹر وحید الزماں حیدرآباد والے ملازم ہیں۔انہوں نے ہی جماعت طلب فرمائی تھی۔یہ جگہ عراق کے قریب ہے دومۃ الجندل ایک گاؤں اس کے قریب ہے جہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک دستہ لے کر گئے تھے اور وہاں کا قلعہ جواب تک کھنڈر کی شکل میں کھڑا ہے،ایک یاد پہلوں کی تازہ کر رہا ہے۔وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی جامع مسجد موجود ہے۔اب حکومت نے ایک نئی جامع مسجد دوسری جگہ بنادی ہے اور پہلی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز موقوف کردی۔وہاں کے ایک متدین شیخ نے اپنا خواب سنایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں جمعہ موقوف نہ کیا جائے ورنہ فتن دیکھنے پڑیں گے۔اس نے اپنا خواب قاضی شہر کو سنایا تو اس نے معذرت ظاہر کی کہ جمعہ قائم کرنا حکومت کی اجازت سے ہوتا ہے۔وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں پاتے۔اس کے (سکاکہ) قرب وجوار میں دوسرے مقامات پر بھی جانا ہوا۔

وہاں کے امیر نے جو آل سعود سے ہے بڑا اکرام کیا۔اس کے لڑکے سے جو امریکہ میں پڑھتا ہے اور چھٹی میں آیا ہوا تھا ملاقات ہوئی اور دعوت سمجھانے کی سعی کی۔متواضع ہے۔امیر بھی اور اس کا لڑکا بھی۔

عام لوگوں میں دینداری پائی جاتی ہے۔سکاکہ ایک بڑا مرکزی مقام ہے۔پچیس

ہزار کی آبادی ہے۔کھجور کے باغات مدینہ پاک سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ایک جماعت بنادی گئی۔دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ ثابت قدم رکھیں۔تبوک میں ۹ روز رہنا ہوا،کام کا تعارف تو اکثر لوگوں کو ہے۔سب حکومت کے ملازم ہیں اس لئے باہر نکلنا دشوار بتلاتے ہیں۔اس کے قریب دیہات میں اور محلوں میں ساتھ دیتے ہیں۔مدیر جمرک مطار نے خاص طور پر مساعدت کی اور امام جامع مسجد نائب قاضی نے بھی توجہ اور محبت ظاہر فرمائی۔

حضور ﷺ کے قیام کی جگہ ایک مسجد حجر کے نام سے ہے۔عام مسافر اسی میں ٹھہرتے ہیں۔کچھ ہندستان کے تاجر وہاں ہیں۔انہوں نے خوب ساتھ دیا۔

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط میں سے چند

انمول ہدایات

۱۔ مخلوق سے نفع اٹھانے کا جذبہ نہ ہو بلکہ مخلوق کو نفع پہنچانے کا جذبہ ہو۔

۲۔ کوئی کام بغیر مشورہ کے نہ ہو کہ اجتماعی مسائل میں مشورہ واجب ہے۔

۳۔ تمام مسلمانوں سے دل صاف رکھے۔

۴۔ اپنا وقت صحیح گذارنا اور لایعنی باتوں سے حفاظت کرتا رہے۔

۵۔ امیر کی اطاعت طوعاً و کرہاً ہر طرح سے کرتا رہے۔

۶۔ اپنی جان کے ساتھ اپنا مال خرچ کرنے کو سعادت کو جانتا ہو۔

۷۔ امیر کا غصہ اپنی اصلاح کے لئے مفید جانتا ہو۔

۸۔ اپنے آپ کو ہمیشہ نیا سمجھنا باعتبار اوصاف کے اور پرانا سمجھنا باعتبار اوقات کے۔

۹۔ اپنے آپ کو طالب رکھے مطلوب نہ بنائے۔ اکرام کرے اکرام نہ کرائے۔

۱۰۔ اپنے کو تمام عالم کا ذمہ دار جانے کہ اس کی پوچھ مجھ سے ہوگی کہ تیری ذات سے کتنا دین پھیلا اور بے دینی کتنی مٹی۔

خط کے آخری الفاظ یہ ہیں:

''یہ دعوت کا کام ان لوگوں پر کھلتا رہتا ہے جو اپنے کو نیا سمجھ کر چلتے ہیں اور سیکھنے کا ذہن موت تک رکھتے ہیں اور مانتے ہوئے چلتے ہیں، اپنے کام مشوروں سے کرتے ہیں، گھر والوں کی ہر تمنا پوری نہیں کرتے، انکی ملامت سے نہیں ڈرتے، ان کی بہت زیادہ رعایت نہیں کرتے اور انکے ہر تقاضے کو پورا نہیں کرتے، کیوں کہ اس طرح بیوی بچے اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں''

فقط والسلام

سعید احمد

مشورہ

مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ

مشورہ کی اہمیت:

دعوت وتبلیغ میں مشورہ کی بڑی اہمیت ہے۔ جس کو قرآن کریم میں حق تعالیٰ شانہ نے بیان فرمایا ہے۔ مشورہ کر کے چلنے والے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور جو مشورہ سے نہیں چلتے وہ شیطان کے جالوں میں جلد پھنس جاتے ہیں۔ مشورہ کے آداب بہت نازک ہیں۔ اس لئے اُن آداب کو وہی پورا کر سکتے ہیں جن میں صفات دعوت آ گئی ہوں۔ وہ صفات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مشورہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمارے مشورہ کو سن رہے ہیں۔ اگر ہم دو آدمی مل کر مشورہ کر رہے ہیں تو تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ہم تین ہیں تو چوتھے ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس کو قرآن میں حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے۔

۲۔ دوسری صفت یہ ہے کہ ہمارے مشورے کرنے والوں کے دل آپس میں محبت کرتے ہوں جبکہ حدیث قدسی میں ہے۔ وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ.

(میری محبت لازم ہوگئی ہے ان لوگوں کیلئے جو میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، آپس میں ملکر بیٹھتے ہیں، آپس میں میل ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں)

۳۔ تیسری صفت یہ ہے کہ آپس میں تنازعہ اس قسم کا نہ کریں کہ ایک دوسرے سے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور دلوں میں ایک دوسرے سے کدورت پیدا ہو جائے۔

۴۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کوئی کسی پر ناراض اور غصہ نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائیں گے اور ایمان کمزور ہو جائیں گے۔ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کام کرنے والوں پر دو خطرے ہیں۔ ایک خطرہ یہ ہے کہ ا۔ اپنے اندر چھ نمبروں کی صفات کو نہ لا رہے ہوں ۲۔ اور صرف جماعتیں نکال رہے ہوں۔ تو وہ خود ثواب سے محروم ہوتے چلے جائیں گے۔ اور ایمان کمزور ہوتا چلا جائیگا۔ اپنے اندر ان چھ نمبروں کی حقیقت کو لانا بہت ضروری ہے۔ یعنی کلمہ توحید سے اپنا ایمان بڑھ رہا ہو۔ اور اپنی نماز میں خشوع وخضوع پیدا ہو رہا ہو۔ اور اپنے اندر حال کے حکم کو پورا کرنے کا جذبہ آ رہا ہو۔ اور ذکر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو رہا ہو۔ اور ایک دوسرے کا اکرام اور حقوق کی ادائیگی کا فکر بڑھ رہا ہو۔ اور بے اکرامی سے بچنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کسی کی دل آزاری اپنے سے نہ ہو رہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے ہوں کہ ہمارا مشورہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو رہا ہے یا نہیں۔

مشورہ کرنے کا طریقہ اور سلیقہ:

(۱) کوئی اپنی رائے کو حتمی طور پر صحیح نہ سمجھے ورنہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رائے کی درستگی کا فیضان ہو رہا ہے۔ اور یہ ہر ایک کا مقام نہیں ہے۔

(۲) کوئی اپنی رائے پر اصرار نہ کرے۔ اس سے نفس کا تکبر ظاہر ہوگا۔ اور نفس کا غلبہ ہوگا۔ اور شیطان اس کو اہلِ مشورہ سے توڑنے کی کوشش کرے گا یا اس سے مشورہ والوں

کو توڑے گا اور آپس میں عداوت ڈالے گا۔

(۳) کوئی مشورہ دینے والا دوسرے کی رائے کی تردید نہ کرے۔ اس میں اس کی ذلت ہوگی۔ بلکہ دوسرے کی رائے کو یہ سمجھتے ہوئے کہ شائد اسی میں خیر ہو اس کا اکرام کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کرے یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی چیز ہے۔

(۴) اپنی زبان کو میٹھا اور دل کو نرم رکھے جیسا قرآن میں حق تعالیٰ شانہ نے نبی ﷺ کی صفت بیان کی ہے۔ اور ایک بات کی تنبیہ کی ہے۔ جو ہمارے لئے بھی بڑی عبرت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نرم بنادیا۔ اگر آپ ﷺ زبان کے فظ اور دل کے غلیظ القلب ہوتے تو آپ ﷺ کے نبی ہونے اور تمام صفات کے حامل ہونے کے باوجود لوگ آپ ﷺ سے نہ جڑتے بلکہ آپ ﷺ سے جدا ہو جاتے۔ یہ اخلاق کے بڑے مرتبے کی صفت ہے۔ جس میں یہ صفت آ گئی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہو جائے گا۔ اور امت اس کے ساتھ جڑتی چلی جائے گی۔ اور اسے صفت خلافت حاصل ہوگی یعنی لوگوں کے دلوں پر اس کی خلافت ہوگی۔ لہٰذا مشورہ سب سے زیادہ نازک مقام رکھتا ہے اسی سے دعوت دنیا میں پھیلتی ہے اور داعی کا مقام قائم ہوتا ہے۔

مشورہ کے ذریعہ دعوت کو زندہ کرنا ہے:

چونکہ دعوت دنیا میں من حیث الامت قائم نہ رہی اس لئے امت کے احزاب اور قومیت کے جذبے شیطان نے قائم کر دیئے، عدل وانصاف کو ختم کر دیا، باطل کو غالب کر دیا، حق والے باطل والوں کے نیچے کر دیئے گئے۔ لہٰذا دعوت کو سب سے پہلے زندہ کرنا ہے۔ اور ہر مسلمان کو مقصدِ زندگی یعنی دعوت پر لانا ہے اور ہر ایک کو داعی بنانا ہے۔ اس کے

تمام دینی اور دنیوی شعبے قرآن وحدیث کے بتائے طریقوں پر آجائیں پھر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے رحمت وبرکت، سکون قلب اور نصرت ومدد کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نظام غیبی موافق ہوجائے گا۔ یہ شخص دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک آیت اپنے نبی ﷺ کی شان میں اُتاری۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کریں۔ پھر دوسری آیت اتاری وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ. قیامت تک آنے والی امت مشورہ سے چلے گی تو صحیح رہے گا۔ اس کے لئے بدر میں حباب بن منذر کی رائے کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ صحیح بتایا۔ اساریٰ بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق آیت نازل فرمائی۔ اور اُحد کے اندر نوجوانوں کی رائے کو قبول کرلیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں غلطی نہیں بتائی۔ یہ ہمارے لئے اُصول قائم فرمائے جب یہ اُصول ہمارے اندر زندہ ہوجائیں گے تو امت مسلمہ میں ایمان واسلام کا جذبہ کامل آجائے گا۔ اور وہ باطل پر غالب آجائیں گے اور بقول مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے: یا اہل باطل کو "اللہ تعالیٰ" حق کی طرف پھیر دیں گے اور جو حق کی طرف نہیں پھریں گے ان کو آپس میں ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش کردیں گے۔ یا مسلمانوں سے ٹکرائیں گے یا آپس میں ٹکرائیں گے۔ غالباً اس آیت کا اشارہ اسی طرف ہے۔ "بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ".

پہلے دعوت والے مجاہدے میں چلیں گے اور اللہ تعالیٰ امتحان لیں گے۔ اس کو اس آیت میں فرمایا۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ

وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ.

ترجمہ: "اور ہم تم کو ضرور آزمائینگے کچھ خوف سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے"

اور آخر میں فرمایا۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (اور خوشخبری دیدیجئے صبر کرنے والوں کو) مجاہدوں کے بعد بشارت کا وعدہ ہے۔ جو جتنی قربانی جان واموال کی اور اپنے دنیوی تقاضوں کی اس طرح سے دیتا چلا جائے گا کہ اپنا جان ومال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگ رہا ہو اور اپنے تقاضے ٹوٹ رہے ہوں اور دل اور دماغ اللہ تعالیٰ کے دین میں لگ رہا ہو۔ یہ سابقین میں سے ہوجائیں گے۔ اور ان کے ساتھ چلنے والے اصحاب الیمین میں سے ہوجائیں گے اور یہ دونوں کامیاب ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں مجاہدین کے دو درجے قائم کئے لَا يَسْتَوِيْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. فتح مکہ سے پہلے کے ایمان والوں کے درجات بڑھتے ہوئے ہیں بعد والوں پر کیوں کہ فتح مکہ کے بعد مال غنیمت بھی کثرت سے آنا شروع ہوگیا۔ اور فتوحات کی امیدیں قائم ہوگئیں۔

تاجران حرمین سے معروض

''دنیاوی تجارت سے پہلے دینی تجارت ضروری ہے''

اللہ تعالیٰ آپ کی تجارت میں برکت عطا فرمائے۔ لیکن اس دنیاوی تجارت سے پہلے دینی تجارت ضروری ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ صف میں بیان فرمایا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ O تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ O ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ O

ترجمہ:

''اے ایمان والوں! کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں، جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے، (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو (جب ایسا کروگے تو) اللہ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کریگا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہوں گے، یہ بڑی کامیابی ہے، اور ایک اور بھی ہے کہ تم اسکو پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی اور (اے پیغمبر ﷺ) آپ مؤمنین کو بشارت دیدیجئے۔''

اس تجارت کے سیکھنے کے لئے ہزاروں لاکھوں آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پھر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ نفع کی تجارت کوئی نہیں! اس میں اللہ تعالیٰ نے آخرت اور دنیا دونوں کا نفع بتایا ہے۔ ان آیات کو بار بار پڑھیئے اور ان کا یقین دل میں پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھریئے۔ جس نے موت سے پہلے وہ تجارت کرلی اس کے اور اس کی نسلوں کے لئے کامیابی کے دروازے کھل جانے کی امید ہے۔ آج ہم دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس دنیا کو بڑے شوق وذوق سے لے رہے ہیں جس کی وجہ سے دنیا ہمیں ذلیل وخوار کررہی ہے۔ اور ایک دوسرے سے حسد، کینہ اور بغض اور لڑائی جھگڑے کرارہی ہے، آخرت سے غافل کررہی ہے۔

دنیا میں کیسے کیسے بادشاہ نمرود، شداد، فرعون وغیرہ دنیا کو بسا رہے تھے اور بنا رہے تھے اور مزین کررہے تھے، آج وہ کہاں چلے گئے؟ کتنی قومیں دنیا میں آئیں اور دنیا پر محنت کرتے کرتے برباد ہوگئیں۔ اور دنیا نے ان کو زیر زمین پہونچادیا۔ کوئی چیز بھی ساتھ نہ لے گئے۔ ہم اپنے بڑوں کو یاد کریں، کہ وہ آج دنیا میں نہیں ہیں اور ایمان واعمال صالحہ کے علاوہ کوئی چیز ان کو نفع نہیں دے رہی ہے۔ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات سے ہٹا کر حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تابع کردے، دنیا والوں کو دیکھ کر چلنا عقل کی بات نہیں۔ وہ تو مشاہدہ کے دھوکہ میں چل رہے ہیں۔

اس زمانے میں جو دیندار کہلاتے ہیں وہ بھی دنیاداروں کے جذبات دل میں لئے ہوئے ہیں۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ اس لئے وہ دنیا والوں کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔ اور فتنوں نے ان کو بھی آکر گھیرا ہوا ہے۔ چونکہ صفات: ایمان، تقویٰ، توکل، صدق

وامانت، خشیت وانابت، صبر وشکر، عدل وانصاف مٹتے مٹتے اس درجے پر پہنچ چکی ہیں کہ فتنوں سے نہیں نکال سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے نبی پاک ﷺ والے مقصد نبوت کو پھر زندہ کرنے کا سامان کردیا، یہ فرصت غنیمت سمجھیں۔ عن قریب وہ حال آئے گا کہ دین پر چلنا اتنا مشکل ہوجائے گا جیسا کہ چنگاری کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اور اس پر مزید شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بقعۂ مبارکہ حرمین شریفین میں قیام کی سعادت نصیب فرمائی۔

اس نعمت کا بھی قیامت کے دن سوال ہوگا۔ حرمین میں رہنے والوں پر پورے عالم کی ذمہ داری ہے کیوں کہ جو بادشاہ بن جاتا ہے پوری رعیت کی ذمہ داری اس کے سر آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ خیر کے کاموں میں بہت سے لوگوں کے مقابلے میں سبقت لے جاتے ہیں۔ کاش کہ میری معروض بھی سمجھ میں آجائے۔ آئندہ کی نسل ان شاء اللہ صحیح رخ پر آجائے گی۔

سعید احمد عفی عنہ

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سید الکونین ﷺ

کے حضور محبت بھرے چند پاکیزہ اشعار

کعبہ پر پڑی جب بھی نظر
کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
سب ہوش وخرد مفلوج ہوئے
دل ذوق تماشہ بھول گیا

نعت

محمد کا روضہ قریب آرہا ہے
بلندی پہ اپنا نصیب آرہا ہے

فرشتو یہ دے دو پیغام ان کو
کہ خادم تمہارا سعید آرہا ہے

حفاظت کرو اپنے ایمان ودین کی
زمانہ بہت ہی عجیب آرہا ہے

وفا تم نہ دیکھوگے ہرگز کسی میں
زمانہ وہ ایسا قریب آرہا ہے

تمہیں کچھ خبر ہے کہ کہاں جارہا ہوں
رسول خدا ہیں وہاں جارہا ہوں

تمہیں کچھ خبر ہے کیا پارہا ہوں
محبت کا ان کی مزا پارہا ہوں

چلو جاکے رہنا مدینے میں اب تو
قیامت کا منظر قریب آرہا ہے

دُعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ وَيَا آخِرَ الْاٰخِرِيْنَ وَيَا ذَاالْقُوَّةِ الْمَتِيْنَ وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ وَيَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ. يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى. اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا بِالْاِسْلَامِ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْهُدٰى. اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ

الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّاتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا. وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا. اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا. وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا.

اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَدَمِّرْ دِيَارَهُمْ وَخَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ.

"یاارحم الراحمین یا اللہ یہ تیری نسبت سے یہاں جمع ہوئے ہیں، ان کے آنے کو قبول فرمالے۔ یا اللہ! باطل نے بہت دنیا کے اُوپر بہت قبضہ کیا اب ان کو باطل کے نیچے سے نکال کر باطل کے اُوپر کردے۔ یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے اے اللہ آج بھی وہی نقشہ دکھادے کہ حق لے کر کے چلے۔ حق باطل کے سر کو کچل دے اور باطل زائل ہوجائے۔ جیسے تونے قرآن میں فرمایا ہے:

"بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ".

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۸)

یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے ہمارے ایک ایک مرد وعورت کو، تاجر کو، زمیندار کو، ڈاکٹر کو، انجینئر کو، صدر کو، وزیر کو، سب کو دعوت کیلئے قبول فرمالے۔ یا اللہ ہماری عورتوں کو بھی قبول فرما، مردوں کو بھی قبول فرما، ہمارے امیروں کو، فقیروں کو بھی قبول فرما، سب کو قبول فرما لے، مزدوروں کو بھی قبول فرمالے یا اللہ ہم گناہ گار ہیں، گناہ گار ہیں، ہمارے گناہوں کو بھی

معاف فرمادے، یا اللہ پوری اُمت کے گناہوں کو معاف فرمادے، معاف فرمادے، یا اللہ پوری اُمت کو بخش دے، تو نے عرفات کے میدان میں بخشا جیسے مزدلفہ کی رات میں بخشا، یا اللہ ان کے سارے گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ اپنے لطف وکرم سے اُمت کو دعوت پر اُٹھا دے اور پورے عالم میں پھیلا دے۔ اے اللہ پورے عالم کے باطل کو ان کے ذریعے ختم فرمادے اور پورے عالم کے باطل کے سر کو کچل دے۔ یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے ہمیں دعوت دینا سکھادے، یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے ہمیں دعوت دینا سکھادے، ہم دعوت دینا سیکھنا چاہتے ہیں، یا اللہ اپنے لطف وکرم سے اس دعوت کو ہمارا مقصدِ زندگی بنادے اور ہمارا، ہر ایک کا یہ فکر بنادے کہ میں پورے عالم میں دعوت دینے کے لئے دنیا میں آیا ہوں، یا اللہ ہدایت تو تیرے ہاتھ میں ہے تو نے قرآن میں فرمایا "وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" یا اللہ ہدایت تیرے قبضے میں ہے کسی کے قبضے میں نہیں، یا اللہ تو ہدایت دے دے، تو یہ ہدایت ہمیں بھی دے دے اور ان کافروں کو بھی دے دے، فاسقوں کو بھی دے دے، یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے عالم میں دعوت کی ہوائیں چلادے۔ ایمان کی فضائیں بنادے، اسلام کے نقشے قائم فرمادے، اپنے قرآن کے طریقے کو زندہ فرمادے۔ باطل کے طریقوں کو مٹادے، یا اللہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے طریقے زندہ فرمادے، یا اللہ برادری کے طریقے مٹادے، یا اللہ اس کام کی عظمت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ قرآن کی عظمت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ یا اللہ قوم کے طریقوں کو مٹادے، یا اللہ تو اپنے لطف وکرم سے دین کی عظمت ہمارے دلوں میں ڈال دے اور دنیا کی تعلیمات کی عظمت ہمارے

دلوں سے نکال دے، یا اللہ ہماری نگاہیں اغیار سے اپنی طرف پھیر دے، یا اللہ تو نے ہی قرآن میں فرمایا "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" جو تیرے اوپر توکل کر لیتا ہے تو اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ یا اللہ تو نے قرآن میں فرمایا "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ" یا اللہ ہمیں اس آیت کو پڑھ کر مؤمن حق بنادے، یا اللہ حضور اکرم ﷺ کی کامل محبت ہمیں عطا فرمادے اور آپ ﷺ کے طریقوں کو لے کر پوری دنیا میں پھرنا نصیب فرمادے، یا اللہ آپ ﷺ کے طریقے مٹ گئے ہیں اور باطل کے طریقے پھیل رہے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ اَيْ فِي الْجَنَّةِ" اے اللہ تو وہ طریقے جو حضور ﷺ کے دنیا میں مٹے ہوئے ہیں ان کو زندہ کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمادے۔

ایک اہم اور مؤدبانہ گزارش

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو بیانات ان اوراق میں لکھے گئے ہیں وہ ٹیپ سے نقل کیے گئے ہیں ہم نے ممکن حد تک کوشش کی ہے کہ قلمبند کرنے میں کوئی غلطی اور کوتاہی نہ رہ جائے۔ آیات واحادیث مبارکہ کی علماء کرام کے ذریعہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔ پھر بھی امکان ہے کہ غلطیاں رہ گئی ہوں گی۔ اس لئے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اغلاط سے ضرور مطلع کیا جائے اور کتابت کی غلطیوں سے بھی آگاہ کیا جائے، ممنون ہوں گا۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کردی جائے گی۔

فقط والسلام

بندہ

فیروز الدین عفی عنہ
34-C, Block 6, P.E.C.H.S, KARACHI

دعوت کے ذریعہ تمام بگاڑ ختم ہو جائے گا

جو بگاڑ تمہیں نظر آ رہا ہے اب دیکھو چلتے ہیں دعوت کے میدان میں، ہم اپنے نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو ثابت کر دیں گے ''اپنے عمل'' سے اور دعوت دیتے ہوئے چلیں گے۔ لوگوں کے دلوں سے حسد نکال دیں گے اور کینہ نکال دیں گے، بغض نکال دیں گے، دلوں کو جوڑ دیں گے دعوت کے ذریعہ سے اور جھوٹ نکال دیں گے، ظلم نکال دیں گے، چوری اور ڈکیتی کا جذبہ نکال دیں گے، سود، رشوت کے جذبے نکال دیں گے اور دیکھو ہم وہی کام کریں گے جو ہمارے نبی ﷺ نے کیا۔ نبی پاک ﷺ ہمیں اپنا پیغام دے کر گئے اور فرما گئے:

''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ''

اور دیکھو ہم عالم کیلئے رحمت بن کر دکھلا دیں گے کہ ہمارے نبی ﷺ کیسے رحمت ہیں! ہم اپنے ماں باپ کیلئے رحمت بنیں گے، پڑوسی کیلئے رحمت بنیں گے، ہم غیروں کیلئے رحمت بنیں گے، یہودی و نصاریٰ کے لئے بھی رحمت بنیں گے۔

(حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی)

Printed by : 0345-2119582